قرآنی تعلیمات

حصہ دوم

قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنے اور بندگانِ خدا تک قرآن کی دعوت و تعلیم پہنچانے والی ایک مختصر کتاب۔

محمد یوسف اصلاحی

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور (مغربی پاکستان)

شاخ: ۱۶- بیت المکرم (پہلی منزل) ڈھاکہ (مشرقی پاکستان)

Marfat.com

(پاکستان میں جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

طابع۔ اخلاق حسین، ڈائرکٹر۔
ناشر۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
۱۳۔ای، شاہ عالم مارکیٹ لاہور
مطبع مسعود پرنٹرز ۵۵ میکلوڈ روڈ لاہور۔ خواجہ صادق کاشمیری پرنٹر
اشاعت اول اکتوبر ۱۹۶۸ء ۲۰۰۰

~~۱۷۹۰۸~~
۲۹۷۶۱۰۷
ق ۵۱۵۱
۱۷۹۰۸
۷۰۹
DATA ENTERED

قیمت

پلاسٹک کا کور مجلد ۱۶۰۰ روپیہ } ۶/- روپے
اعلیٰ ایڈیشن ۵/- روپے }

سستا ایڈیشن ۳/۵۰ روپے

دُعا

خدائے ستار و غفار سے دعا ہے کہ وہ اس "خدمتِ قرآن"
کا اجر و ثواب میری دُکھی اور غمزدہ والدہ ماجدہ اور محترم و مکرم والد ماجد
کو عطا فرمائے جن کی پُر سوز دعاؤں اور پاکیزہ تمناؤں کے نتیجہ میں،
مَیں اس خدمت کے لائق ہُوا۔

اور میرے شفیق و مہربان استاد حضرت مولانا اختر احسن اصلاحیؒ
کو بھی اس کا ثواب پہنچائے، جن کی خاص توجہ اور فیض تربیت سے
مجھے اس پیشکش کی توفیق ہوئی۔ آمین

محمد یوسف اصلاحی

DATA ENTERED

Marfat.com

قرآنی تعلیمات

(دوم)

	صفحات		
عرض ناشر	۱۸		
پیش لفظ	۱۹	صبر کا انعام۔	۳۲
تعارف	۲۲	**اعتدال**	۳۳
باب اوّل — حسن اخلاق		نماز میں اعتدال۔	۳۳
حسن اخلاق	۲۷	صدقہ وخیرات میں اعتدال۔	۳۴
فضائلِ اخلاق	۲۸	خرچ میں اعتدال۔	۳۴
		رفتار میں اعتدال۔	
سچائی	۲۸	احسان	۳۴
سچے مومن۔	۲۸	ایثار	۳۵
سچے لوگوں کا مرتبہ۔	۲۹	حیا	۳۵
صبر	۲۹	پاکبازی	۳۶
جذبات وخواہشات پر قابو رکھنا۔	۳۰	امانتداری	۳۶
حق پر جمنا۔	۳۱	وفائے عہد	۳۷
مشکلات کو برداشت کرنا۔	۳۲	اظہارِ حق	۳۷
صبر کی اساس۔	۳۲	شجاعت	۳۷

Marfat.com

صفحات

توکل ۳۸
استغفار ۳۹
سخاوت ۳۹
عفو و درگزر ۴۰
غصہ پینا ۴۰
بُردباری ۴۱
نرمی و رحمت ۴۱
برائی کے بدلے بھلائی ۴۱
تواضع ۴۲
خودداری اور وقار ۴۳
عدل و انصاف ۴۳

رذائل اخلاق

جھوٹ ۴۵
وعدہ خلافی ۴۶
خیانت ۴۶
غرور ۴۷
خودستائی ۴۸
دو رُخا پن ۴۸
حسد ۴۹

بخل ۴۹
فضول خرچی ۵۰

مسلمانوں کے باہمی اخلاق ۵۲

متحد ہو کر رہو ۵۲
جان کا احترام کرو ۵۳
آبروریزی سے بچو ۵۴
کسی کو حقیر نہ سمجھو ۵۵
دل آزاری سے بچو ۵۶
عیب نہ لگاؤ ۵۷
نام نہ بگاڑو ۵۷
بدگمانی سے بچو ۵۷
ٹوہ میں نہ لگو۔ ۵۸
غیبت نہ کرو ۵۸
چغل خور کی بات نہ مانو ۵۹
بھائی بھائی بن کر رہو ۵۹
دو گروہ لڑ پڑیں تو صلح کرادو ۶۰
ظالم کا مقابلہ کرو ۶۱
نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ ۶۱
ایک دوسرے کے ہمدم اور رفیق رہو۔ ۶۲

Marfat.com

صفحات

نیکی پر ابھارتے رہو۔	۶۲	نکاح وجہ سکون۔	۷۸
برائی سے روکتے رہو۔	۶۳	نکاح حفاظتِ عصمت کا ذریعہ۔	۷۸
ہر ایک سے بھلی بات کہو۔	۶۳	نکاح خانہ آبادی	۷۹
مجلسوں میں کشادہ دلی سے کام لو۔	۶۴	نکاح کی تاکید	۷۹
بے جا حمایت نہ کرو۔	۶۵	**نکاح میں ایمان و اسلام کی اہمیت**	۸۱
مسلمانوں کے حق میں دعا کرو۔	۶۵	پاکیزہ مردوں کیلئے پاکیزہ عورتیں۔	۸۲
مسلمانوں کو سلام کرو۔	۶۶	بدکاروں سے نکاح نہ کیا جائے۔	۸۳
سلام کا جواب بہتر طریقے پر دو۔	۶۶	**حرام عورتیں**	۸۳
مسلمانوں کے جنازے کی نماز پڑھو۔	۶۶	سوتیلی ماں	۸۵
باب دوم ــــ حسن معاشرت		ماں	۸۶
انسانی تمدن میں نکاح کی حیثیت۔	۷۱	بیٹی	۸۶
نکاح انبیاء کی سنت۔	۷۳	بہن	۸۷
نکاح ایک پختہ عہد۔	۷۳	پھوپھی	۸۷
نکاح ایک بامقصد تعلق۔	۷۴	خالہ	۸۷
نکاح صالح اولاد کے لئے۔	۷۴	بھتیجی	۸۷
نکاح قیام تمدن کی اساس۔	۷۵	بھانجی	۸۸
نکاح بقائے نوع انسانی کا		رضاعی ماں	۸۸
ذریعہ۔	۷۷	رضاعی بہن	۸۸
نکاح رحمت ومودت کی بنیاد۔	۷۷	خوش دامن	۸۸

Marfat.com

صفحات

سوتیلی بیٹی ۸۹

بہو ۸۹

بیک وقت دو بہنیں ۸۹

دوسرے کی منکوحہ ۹۰

حلال عورتیں ۹۰

جنگ میں پکڑی ہوئی عورتیں۔ ۹۰

محرمات کے سوا تمام عورتیں ۹۱

کتابیہ۔ ۹۱

مسلمان لونڈیاں۔ ۹۲

سوتیلی لڑکی اگر بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ ۹۲

متبنّٰی کی مطلقہ۔ ۹۲

نکاح کے احکام ۹۴

نکاح علانیہ کیا جائے۔ ۹۴

نکاح میں مہر ضروری ہے۔ ۹۴

نکاح میں انتخاب کی آزادی۔ ۹۵

ایک سے زائد نکاح کی اجازت۔ ۹۵

انصاف نہ کر سکو تو ایک ہی بیوی رکھو۔ ۹۶

بیویوں کے درمیان مطلوب انصاف ۹۶

تعدد ازواج کی حد۔ ۹۸

عدت میں نکاح نہ کرو۔ ۹۸

عدت میں صاف صاف پیغام نہ دو ۹۸

مہر کے احکام ۹۹

مہر دینا فرض ہے۔ ۹۹

مہر بخوشی ادا کرو۔ ۱۰۰

دیا ہوا مہر واپس نہ لو۔ ۱۰۰

غیر مدخولہ کا مہر۔ ۱۰۱

ادائے مہر میں فیاضی کی تاکید۔ ۱۰۱

مہر کی معافی عورت کے اختیار میں ہے۔ ۱۰۲

معاف کردہ مہر تمہارا مال ہے۔ ۱۰۲

وہی مہر معاف ہے جو دل کی خوشی سے معاف کیا گیا ہو۔ ۱۰۲

مہر مقرر نہ کیا ہو تو کچھ دے کر رخصت کرو۔ ۱۰۳

مہر میں عورت کا حق نہ مارو۔ ۱۰۴

Marfat.com

صفحات

زوجین کے خوشگوار تعلقات ۱۰۵
زوجین کے حقوق مساوی ہیں ۱۰۵
مرد کو کچھ برتری ہے ۱۰۶
خانگی زندگی میں مرد کی حیثیت ۱۰۷
مرد کی برتری کے وجوہ ۱۰۷
شوہر کے فرائض ۱۰۹
عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ۱۰۹
باہمی مصالحت کی کوشش کرو۔ ۱۰۹
تحمل اور خوش گمانی سے کام لو۔ ۱۱۰
عفو و کرم کی روش رکھو۔ ۱۱۱
بیوی کے فرائض ۱۱۲
اپنا رویہ درست رکھے۔ ۱۱۲
اطاعت گزار رہے۔ ۱۱۳
امانتوں کی حفاظت کرے۔ ۱۱۳
ازدواجی تعلق کو صبر کے ساتھ نباہے ۱۱۴
اصلاح حال میں معاشرہ کی ذمہ داری ۱۱۵
طلاق ۱۱۷
طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ۱۱۷
طلاق آخری چارہ کار ہے۔ ۱۱۷
زوجین میں مصالحت کے لئے مثالی طریقہ۔ ۱۱۸
علیحدگی ہو جائے تو دونوں اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ ۱۱۹
طلاق کیسے دی جائے؟ ۱۲۰
طلاق طہر میں دی جائے۔ ۱۲۰
طلاق کی حد ۱۲۱
طلاق رجعی میں رجوع۔ ۱۲۲
شوہر کو رجعت کا حق ہے۔ ۱۲۳
رجعت کو ایذا رسانی کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ ۱۲۳
علیحدگی کی صورت میں شریفانہ رویہ اختیار کیا جائے۔ ۱۲۴
تین طلاق کے بعد قطعی علیحدگی ۱۲۵
حلالہ کے بعد نکاح میں کوئی حرج نہیں ۱۲۵
مدت ایلاء گزرنے پر طلاق ہو جائیگی۔ ۱۲۶
خلع ۱۲۷
ظہار ۱۲۸
ظہار سے بیوی، ماں نہیں بن جاتی۔ ۱۲۹

Marfat.com

صفحات

ظہار سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ۱۲۹
ظہار ایک نامعقول بات ہے۔ ۱۲۹
ظہار کا کفارہ۔ ۱۳۰
لعان ۱۳۰
لعان کا طریقہ۔ ۱۳۲
عدت ۱۳۴
عدت کے احکام ۱۳۵
عدت کی مدت۔ ۱۳۵
غیر حائضہ کی مدتِ عدت ۱۳۶
حاملہ کی عدت ۱۳۶
بیوہ کی عدت ۱۳۶
حاملہ اپنے پیٹ کا راز نہ چھپائے۔ ۱۳۶
خلوت سے محروم عورت کی مدت۔ ۱۳۷
عدت کے ایام گنتے رہو۔ ۱۳۸
مطلقہ کے ساتھ سلوک۔ ۱۳۸
عدت تک گھر میں رکھو۔ ۱۳۹
دوران عدت ان کو گھر سے نہ نکالو۔ ۱۳۹
عدت میں ایذا نہ پہنچاؤ۔ ۱۳۹
بے حیائی کریں تو نکال دو۔ ۱۳۹
گھر سے رخصت کرتے وقت رخصتانہ دو۔ ۱۳۹
مطلقہ حاملہ کا خرچ برداشت کرو۔ ۱۴۰
دودھ پلانے کا معاوضہ دو۔ ۱۴۰
عدت کے بعد انہیں نکاح سے نہ روکو۔ ۱۴۰
دیا ہوا مال ان سے واپس نہ لو۔ ۱۴۲
بیوہ کے ساتھ سلوک ۱۴۲
بیوہ کو اپنی میراث نہ سمجھو۔ ۱۴۳
ان کا مال ہتھیانے کی کوشش نہ کرو۔ ۱۴۳
بیوہ کا نکاح کر دو۔ ۱۴۴
رضاعت ۱۴۴
دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔ ۱۴۴
دو سال سے پہلے بھی دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ ۱۴۵
رضاعت کے معاملہ میں فریقین کو باہم موافقت کی تاکید۔

Marfat.com

صفحات

دایہ سے دودھ پلایا جا سکتا ہے۔ ۱۴۶
دودھ پلانے والی کا روٹی کپڑا باپ کے ذمہ ہے۔ ۱۴۶
باپ نہ ہو تو بچے کا ولی ذمہ دار نہ ہوگا۔ ۱۴۶
فریقین ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے کی نہ ٹھانیں۔ ۱۴۷
مُنہ بولا بیٹا (متبنّیٰ) ۱۴۸
مُنہ بولے بیٹے کی حیثیت۔ ۱۴۸
ان کی نسبت حقیقی باپ کی طرف کی جائے۔ ۱۴۹
متبنّیٰ دینی بھائی ہے اگر اس کا باپ معلوم نہ ہو۔ ۱۴۹
پیار میں بیٹا کہنے کا حکم۔ ۱۵۰
پردہ ۱۵۱
پردہ کا مقصد۔ ۱۵۳
پردہ کے احکام ۱۵۵
گھر کی چار دیواری میں رہو۔ ۱۵۵
چہرے کا پردہ ضروری ہے۔ ۱۵۶
بن ٹھن کر نہ گھومتی پھرو۔ ۱۵۹
غیر مردوں سے کھرے لہجہ میں بات کرو۔ ۱۶۰
زیوروں کی جھنکار نہ سناؤ۔ ۱۶۱
نگاہیں نیچی رکھو۔ ۱۶۲
اپنے ستر کی حفاظت کرو۔ ۱۶۳
اپنا بناؤ سنگار چھپائے رہو۔ ۱۶۴
سر سینہ و پیٹ سے چھپائے رہو۔ ۱۶۵
بوڑھی عورتیں چادر اتار سکتی ہیں۔ ۱۶۷
بہتر یہی ہے کہ چادر اوڑھے رہیں۔ ۱۶۸
مرد نگاہیں نیچی رکھیں۔ ۱۶۹
اپنے ستر کی حفاظت کریں۔ ۱۶۹
رشتہ داروں سے پردہ ۱۷۰
محرم رشتہ دار ۱۷۲
شوہر۔ ۱۷۳
باپ۔ ۱۷۴
خسر۔ ۱۷۴
بیٹے۔ ۱۷۴
سوتیلے بیٹے۔ ۱۷۴
بھائی۔ ۱۷۴

Marfat.com

	صفحات
بھتیجے۔	۱۷۵
بھانجے۔	۱۷۵
میل جول کی عورتیں۔	۱۷۶
مملوک لونڈی اور غلام۔	۱۷۷
زیر دست مغفل خدمت گار۔	۱۷۷
نسوانی باتوں سے ناواقف لڑکے۔	۱۷۸
والدین کے حقوق	۱۷۹
والدین کی شکر گزاری۔	۱۷۹
والدین سے بھلائی کرنا۔	۱۸۰
والدین کا ادب کرنا۔	۱۸۰
والدین پر خرچ کرنا۔	۱۸۱
والدین کی مرضی کا لحاظ رکھنا۔	۱۸۱
انکساری سے پیش آنا۔	۱۸۲
والدین کے لئے دعا کرنا۔	۱۸۲
ماں کا حق زیادہ ہے۔	۱۸۱
ماں کا خصوصی احسان۔	۱۸۳
اطاعتِ والدین کی حد۔	۱۸۳
مشرک والدین کے ساتھ حسن سلوک	۱۸۴
باپ دادا کی (اندھی) تقلید جہالت ہے	۱۸۵
اطاعتِ والدین میں کوتاہی۔	۱۸۶
اولاد اور نسل کے حقوق	۱۸۷
نسل کی حفاظت کرو۔	۱۸۷
اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔	۱۸۸
اولاد کے لئے دعا۔	۱۸۸
اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک۔	۱۸۹
اولاد کی آرزو کس لئے؟	۱۸۹
رشتہ داروں کے حقوق	۱۹۰
صلہ رحمی۔	۱۹۰
رشتوں کو جوڑے رکھو۔	۱۹۱
رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔	۱۹۱
رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرو۔	۱۹۲
رشتہ داروں سے محبت۔	۱۹۳
تمہارے مال کے اولین مستحق رشتہ دار ہیں۔	۱۹۳
رشتہ داروں کی مالی امداد۔	۱۹۴
میراث سے محروم عزیزوں کے ساتھ سلوک۔	۱۹۴
رشتہ دار اگر برا برتاؤ کریں تب بھی ان کی مدد کرو۔	۱۹۵

Marfat.com

صفحات

یتیموں کے حقوق ۱۹۶

یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ۱۹۶

ان سے اولاد جیسا برتاؤ کرو۔ ۱۹۷

ان کو جھڑکی نہ دو۔ ۱۹۸

ان پر اپنا مال خرچ کرو۔ ۱۹۸

ان کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ ۱۹۸

ان کا مال کھانا جہنم کی آگ سے پیٹ بھرنا ہے۔ ۱۹۹

ان کے اچھے مال سے برا مال نہ بدل لو۔ ۱۹۹

شرکت کے بہانے ان کا مال نہ کھاؤ۔ ۱۹۹

رہائش اور مال مشترک رکھ سکتے ہو۔ ۱۹۹

ان کا مال بقدر ضرورت خرچ کرو۔ ۲۰۰

مالدار ان کے مال سے حق الخدمت نہ لے۔ ۲۰۰

نادار حق الخدمت لے سکتا ہے۔ ۲۰۰

ان کے معاملہ میں انصاف پر قائم رہو۔ ۲۰۱

ان کو سدھارنے کی کوشش کرو۔ ۲۰۱

ناسمجھی کے زمانہ تک مال ان کو نہ دو۔ ۲۰۱

عقل و شعور آنے پر ان کے مال انکے حوالے کردو۔ ۲۰۲

گواہوں کی موجودگی میں مال حوالے کرو۔ ۲۰۳

انصاف نہ کرسکنے پر یتیم لڑکیوں سے نکاح نہ کرو۔ ۲۰۳

اہل حاجت کے ساتھ سلوک ۲۰۵

مومن کے مال میں ان کا حق ہے۔ ۲۰۵

سائل کو نہ جھڑکو۔ ۲۰۵

مسکین کو نہ دینے کی ہولناک سزا ۲۰۶

فقیروں سے مال بچانے کی عبرتناک داستان۔ ۲۰۶

حاجتمندوں سے غفلت روز جزا کی تکذیب کا نتیجہ ہے۔ ۲۰۷

پڑوسی اور ساتھی کے ساتھ حسن سلوک ۲۰۸

مسافر اور مہمان کے ساتھ نیک برتاؤ ۲۰۹

غلام اور خدمتگار کے ساتھ سلوک ۲۰۹

صفحات

باب سوم ——— معاملات

معاملات ۲۱۳
قانونِ حلال وحرام خدا ہی کا حق ہے ۲۱۳
قرآن کا نظریہ حلال وحرام ۲۱۴
حرام جانور ۲۱۵
بے حیائی کے کام ۲۱۵
زنا بدترین جرم ۲۱۶
زنا کی سزا۔ ۲۱۶
شراب اور جوا ۲۱۷
قتل وغارت ۲۱۷
چوری کی سزا ۲۱۸
توبہ کی تلقین۔ ۲۱۹
قتل سے باز رہو ۲۱۹
ایک قتل ساری انسانیت کا قتل ہے ۲۲۰
مومن کا کام نہیں کہ مومن کو قتل کرے۔ ۲۲۱
قتلِ مومن کی ہولناک سزا۔ ۲۲۱
قصاص ۲۲۱
قصاص کی معافی۔ ۲۲۲
قصاص کی حکمت۔ ۲۲۳
انفرادی ملکیت کا تحفظ ۲۲۳
سُود کی حرمت ۲۲۴
سود کو حلال کہنے والے کا حشر۔ ۲۲۵
سود خواروں کا دائمی ٹھکانا۔ ۲۲۵
سود خوروں کے خلاف اعلان جنگ۔ ۲۲۶
مقروض کے ساتھ نرمی کی تاکید ۲۲۶
قرض کے لئے دستاویز لکھوانا۔ ۲۲۷
دستاویز کے کاتب کو ہدایت۔ ۲۲۸
کاغذ، قرض لینے والا لکھوائے۔ ۲۲۸
دستاویز پر گواہیاں۔ ۲۲۸
گواہوں کا فرض۔ ۲۲۹
دستاویز لکھوانے کی حکمت۔ ۲۲۹
نقد خرید وفروخت میں دستاویز ضروری نہیں۔ ۲۳۰
البتہ گواہ ضروری ہے۔ ۲۳۰
گواہ اور کاتب کو ستایا نہ جائے۔ ۲۳۰
گواہی چھپانا گناہ ہے ۲۳۱
رہن ۲۳۱
وصیت کی تاکید ۲۳۲

	صفحات
قسم	۲۳۴
نیکی سے باز رہنے کے لئے قسم نہ کھاؤ۔	۲۳۴
قسم کا کفارہ۔	۲۳۴
وراثت	۲۳۶
قانونِ وراثت کی دینی اہمیت۔	۲۳۶
قانونِ وراثت خدا ہی کا حق ہے۔	۲۳۷
میراث میں مرد اور عورتیں دونوں حقدار ہیں	۲۳۷
میراث کی تقسیم بہر حال لازمی ہے۔	۲۳۸
تقسیم ادائے قرض و وصیت کے بعد ہو۔	۲۳۸
مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔	۲۳۹
اولاد کے حصے	۲۳۹
لڑکے اور لڑکی کا حصہ۔	۲۳۹
صرف لڑکیاں وارث ہوں تو دو تہائی	۲۳۹
صرف ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا	۲۴۰
والدین کے حصے	۲۴۰
با اولاد میت کے ماں باپ کا چھٹا حصہ۔	۲۴۰
بے اولاد میت کی ماں کا تہائی حصہ۔	۲۴۰
میت کے بھائی بہن ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ۔	۲۴۰

زوجین کے حصے	۲۴۱
اولاد نہ ہو تو شوہر کا آدھا حصہ۔	۲۴۱
اولاد ہو تو چوتھائی حصہ۔	۲۴۱
اولاد نہ ہو تو بیوی کا چوتھائی حصہ۔	۲۴۱
اولاد ہو تو آٹھواں حصہ۔	۲۴۱
بہن بھائی کے حصے	۲۴۲
ایک بہن یا بھائی ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ۔	۲۴۲
ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک۔	۲۴۲
سگی بہن کا آدھا حصہ۔	۲۴۲
دو بہنیں وارث ہوں تو دو تہائی حصہ	۲۴۳
کئی بھائی بہنیں ہوں تو مرد کا حصہ دوگنا ہوگا۔	۲۴۳
باب چہارم ـــــ تبلیغ دین	
انسان کا اصل دین	۲۴۷
تمام انبیاء کی دعوت ایک تھی۔	۲۴۷
تمام انبیاء اسلام کے داعی تھے۔	۲۴۸
سارے انسان ایک ہی امت ہیں۔	۲۴۸

Marfat.com

صفحات

اسلام کے سوا کوئی دین مقبول نہیں۔ ۲۴۹

حضرت ابراہیمؑ اور اسلام ۲۵۰

حضرت ابراہیمؑ اور امامتِ عالم۔ ۲۵۱

حضرت ابراہیمؑ کی وصیت۔ ۲۵۱

دین ابراہیمی سے اعراض حماقت ہے۔ ۲۵۱

حضرت ابراہیمؑ کی تمنائیں۔ ۲۵۲

آخری رسولؐ کی بعثت ۲۵۴

بعثتِ رسولؐ کی دعا۔ ۲۵۴

مومنوں پر خدا کا عظیم احسان۔ ۲۵۴

آخری رسولؐ کے فرائض ۲۵۵

تبلیغِ دین۔ ۲۵۵

انذار و تبشیر۔ ۲۵۵

امر بالمعروف، نہی عن المنکر۔ ۲۵۶

شہادت حق اور دعوت الی اللہ۔ ۲۵۶

نظام عدل کا قیام۔ ۲۵۶

دین حق کا غلبہ۔ ۲۵۷

تکمیلِ دین کا اعلان۔ ۲۵۹

ختم نبوت۔ ۲۶۰

اُمتِ مسلمہ اور اس کے فرائض ۲۶۱

اُمت کے ظہور کی دُعا۔ ۲۶۱

رسولؐ کی جانشینی۔ ۲۶۱

اُمتِ مسلمہ کی امتیازی حیثیت ۲۶۳

اُمت کا حقیقی منصب ۲۶۴

اُمت کا نصب العین اقامتِ دین ۲۶۵

دعوتِ اسلام اور سیاسی اقتدار ۲۶۸

اقتدار اعلیٰ۔ ۲۶۸

اقتدار اعلیٰ خدا ہی کا حق ہے۔ ۲۶۹

خدا کے اقتدار میں کوئی شریک نہیں ۲۷۰

خدا عیوب سے پاک ہے۔ ۲۷۰

حکومت خدا ہی کی ہے۔ ۲۷۱

سیاسی اقتدار ایک دینی ضرورت۔ ۲۷۱

اسلامی اقتدار کی اہمیت۔ ۲۷۲

اسلامی اقتدار بعثتِ رسولؐ کا مقصود ۲۷۲

حق و باطل کی کشمکش ۲۷۲

اہل باطل کی خواہشات۔ ۲۷۳

حق کا چراغ بجھا دیں۔ ۲۷۳

اہل حق کو باطل کی طرف پھیر لے جائیں ۲۷۴

دین حق میں رد و بدل کا مطالبہ۔ ۲۷۴

صفحات

کشمکش میں اہلِ حق کی ذمہ داری ٢٧٥
حق پر جمے رہو۔ ٢٧٥
خدا سے تعلق مضبوط رکھو۔ ٢٧٦
اہلِ کفر کے آگے ہرگز نہ جھکو۔ ٢٧٦
اہلِ کفر سے ہوشیار رہو۔ ٢٧٧
اہلِ کفر کو دوست نہ بناؤ۔ ٢٧٧
فتنے کا سدِّ باب کرو۔ ٢٧٧

اقامتِ دین کے اُصول و احکام

(١) تعمیرِ سیرت ٢٧٩
ایمانِ کامل۔ ٢٧٩
مخلصانہ عبادت۔ ٢٨٠
اقامتِ صلوٰۃ اور خدا سے وابستگی۔ ٢٨٠
کامل پیروی۔ ٢٨٢
پاکیزہ کردار۔ ٢٨٣
آزمائشوں میں صبر و ثبات۔ ٢٨٣
آزمائشوں کی حکمت و غرض۔ ٢٨٤
اتحادِ قول و عمل۔ ٢٨٤
عملی نمونہ کی اہمیت۔ ٢٨٥
ذکر و فکر۔ ٢٨٥

قرآن میں تدبر۔ ٢٨٦

(٢) نظامِ جماعت ٢٨٨
دینی اجتماعیت کی اہمیت۔ ٢٨٨
اجتماعیت کی بنیاد۔ ٢٨٩
مثالی اجتماعیت۔ ٢٩٠
جماعت میں باہمی برتاؤ۔ ٢٩٠
باہمی تلقین۔ ٢٩٠
باہمی تعاون۔ ٢٩١
خوشگوار تعلقات۔ ٢٩١
گروہ بندی سے بچنے کی تاکید۔ ٢٩١
امیر کی اطاعت۔ ٢٩١
امیر و مامور کے اختلاف کا حل۔ ٢٩٣
نظامِ جماعت کی دینی حیثیت۔ ٢٩٣
اسلامی جماعت کا امیر اور اُس کے اوصاف ٢٩٤
انتخابِ امیر کا معیار ٢٩٤
انتخاب کی دینی حیثیت ٢٩٥
جماعتی کاموں میں مشورہ کی تاکید ٢٩٥
مومنوں کا اکرام ٢٩٦
رفقاءِ جماعت کی اہمیت کا احساس ٢٩٦
مشفقانہ برتاؤ ٢٩٧
رحم اور نرم دلی ٢٩٧
جرأتِ اقدام ٢٩٨

	صفحات
نظمِ جماعت کا اہتمام۔	۲۹۸
(۳) دعوت و تبلیغ	۲۹۹
اسلامی جماعت کا مقصدِ وجود۔	۲۹۹
قرآن کا اندازِ دعوت	۳۰۰
اسلام کی بنیادی دعوت۔	۳۰۰
بندۂ مومن کی فکر انگیز دعوت۔	۳۰۱
فکر و نظر کی اصلاح۔	۳۰۲
حکمتِ تبلیغ۔	۳۰۴
مباحثہ اچھے طریقے سے کرو	۳۰۵
داعیِ حق کے اوصاف	۳۰۶
دین کی قدر و عظمت۔	۳۰۶
نصب العین کی اہمیت کا احساس۔	۳۰۶
اصلاحِ حال کی تڑپ۔	۳۰۷
حق کی بصیرت۔	۳۰۷
صبر و ثبات۔	۳۰۷
بے لوثی۔	۳۰۸
خدا کی نصرت پر یقین۔	۳۰۸
داعیِ حق اور مخالفین	۳۰۹
کشمکش میں داعی کا حکیمانہ کردار۔	۳۰۹
اسلام کا برملا اظہار۔	۳۱۰
ملامت و مخالفت سے بے نیازی۔	۳۱۰

مداہنت سے کامل اجتناب۔	۳۱۱
جرأت و بے خوفی۔	۳۱۲
ہر حال میں پورے دین کی دعوت	۳۱۲
ایذا رسانیوں پر صبر۔	۳۱۲
نرم اندازِ بیان۔	۳۱۳
ہر حال میں بھلی بات۔	۳۱۳
مذہبی جذبات کا پاس و لحاظ۔	۳۱۴
جبر سے اجتناب۔	۳۱۴
دین میں کوئی زبردستی نہیں۔	۳۱۵
درگزر کی روش۔	۳۱۵
جو درپئے آزار نہ ہوں اُن سے حُسنِ تعلق۔	۳۱۶
ہجرت۔	۳۱۶
حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت۔	۳۱۷
خدا کی راہ میں جہاد	۳۱۸
جہاد معیارِ ایمان۔	۳۱۹
خدا کی راہ میں نکلنے کی تڑپ۔	۳۲۰
جہاد سے رہ جانے والے مومنین کی سبق آموز داستان۔	۳۲۱
کتابیات	۳۲۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

مولانا محمد یوسف صاحب اصلاحی، علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اسلامی تعلیمات پر آپ کی کئی بلند پایہ تالیفات شائع ہو چکی ہیں اور علمی دنیا میں مستحسن نظروں سے دیکھی گئی ہیں۔ آپ کی ایسی ہی ایک گراں قدر تالیف "تعلیماتِ قرآنی" ہے۔ یہ کتاب پہلے مکتبہ الحسنات، رامپور سے شائع ہو چکی ہے۔ اب مؤلف موصوف نے اس کو پاکستان میں طبع و شائع کرنے کے جملہ حقوق ہمیں عنایت فرما دیئے ہیں۔

قرآن مجید کی خدمت ایک عظیم سعادت ہے جو کسی شخص کو نصیب ہو سکتی ہے ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری یہ خدمت مقدم دارین کا موجب ہو گی۔

کتاب کی معنوی شان و شوکت کی مناسبت سے ہم اس کو بہترین معیاری کتابت و طباعت پر شائع کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین اس کو پسند فرمائیں گے۔

نیاز مند

لاہور - ۹ ر جمادی الاول ۱۳۸۸ھ — اخلاق حسین ڈائرکٹر

مطابق ۶ ر اگست ۱۹۶۸ء — اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

(از جناب مولانا صدر الدین صاحب اصلاحی ناظم شعبۂ تصنیف و تالیف جماعت اسلامی ہند)

قرآن مجید اس ہدایت الٰہی کی آخری شکل ہے جو انسان کو اول روز ہی سے عنایت ہوتی رہی ہے۔ یہ ایک ایسا ہدایت نامہ ہے جو اپنی حیثیت میں بھی اور اپنی نوعیت میں بھی آپ ہی اپنی مثال ہے، جو کائنات کی بنیادی حقیقتوں کا صرف علم ہی نہیں دیتا بلکہ ان پر عقلوں اور دلوں کو مطمئن کرنے والے دلائل بھی دیتا ہے جو انسان کی فکری قوتوں کو بھی خطاب کرتا ہے اور اس کی فطرت کو بھی آواز دیتا ہے جس میں فرمانروائے حقیقی کے احکام بھی ہیں، اور ان احکام کے پیچھے کام کرنے والی حکمتیں بھی ہیں، جو کسی خاص قوم یا کسی خاص خطۂ ارض کے رہنے والوں کو اپنا مخاطب نہیں بناتا، بلکہ انسان کو صرف انسان اور بندۂ خدا ہونے کی حیثیت سے دیکھتا ہے، جس کے احکام خالص اصولی اور بین الانسانی نوعیت کے ہیں، جس کی ہدایتیں زندگی کے کچھ خاص مسائل ہی تک محدود ہونے کے بجائے انسان کے ظاہری اور باطنی سارے ہی مسائل و معاملات کو محیط ہیں۔ جو آج دنیا کی تنہا محفوظ کتاب ہے، جس میں کسی ایک حرف کی کمی بیشی نہ اب تک ہو سکی ہے اور نہ آئندہ ہو سکنے والی ہے، جس کی تاریخ کا کوئی ایک صفحہ بھی ماضی کے دھندلکوں میں گم نہیں، بلکہ اس کی سطر سطر دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہے جو صرف ایک نظری مجموعۂ ہدایات و احکام نہیں بلکہ انسانیت کو خیر و فلاح کی منزلوں تک پہنچا دینے والی ایک بے نظیر عملی رہنما

ہے، اور اس کی اس کامیاب رہنمائی پر تاریخ کی ٹھوس اور واضح شہادتیں موجود ہیں پھر یہ ایک ایسی کتاب بھی ہے جس کی رہنمائی قبول کر لینے ہی پر دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات موقوف ہے۔ اس لئے یہ کسی خاص قوم کی ضرورت ہونے کے بجائے پوری انسانیت کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

ایسی غیر معمولی حیثیت کی کتاب کا انسان پر جو حق ہو سکتا ہے وہ کسی شرح و بیان کا محتاج نہیں اور اس حق کا ادا ہو جانا اس وقت تک کسی طرح ممکن نہیں جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو کہ اس کتاب میں کیا کچھ فرمایا گیا ہے۔ لیکن عملاً ہر ایک شخص سے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرآن کو براہ راست خود سمجھ لے گا۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ امت کے اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ عام لوگوں کیلئے اللہ کی اس نعمت تک پہنچنے کی آسانیاں فراہم کریں۔ یہ کام مختلف پہلوؤں سے بھی کرنے کا ہے اور مختلف انداز میں بھی کرنے کا، کیونکہ یہ قرآن کوئی تصنیف نہیں ہے بلکہ فی الاصل ایک دعوت ہے اس لئے اس کے مضامین کے اندر علمی اور فنی کتابوں کی ترتیب نہیں پائی جا سکتی، نہ ان کا اندازِ بیان ہی پایا جا سکتا ہے۔ چونکہ وہ ایک داعی بن کر انسان کو خطاب کرتا ہے اس لئے اس کی نظر برابر انسانی نفسیات پر جمی رہتی ہے اور اس بنا پر وہ رُخ بدل بدل کر کلام کرتا ہے تاکہ اس کی بات مخاطب کے ذہن میں پوری طرح اتر جائے۔ چنانچہ اس کے اندر بنیادی عقائد، ان عقائد کے عقلی اور فطری دلائل، فلاح و سعادت کے اصول، اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی تفصیل، طاعت و بندگی کی تلقین، تعمیر سیرت اور تزکیہ نفس کے طریقے، ترغیب و ترہیب، پند و موعظت، احکام و قوانین، سب کچھ پہلو بہ پہلو موجود ملے گا۔ اس لئے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کتاب الٰہی کی اپنی اصل ترتیب کو جوں کا توں سامنے رکھ کر اس کے مطالب

کو سمجھا اور سمجھایا جائے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ان سارے مختلف مضامین کو ایک ایک کر کے لیا جائے اور انہیں مستقل عنوانوں کے تحت معروف تصنیفی انداز میں مرتب کیا جائے تاکہ خالص علمی انداز میں بھی اس کتابِ ہدیٰ کا ہر ایک پہلو سامنے آجائے اور لوگ بیک نظر دیکھ لے سکیں کہ اس بارے میں وہ کیا کچھ فرماتی ہے ——— پھر چونکہ قرآن کے مخاطب ہر سطح کے لوگ ہیں، وہ خاص اور عام سبھی کی ضرورت کی چیز ہے اس لئے اس کے احکام و معارف کی یہ ساری مرتب توضیحات بھی مختلف سطحوں پر کی جانی چاہئیں تاکہ ہر استعداد اور ہر سطح کے لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ علمائے امت نے اپنی اس اہم ترین ذمہ داری سے کبھی غفلت نہیں برتی اور وہ ہر پہلو سے اپنے اس بنیادی فریضے کو برابر انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ کتاب "قرآنی تعلیمات" بھی جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس میں قرآن کریم کی ہدایات اور تعلیمات کو الگ الگ عنوانوں کے تحت مرتب کر دیا گیا ہے، اور انداز بیان نہایت سادہ سلیس اور عام فہم رکھا گیا ہے تاکہ ایک عام ذہن کا آدمی بھی بات سمجھ لینے میں کوئی دقت محسوس نہ کرے۔

امید ہے کہ یہ کتاب لوگوں کیلئے قرآن تک پہنچنے کا ایک اچھا ذریعہ ثابت ہوگی اور اس کے پڑھنے سے قرآن کی اصل دعوت بھی ان کے سامنے آجائے گی، زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں انہیں اس کے احکام بھی معلوم ہو جائیں گے، اس کے مزید مطالعے کا ذوق بھی ان کے اندر ابھرے گا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی پیروی کے لئے ان کے دل بھی کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان امیدوں کو پورا کرے۔ اور اپنی کتاب کی اس خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر الدین ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

Marfat.com

تعارف

قرآن مجید کی دعوت و تعلیم کو عام کرنا اور کسی بھی پہلو سے اس کی خدمت سے سرفراز ہونا مومن کا عظیم فریضہ بھی ہے اور بہت بڑی سعادت بھی ——— "قرآنی تعلیمات" اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے جس کا حقیقی محرک محض یہ آرزو ہے کہ خدائے علیم و قدیر اس کتاب کو قرآن مجید سے مناسبت پیدا کرنے کا مفید ذریعہ بنائے اور اس کے مرتب کو بھی قرآن کے خادموں میں شامل فرما کر ان کی معیت کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔

قرآن انسانی زندگی کے لئے ایک مکمل دین اور جامع نظام فکر و عمل دیتا ہے جو قابل عمل بھی ہے اور دین و دنیا کی فلاح و سعادت کی ضمانت بھی ——— انسانی زندگی کا کوئی انفرادی یا اجتماعی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے قرآن نے واضح ہدایات اور اصولی احکام نہ دیئے ہوں۔

"قرآنی تعلیمات" میں انہی احکام و ہدایات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور مستقل عنوانوں کے تحت متعلقہ آیات کو جمع کر کے ان کی

- سلیس ترجمانی کی گئی ہے۔
- عام فہم اور مختصر تشریح کی گئی ہے۔
- کہیں کہیں مزید وضاحت کے لئے احادیث رسول نقل کی گئی ہیں۔

۱۷۹۰۸

Marfat.com

○ نہایت سادہ انداز اور آسان زبان استعمال کی گئی ہے۔

○ فقہی باریکیوں اور علمی بحثوں سے یکسر بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

○ اور بحیثیت مجموعی قرآن کی تعلیمات کو قرآن ہی کے سادہ اور فطری انداز بیان کی رعایت کے ساتھ آسان اُردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تاکہ جو لوگ براہ راست قرآن کا مطالعہ نہیں کر سکتے ان میں بھی "قرآنی تعلیمات" کے مطالعہ سے قرآن فہمی کا ذوق اُبھرے اور ایک تدریجی ترتیب کے ساتھ وہ قرآن کی دعوت و تعلیم سے واقف ہوں۔ نیز انسانی زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق قرآن نے جو اصول و احکام دیئے ہیں وہ بھی الگ الگ مرتب انداز میں اُن کے سامنے آئیں اور وہ بہ سہولت معلوم کر سکیں کہ قرآن نے کس موضوع پر کیا کچھ کہا ہے اور کس کس انداز سے کہا ہے۔

توقع ہے کہ یہ مجموعہ تمام مسلم اور غیر مسلم حضرات کے لئے قرآن کے پیام و دعوت کو سمجھنے اور قرآن سے مناسبت پیدا کرنے کا مفید ذریعہ ثابت ہوگا۔ اور قرآن سے استفادہ کرنے والے مصنف، مفکر، مقرر، خطیب، استاد، طالب علم۔ غرض ہر طبقے کے لوگ انشاء اللہ اس کو ایک مفید مجموعہ پائیں گے۔

شائقین کی سہولت کے پیشِ نظر ہم نے اس مجموعے کو دو حصوں میں شائع کیا ہے۔ پہلی جلد میں آپ ایمانیات، تزکیہ نفس اور عبادات کے موضوع پر قرآن کی دعوت و تعلیم اور اس کی حکمتیں ملاحظہ فرما چکے۔ اب دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے جو چار ابواب پر مشتمل ہے،

Marfat.com

حُسنِ اخلاق، حُسنِ معاشرت، معاملات، تبلیغ دین ـــــــ اس جلد میں اخلاقیات سے متعلق قرآن کا نقطہ نظر، انفرادی اور اجتماعی اخلاقیات کی توضیح، اسلامی معاشرت کے حقیقت پسندانہ اصول و احکام، حسن معاملہ کی دینی اہمیت و حکمت، حدود و کفارات، تبلیغ دین کی گراں قدر ذمہ داری، امتِ مسلمہ کا مقصدِ وجود، اور اجتماعی نظام کے آداب و احکام، آسان زبان اور سادہ انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

خدائے رحیم و کریم سے دعا ہے کہ وہ قرآن کی اس خدمت کو شرفِ قبول بخشے اپنے بندوں کو اس سے خاطر خواہ نفع پہنچائے اور اس خادم کے لئے اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

محمد یوسف اصلاحی

۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

Marfat.com

باب اوّل

حُسنِ اخلاق

مُسلم معاشرے میں حق کی غیرت اور دین کے شغف کا ایسا ہمہ گیر اور زندہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ کوئی بھی کسی نیک کام کے لئے آگے بڑھے تو ہر دل اس کا استقبال کرے اور ہر ایک آگے بڑھ کر ہر ممکن طریقے پر اس کے ساتھ تعاون کرے۔ ہر دل میں یہ تڑپ ہو کہ نیکیاں پروان چڑھیں اور نیکی پھیلانے والوں کے ہاتھ مضبوط ہوں۔ معاشرے کا کوئی فرد اس موذی مرض کا شکار نہ ہو کہ وہ بیٹھے بیٹھے بس زبانی داد دیا کرے، اور نیکی کے کاموں سے بے تعلق رہے۔

Marfat.com

حُسنِ اخلاق

قرآنِ حکیم نے حُسنِ اخلاق کو جو اہمیت دی ہے اس کا اندازہ اُس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ انسان کی فلاح و کامرانی کے لئے ایمان کے بعد جس چیز کو ضروری قرار دیتا ہے وہ حُسنِ اخلاق ہے۔ قرآن فضائل اخلاق کو اپنی تعلیم کا لازمی ثمرہ قرار دیتا ہے، اور اس باب میں نہایت جامع متوازن اور مؤثر تعلیم پیش کرتا ہے اور رذائل اخلاق کو ایمان کے منافی قرار دیتے ہوئے ان سے بچنے کی سخت تاکید کرتا ہے۔

فضائلِ اخلاق

سچائی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (التوبہ ۱۱۹)

"مومنو! اللہ کا خوف رکھو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

سچوں کے ساتھ رہنے اور راست بازی اختیار کرنے کی یہ تعلیم اس واقعہ کے ذیل میں دی گئی ہے کہ تین صحابی اپنی غفلت اور سستی کے باعث غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ لیکن رسولؐ کی واپسی پر انہوں نے اپنی کوتاہیوں کے لئے عذر نہیں تراشے۔ بلکہ صاف صاف اصل صورتِ حال رسولؐ کے سامنے رکھ دی ——— اس سچائی نے ہی انہیں نجات بخشی، اور اسی کے نتیجے میں ان کی مقبولیت اور بھلائی کی یہ داستاں قیامت تک قرآن میں دہرائی جاتی رہے گی سچائی کا تعلق جس طرح زبان سے ہے، اسی طرح دل اور عمل سے بھی ہے۔

سچے مومن

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات ۱۵)

"دراصل مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ پھر ذرا شک اور تردد میں نہ پڑے۔ اور خدا کی راہ میں جان و مال سے لڑے۔

یہی لوگ سچے (مومن) ہیں۔"

یعنی ان کے دلوں میں ایمان کی جو حقیقی کیفیت تھی اسی کا اظہار انہوں نے زبان سے کیا، اور اپنے عمل سے برابر اس کی تصدیق کرتے رہے۔ دراصل زبان، دل اور عمل کی کامل ہم آہنگی کا نام ہی سچائی ہے۔ اور اسی ہم آہنگی پر تمام اخلاق و معاملات کی درستی کا مدار ہے۔

سچے لوگوں کا مرتبہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ٥ (النساء ۶۹)

"اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ کیا ہی خوب ہیں یہ رفقاء رفاقت کے لئے۔"

صدیق سے مراد وہ پاکباز انسان ہے جو اپنے جذبات، گفتار، کردار اور رویے میں نہایت سچا اور راست باز ہو، اور اس کی زندگی کا ہر رخ اخلاص کامل کا آئینہ دار ہو۔ خدا کی نظر میں انبیاء کے بعد انہی کا مرتبہ ہے۔

صبر

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ (الاحقاف ۳۵)

"پس آپ بھی صبر کیجیے جس طرح اولو العزم رسول صبر کرتے رہے ہیں۔"

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (آل عمران ۲۰۰)

"اے ایمان والو! صبر اختیار کرو۔ اور صبر میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو، اور اللہ کا خوف رکھو تاکہ تم فلاح پاسکو۔"

قرآن نے جن اخلاقی خوبیوں پر زور دیا ہے ان میں صبر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ صبر کا مفہوم قرآن میں انتہائی وسیع ہے۔ صبر کے تین پہلو ہیں:۔

○ جذبات دخواہشات پر قابو رکھنا۔

○ سخت سے سخت حالات میں حق پر جمے رہنا اور اپنے اصولوں پر کامل یقین رکھنا۔

○ راہ حق کی مشکلات کو برداشت کرتے رہنا۔

جذبات وخواہشات پر قابو رکھنا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ (الکہف ۲۸)

"اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا کے طالب بنے ہوئے، ان کی طرف سے کبھی نگاہیں نہ پھیریئے کہ آپ دنیا کی آرائشیں چاہنے لگیں۔"

حق پر جمنا

اِسۡتَعِيۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ط (الاعراف ۱۲۸)

"اللہ ہی سے مدد چاہو، اور حق پر جمے رہو، زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے۔"

فرعونی نظام کی چیرہ دستیوں سے تنگ آنے والے اسرائیلیوں کو تلقین کرتے ہوئے موسیٰ ؑ نے کہا، حالات کیسے ہی سنگین ہوں تم چٹان کی طرح حق پر جمے رہو، اور پھر خدا کی قدرت و حکمت کے کرشمے دیکھو۔ زمین کا مالک خدا ہی ہے وہی جس کو چاہتا ہے اقتدار سے نوازتا ہے۔

وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ٥ (یونس ۱۰۹)

"اور آپ اس ہدایت کی پیروی کرتے رہیے جو آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجی جارہی ہے۔ اور اس پر جمے رہیے۔ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے۔ اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔"

رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ٥ (البقرہ ۲۵۰)

"اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے، ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔"

Marfat.com

مشکلات کو برداشت کرنا

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ہ (لقمان ۱۰)

" اور برداشت کر ان مصائب کو جو تجھے پہنچیں۔ بلاشبہ یہ بڑے ہی ہمت کے کام ہیں "

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ہ (المزمل ۱۰)

" اور سہتے رہو ان (دل آزار) باتوں کو جو یہ لوگ کہتے ہیں، اور ان سے بحسن وخوبی کنارہ کشی اختیار کرو "

صبر کی اساس

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ - (الرعد ۲۲)

" اور (وہ لوگ عقل والے ہیں) جو اپنے پروردگار کی رضا کی خاطر صبر کرتے ہیں "

صبر کا انعام

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ہ (الفرقان ۷۵)

" یہ ہیں (خدا کے وہ پیارے بندے) جو اپنے صبر وثبات کا صلہ اونچے محل کی شکل میں پائیں گے۔ سلام وتحیات سے وہاں ان کا استقبال ہوگا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ کیسا ہی اچھا ہے یہ مستقر، اور کیسی اچھی ہے یہ قیام گاہ "

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا

Marfat.com

صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ٥ (الرعد ۲۴)

"اور فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر سلام و رحمت ہو، یہ صلہ ہے تمہارے صبر و ثبات کا۔ پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر"

ان دونوں آیتوں سے پہلے مومنوں کی چند نمایاں اخلاقی خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ان کے اجر و انعام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اجر و انعام کا ذکر کرتے ہوئے یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ان اوصاف کا صلہ ہے۔ بلکہ کہا گیا، یہ ان کے صبر کا صلہ ہے۔ گویا صبر کو ان تمام اخلاقی اوصاف کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبر صرف ایک اخلاقی خوبی ہی نہیں ہے، بلکہ دوسری اخلاقی خوبیوں کی ایک جامع اساس بھی ہے۔

اعتدال

اعتدال ایک ایسی خوبی ہے جس کا تعلق زندگی کے ہر معاملہ سے ہے۔ قرآن ہر معاملہ میں اعتدال اختیار کرنے اور افراط و تفریط سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔

نماز میں اعتدال

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ٥ (بنی اسرائیل ۱۱۰)

"اور اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو، اور نہ بہت زیادہ پست آواز سے، بلکہ درمیان کی راہ اختیار کرو۔"

Marfat.com

صدقہ و خیرات میں اعتدال

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۹)

"نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو) اور ملامت زدہ اور عاجز ہو کر رہ جاؤ"

خرچ میں اعتدال

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ۝ (الفرقان ۶۷)

"اور (خدا کے پیارے بندے) جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی اور بخل سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ ان کے درمیان اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں"

رفتار میں اعتدال

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ۔ (لقمان ۱۹)

"اور رفتار میں اعتدال اختیار کئے رہو"

احسان

احسان سے مراد ہے، دوسروں کے ساتھ نیک سلوک، فیاضانہ برتاؤ اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینا۔

وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ۔ (القصص ۷۷)

Marfat.com

"اور احسان کر (لوگوں کے ساتھ) جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔"

ایثار

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ (الحشر ۹)

"اور ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو، اور جو شخص تنگ دلی سے بچا لیا گیا، تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

یعنی مدینے کے انصار اپنی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر اور تنگی ترشی برداشت کر کے بھی مہاجرین کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ اور ہر معاملہ میں ان کو اپنی ذات پر مقدم رکھتے ہیں۔

حیا

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ (الاحزاب ۵۳)

"تمہاری یہ حرکت نبی کو تکلیف پہنچاتی تھی لیکن وہ تم سے شرم و حیا کرتے (اور اظہار نہ فرماتے) تھے۔"

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح میں رسول اللہ نے ولیمے کی دعوت میں کچھ لوگوں کو مدعو کیا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد آپ چاہتے تھے کہ لوگ اٹھ کر چلے جائیں، اور آپ خود اٹھے بھی لیکن کچھ لوگ جمے بیٹھے رہے رسول اللہ کے لئے یہ ناگوار حرکت حد درجہ تکلیف دہ تھی، لیکن آپ شرم و حیا اور مروت و لحاظ کی وجہ سے اپنی تکلیف کا اظہار نہ کر سکے۔

فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۔ (الاعراف ۲۲)

"پس شیطان دھوکا دے کر ان دونوں کو اپنے ڈھب پر لے آیا آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے"

یعنی شرم و حیا انسان کی فطری خوبی ہے، اور انسان کو فواحش سے بچانے والی حقیقی رکاوٹ یہی فطری خوبی ہے۔

پاک بازی

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ (المومنون ۵)

"اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں"

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ (انعام ۱۵۲)

"اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ، خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی"

امانتداری

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء ۵۸)

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے حوالے کرو"

امانت کے مفہوم میں ہر قسم کی امانت شامل ہے۔ مال و دولت کی امانت، ذمہ داری اور عہدوں کی امانت، رائے اور مشورے کی امانت۔

وفائے عہد

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا۔ (البقرہ ۱۷۷)

"اور نیک لوگ وہ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے پورا کریں۔"

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ط اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا۔ (بنی اسرائیل ۳۴)

"اور تم عہد کو پورا کرو۔ یقیناً تمہیں عہد کے بارے میں جواب دہی کرنی ہو گی۔"

اظہارِ حق

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ (الحجر ۹۴)

"پس اے نبی! جس بات کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اُسے ہانکے پکارے کہہ دو۔"

یعنی جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُسے کھلم کھلا بے جھجک بیان کر دو۔

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ (المائدہ ۵۴)

"وہ خدا کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔"

یعنی حق کو حق کہنے سے کوئی بھی سخت سے سخت بات انہیں روک نہ سکے گی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، سخت گیر حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے افضل جہاد ہے۔

شجاعت

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

Marfat.com

فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ (آل عمران ۱۳)

" اور وہ جن سے لوگوں نے بیان کیا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوگئی ہیں، ان سے ڈرو۔ تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا، اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے "

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب ۲۲)

" اور جب مومنوں نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسولؐ نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اور بلاشبہ سچ فرمایا خدا اور اس کے رسولؐ نے۔ اور اس سے اُن کے ایمان و یقین اور جذبۂ اطاعت میں اور ترقی ہوئی "

توکّل

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ (ابراہیم ۱۲)

" اور ہم کیوں نہ خدا ہی پر بھروسہ کریں؟ جب کہ ہماری زندگی کی راہوں میں اس نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ جو تکلیفیں تم ہمیں دے رہے ہو ان پر ہم صبر کریں گے۔ اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے "

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط (الطلاق ۳)

" اور جو کوئی اللہ پر توکل رکھے گا تو اللہ اس کے لئے کافی ہوگا "

Marfat.com

یعنی خدا پر توکل اور بھروسہ رکھنے والا کبھی نامراد نہ ہوگا۔ اُس کی پشت پناہی اور کارسازی کے لئے خدا غیب سے ایسے انتظامات فرما دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

استغنار

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝

(طٰہٰ ۱۳۱)

"اور نگاہ بھی نہ اٹھاؤ دنیوی زندگی اور اس شان و شوکت کی طرف جو ہم نے ان میں سے مختلف گروہوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دی ہے۔ اور تیرے رب کا دیا ہوا حلال رزق ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔"

یعنی کفار و مشرکین نے دونوں ہاتھ سے جو دولت سمیٹ سمیٹ کر جمع کر رکھی ہے، اور عیش و عشرت کے دلکش سامان فراہم کر لئے ہیں۔ یہ در اصل ان کی آزمائش کا سامان ہے کہ قیامت کے دن ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ مومن کی شان یہ نہیں کہ وہ ان پر للچائی ہوئی نگاہ ڈالے۔

سخاوت

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(البقرہ ۲۷۴)

Marfat.com

"جو لوگ اپنا مال شب و روز کھلے چھپے خرچ کر رہے ہیں اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے۔ اور ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم"

یعنی اس سخاوت اور فیاضی کے صلہ میں ان کو خدا کے یہاں ایسا انعام ملنے والا ہے کہ پھر نہ ان کو کسی آفت کا کوئی اندیشہ اور خوف ہوگا اور نہ یہ غم ہوگا کہ ہم نے دنیا کی زندگی کو اکارت کھویا۔ بلکہ مسرت و شادمانی اور اطمینان وسکون سے ان کی زندگی آراستہ ہوگی۔

عفو و درگزر

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (النور ۲۲)

"اور انہیں چاہیئے کہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم سے درگزر فرمائے؟ خدا تو بہت زیادہ درگزر فرمانے والا، اور بہت بڑا مہربان ہے"

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ٥ (الاعراف ۱۹۹)

"(اے رسول!) درگزر کا طریقہ اختیار کیجیئے، معروف کی تلقین کرتے رہیئے اور جاہلوں سے نہ الجھیئے"

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ٥ (شوریٰ ۴۳)

"اور جو صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں"

غصہ پینا

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ

Marfat.com

الْمُحْسِنِیْنَ ○ (آل عمران ۱۳۴)

"جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور جو لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیکوکار لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔"

بُردباری

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ○ (هود ۷۵)

"حقیقت یہ ہے کہ ابراہیمؑ تو بڑے ہی بردبار، نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔"

سخت سے سخت حالات میں اپنے جذبات پر قابو پانا اور قدرت رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا بردباری یا تحمل ہے۔ یہ خود خدا کی صفت بھی ہے، اور اس کے اولوالعزم انبیاء کی بھی۔

نرمی ورحمت

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔ (آل عمران ۱۵۹)

"(اے رسول!) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کے لئے بڑے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں۔ ورنہ اگر کہیں آپ سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب آپ کے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔ ان کے قصور معاف کیجیے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجیے۔"

برائی کے بدلے بھلائی

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

Marfat.com

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ (حٰمٓ

السجدہ ۳۵)

"اور بھلائی اور برائی برابر نہیں، تو برائی کا جواب بہترین رویے سے دو، پھر دیکھو کہ وہ شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی، ایسا ہو جائے گا گویا تمہارا جگری دوست ہے"

یعنی جس شخص کے دل میں ذرا بھی شرافت و انسانیت ہو گی وہ برائی کے بدلے بھلائی ہوتے دیکھ کر کبھی بھی اپنی برائی پر قائم نہ رہ سکے گا، اور اس کے دل میں عداوت و نفرت کے بجائے محبت و قربت کے جذبات پیدا ہوں گے۔

تواضع

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا

(الفرقان ۶۳)

"اور خدا کے پیارے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں"

انسان کی چال درحقیقت پوری شخصیت کا آئینہ ہوتی ہے۔ کسی کی چال دیکھ کر دلی کیفیات کو پڑھا جا سکتا ہے۔ خدا کے پیارے بندے زمین پر چلتے ہیں تو ان کی چال میں انکساری، تواضع اور خاکساری صاف نظر آتی ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

(لقمٰن ۱۸)

"اور تکبر میں لوگوں سے اپنے گال نہ پھلا، اور نہ زمین پر اکڑ کر چل"

Marfat.com

خود داری اور وقار

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ (الفرقان ۷۲)

"اور جب کسی بے ہودگی پر سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔"

یعنی اس میں اُلجھتے نہیں، بلکہ اپنا دامن بچاتے ہوئے بزرگانہ انداز میں گزر جاتے ہیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔ (البقرہ ۲۷۳)

"اور خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کاموں میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسبِ معاش کے لئے زمین میں دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ ان کی خود داری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوشحال ہیں۔ تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی کیفیت پہچان سکتے ہو۔ وہ ایسے لوگ نہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں۔"

یعنی انتہائی تنگ اور حاجت مند ہونے کے باوجود بھی وہ اپنی خود داری کو قائم رکھتے ہیں اور کسی سے اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کرتے۔

عدل و انصاف

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ (الحدید ۲۵)

"اور ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتابِ ہدایت اور عدل وانصاف کے فرمان اتارے تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں"

انسانی زندگی میں عدل وانصاف کی اہمیت یہ ہے کہ خدا نے اس کو اپنے احکام کے نزول کا مقصد قرار دیا ہے۔ دراصل عدل وانصاف ایک ایسی جامع اخلاقی خوبی ہے کہ اس کے بغیر نہ شخصیت کی تکمیل ہی ممکن ہے اور نہ سوسائٹی کا نظام ہی قائم اور مستحکم رہ سکتا ہے۔ عدل کا تعلق فرد، اور معاشرہ کی جدوجہد کے تمام ہی پہلوؤں سے ہے۔ اسی لئے قرآن نے اس پر انتہائی زور دیا ہے، اور ہر معاملہ میں عدل وانصاف پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط (النساء ۵۸)

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کا فیصلہ کرو"

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۔ (الانعام ۱۵۳)

"اور جب تم اپنی زبان سے کوئی بات نکالو تو انصاف سے کام لو چاہے وہ تمہارا اقریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو"

Marfat.com

رذائل اخلاق

رذائل اخلاق سے مراد وہ بدترین خصلتیں ہیں جن سے ہمیشہ انسان کی فطرت سلیم گھن کرتی رہی ہے۔ یہ بدترین برائیاں جب کسی فرد یا قوم میں پھیل جاتی ہیں تو پھر کوئی طاقت اس کو تباہی سے نہیں بچا سکتی۔ قرآن نے سخت تاکید کی ہے کہ فرد اور سوسائٹی پر ان بری عادتوں کا سایہ بھی نہ پڑنے پائے۔

جھوٹ

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (الحج ۳۰)

"اور بچے رہو جھوٹی بات سے"۔

جھوٹ تمام قولی اور عملی برائیوں کی جڑ ہے۔ اس سے نہ بچنے والے سے کسی بھلائی اور خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ٥ (النور ۷)

"اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو"۔

لعنت کے معنیٰ ہیں خدا کی رحمت سے محروم ہونا، اور قہر و غضب کا مستحق ہونا۔ قرآن نے کفر و ظلم کے سوا صرف جھوٹ ہی کی یہ ہولناک سزا بیان کی ہے۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ٥ (المنافقون ۱)

"اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ واقعی منافقین جھوٹے ہیں"۔

یعنی جو کچھ ان کی زبان پر ہے وہ ان کے دل میں نہیں ہے یہی نفاق ہے۔

Marfat.com

اور جھوٹ نفاق کی ایک مخصوص علامت ہے۔

وعدہ خلافی

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ۝ (التوبہ ۷۷)

"نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے نفاق کا روگ ہو گیا جو خدا کے حضور پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا ـــــــ یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا سے وعدہ خلافی کی، اور جھوٹ بولتے رہے۔"

خیانت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (انفال ۲۷)

"ایمان والو جانتے بوجھتے اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو، اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہو۔"

خدا اور رسولؐ سے خیانت یہ ہے کہ زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کیا جائے اور عملاً اس کے احکام سے سرتابی ہو، اور دینی فرائض اور ذمہ داریوں میں غفلت برتی جائے۔ اپنی امانتوں سے مراد وہ امانتیں اور ذمہ داریاں ہیں جو افراد یا جماعتوں کی جانب سے کسی کے سپرد کی جائیں۔

وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران ۱۶۱)

"اور جو خیانت کرے گا تو اپنی خیانت سمیت قیامت میں حاضر ہو جائیگا۔

پھر ہر ایک کو اپنی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم نہ کیا جائیگا۔"

غرور

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ہ (لقمان ۱۸)

"اور (غرور میں) لوگوں سے منہ ٹیڑھا نہ کرو، اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والے اور خود پسند ہوں۔"

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ط (بنی اسرائیل ۳۷)

"زمین پر اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہو وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔"

دراصل تکبر یہ ہے کہ آدمی کو اپنی بڑائی کا غلط احساس پیدا ہو جائے، اور وہ ہر چیز سے خود کو بالاتر سمجھے۔ حتی کہ حق کے سامنے جھکنا بھی اس پر گراں ہو۔

اسی استکبار اور بڑائی کے غلط احساس نے شیطان کو آدم ؑ کے سامنے نہ جھکنے دیا، اور وہ ہمیشہ کے لئے خدا کی لعنت میں گرفتار ہو گیا۔ بندگی کی معراج یہ ہے کہ آدمی کو اپنی عاجزی اور احتیاج کا واقعی احساس ہو جائے۔

Marfat.com

خودستائی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا

بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اَلِیْمٌ ۝ (آل عمران ۱۸۸)

"تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو، جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں پر اُن کی تعریف کی جائے جو فی الواقع انہوں نے نہیں کئے ہیں۔ درحقیقت ان کے لئے دردناک سزا ہے"

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (النجم ۳۲)

"اپنی پاکبازی نہ جتاؤ، وہ خوب واقف ہے کہ کون پرہیزگار ہے"

دُورُخاپن

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۴)

"جب یہ لوگ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں، اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور ان لوگوں سے تو ہم محض مذاق کر رہے ہیں"

یہ بدترین خصلت منافقین کی ہے، مومن کی زندگی کو اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ شیطانوں سے مراد منافقین کے وہ بڑے بڑے سردار ہیں جو اس وقت اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔

Marfat.com

حسد

وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ ۔ (البقرہ ۱۰۹)

"اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ حسد اور جلن کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں"

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۔ (النساء ۵۴)

"یا جلے مرتے ہیں اس نعمت پر جو خدا نے لوگوں کو عطا فرمائی ہے"

مسلمانوں کے پاس قرآن و ایمان کی دولت دیکھ کر اہل کتاب جلے مرتے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح ان سے یہ نعمت چھن جائے اور یہ پھر کفر کی طرف پلٹ آئیں۔ حسد دراصل باطن کی خباثت اور جاہ پرستی سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا آدمی کسی کو بھی کسی نعمت سے بہرہ مند دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتا اور جلتا ہے —— نبی ؐ کا ارشاد ہے "حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے" قرآن نے جن چیزوں سے پناہ مانگنے کی تاکید کی ہے ان میں ایک حسد بھی ہے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔ (الفلق)

"اور میں پناہ مانگتا ہوں جلنے والے سے جبکہ وہ حسد کرے"

بُخل

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ

Marfat.com

الْقِيٰمَةِ ط۔ (آل عمران ۱۸۰)

"اور جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے، اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی، ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں، یہ ان کے حق میں انتہائی بُری ہے ——— جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں، وہی قیامت کے روز اُن کے گلے کا طوق بن جائے گا۔"

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ (الفجر)

"یہ سب کچھ نہیں، بات یہ ہے کہ تم بن باپ کے بچے کی خاطر نہیں کرتے، اور غریبوں کے کھلانے پر ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے۔ اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال و دولت سے بڑی محبت رکھتے ہو۔"

الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ ۙ (الھمزہ)

"جس نے مال اکٹھا کیا اور اُسے بار بار گنتا رہا، وہ یہ سمجھنے لگا ہے کہ اُس کا مال اُسے امر کر دے گا۔ ہرگز ایسا نہیں۔ وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائیگا۔"

حطمہ خدا کی بھڑکائی ہوئی وہ آگ ہے جو دلوں پر جا لپٹے گی اور اس کے لمبے لمبے ستونوں میں مال کے پرستار بند کر دیئے جائیں گے کہ پھر نکلنا نصیب نہ ہو گا۔

فضول خرچی

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۙ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۙ

Marfat.com

"اور مال و دولت کو بے جا نہ اڑاؤ۔ واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ مال کو بے جا اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان خدا کا بڑا ہی ناشکرا ہے"۔
نمود و نمائش اور فخر و غرور کے لئے مال کو اڑانا خدا کی ناشکری ہے، اور ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔

Marfat.com

مسلمانوں کے باہمی اخلاق

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں —— اور اس اخوت کی بنیاد ایمان واسلام ہے۔ مسلمان پر جس طرح دنیوی رشتوں کے کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں، اسی طرح اس دینی رشتے کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ قرآن حکیم میں جگہ جگہ ان حقوق کی طرف اشارے کیئے گئے ہیں، اور یہ احساس ابھارا گیا ہے کہ مسلمان ایک متحد ملت بن کر زندگی گزاریں، ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور باہمی تعاون واشتراک سے اس فریضہ کو انجام دینے کی کوشش کریں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک ملت بنا کر اٹھایا ہے۔

متحد ہو کر رہو

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا ط (آل عمران ۱۰۳)

"(مسلمانو!) سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور منتشر نہ رہو۔ اور یاد رکھو اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے۔ اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے"

اللہ کی رسی سے مراد اسلام ہے یعنی تم سب اسلام کی بنیاد پر متحد ہو جاؤ مسلمانوں

Marfat.com

کو باہم متحد رکھنے اور ان میں الفت و تعاون برقرار رکھنے کے لئے اسلام ہی واحد ذریعہ ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے جب بھی رشتۂ اسلام چھوٹے گا وہ افتراق و انتشار اور باہمی عداوتوں کے شکار ہوں گے۔ ان کے لئے نہ تو یہ جائز ہے کہ وہ ایک دوسرے سے بے تعلق ہو کر اختلاف و افتراق کی زندگی گزاریں۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ اسلام کے سوا کسی دوسری بنیاد پر متحد ہونے کی کوشش کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"مسلمان مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو قوت پہنچاتا ہے۔" پھر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے بتایا۔

جان کا احترام کرو

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ (النساء ۹۳)

"اور جو شخص مسلمان کو قصداً قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا۔ خدا اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔ اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا ہی زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی جان کا احترام کرے اور دوسرے کی جان کی حفاظت کو اس کا ایک اہم حق سمجھے۔ قرآن نے احترام جان کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے قاتل کے لئے کیسی ہولناک اور لرزہ خیز سزا رکھی ہے۔ خدا کا غضب، خدا کی لعنت اور جہنم کا دائمی عذاب۔ اس سے بڑی ہلاکت اور کیا ہوگی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اپنے آخری حج کے موقع پر امت سے آخری عمومی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔
"اے مسلمانو! غور سے سنو! اللہ نے تمہارا خون اور تمہارا مال محترم قرار دیا ہے جس طرح تمہارا یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔ بتاؤ کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا؟" لوگوں نے کہا " ہاں آپ نے پہنچا دیا۔" آپؐ نے فرمایا " اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں نے اپنی امت کو تیرا پیغام پہنچا دیا" یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ فرمائی۔ پھر فرمایا " سنو! دیکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم مسلمان ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔"

آبرو ریزی سے بچو

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (النور ۲۴)

"جو لوگ پاک دامن، بھولی بھالی، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت ہے، اور ان کے لیے بڑا زبردست عذاب ہے۔ جس دن ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں اُن کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔"

مسلم معاشرے میں جس طرح ہر مسلمان کی جان محفوظ ہوتی ہے اسی طرح اس کی عزت و آبرو بھی محفوظ ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت کو اسی طرح ضروری سمجھتا ہے جس طرح اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کو۔ اور اگر کبھی غفلت میں کسی شیطانی حملے سے متاثر

Marfat.com

کہ اس طرح کی بات سوچنا بھی ہے تو دنیا کی ذلت اور آخرت کے خسران کی لرزہ خیز سزاؤں کا تصور کر کے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ایک پاکدامن عورت پر تہمت لگانا سو برس کے اعمال کو غارت کر دینے کے لئے کافی ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور نہایت بلند آواز سے فرمایا "اے وہ لوگو! جو صرف زبانی اسلام لائے ہو، اور ایمان تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں پہنچا ہے، تم لوگ مسلمانوں کو دکھ نہ دو، نہ ان کو عار دلاؤ، نہ ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے پڑے، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑ جائے گا۔ اور جس شخص کے عیب کے پیچھے اللہ پڑ جائے گا اُسے رسوا کر ڈالے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر رہو۔"

معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب میرا رب مجھے آسمان پر لے گیا تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کے درپے رہتے تھے۔

کسی کو حقیر نہ سمجھو

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ۔ (لقمٰن ۱۸)

"اور (غرور میں) لوگوں سے گال نہ پھلاؤ۔"

متکبرانہ انداز کی یہ ایک بہترین تمثیل ہے۔ مومن کبھی متکبر نہیں ہو سکتا۔ اس کا دینی ذوق اُسے آمادہ کرتا ہے کہ وہ ہر ایک سے خوش اخلاقی، خوش کلامی اور خلوص و محبت سے پیش آئے، بالخصوص ان لوگوں سے جو خدا پر ایمان لائے ہوں۔

دِلآزاری سے بچو

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ ۚ

(الحجرات ۱۱)

"مومنو! کچھ لوگ دوسرے لوگوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (حقیقت میں) ان سے بہتر ہوں، اور (اسی طرح) کچھ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں"

تمسخر ایسے مذاق کو کہتے ہیں جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہوتی ہو۔ مسلمان کا کام تو یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ عزت و اکرام سے پیش آئے، نہ یہ کہ اس کا مذاق اڑا کر اس کی دل آزاری کرے۔ پھر جو لوگ دوسروں کو حقیر سمجھ کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں انہیں یہ غلط فہمی کیوں ہو گئی ہے کہ وہ ان سے بہتر ہیں؟ عزت و ذلت کا پیمانہ تو خدا کے پاس ہے۔ اور اس حقیقت میں کون شبہ کر سکتا ہے کہ عزت والا وہی ہے جو خدا کی نظر میں عزت والا ہے، اور حقیر وہی ہے جو خدا کی نظر میں حقیر ہے۔ مذاق اڑانے والو کو سوچنا چاہیئے کہ جن کا ہم مذاق اڑا رہے ہیں یہ بھی تو ممکن ہے کہ خدا کی نظر میں ہم ان سے زیادہ حقیر ہوں۔

Marfat.com

عیب نہ لگاؤ

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۔ (الحجرات ۱۱)

"اور ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ"

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۔ (الہمزہ ۱)

"اور ہلاکت ہے طعنے دینے والے عیب لگانے والے کے لئے"

یعنی مسلمان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے عیبوں سے آنکھیں بند کر لے اور دوسروں کے عیب نکالے اور انہیں طعن وتشنیع کا نشانہ بنائے۔

نام نہ بگاڑو

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۔ (الحجرات ۱۱)

"اور نہ ایک دوسرے کو برے نام سے پکارو"

ہر شخص کو اسی نام سے پکارنا چاہیئے جس کو وہ پسند کرتا ہو مسلمان کے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ وہ کسی کا نام بگاڑے یا کسی کو ایسے نام سے پکارے جو اُسے ناگوار ہو، اور جس سے اس کی دل آزاری ہوتی ہو مسلمان کا دوسرے مسلمانوں پر یہ بھی حق ہے کہ جب اسے پکاریں تو اچھے نام سے پکاریں۔

بدگمانی سے بچو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ۔ (الحجرات ۱۲)

"مومنو! بہت زیادہ گمان اور قیاس آرائیوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں"

Marfat.com

مسلمانوں کو چاہیئے کہ دوسروں کے بارے میں حسن ظن سے کام لیں اور بلا وجہ ذرا سی بات پا کر اس پر خیالی عمارتیں نہ تعمیر کریں، ہوسکتا ہے کہ یہ پوری عمارت بالکل بے بنیاد ہو۔ اور یہ گمان خدا کی نظر میں جرم قرار پائے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝ (بنی اسرائیل ۳۶)

"اور کسی ایسی بات کے پیچھے نہ لگ جاؤ جس کا تمہیں پورا علم نہ ہو حقیقت یہ ہے کہ کان، آنکھ اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے"

یہ ہدایت زندگی کے تمام مسائل کو حاوی ہے اور اس سے یہ اصول ملتا ہے کہ کسی معاملہ میں بھی محض ظن و تخمین پر کوئی اقدام نہ کیا جائے، اور کسی شبہ کو بنیاد بنا کر کوئی ذہنی یا عملی مقدمہ مرتب کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا جائے۔

ٹوہ میں نہ لگو

وَلَا تَجَسَّسُوا۔ (الحجرات ۱۲)

"اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگے رہو"

تجسس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آدمی کسی کی ٹوہ میں لگا رہے اور کرید کرید کر اس کے عیب نکالنے کی کوشش کرتا رہے۔ مومن کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی کمزوریاں تلاش کرتا رہے اور انہیں طشت از بام کرنے کی فکر میں اپنے ذہن و قلب کو گندگی سے معمور کرتا رہے۔

غیبت نہ کرو

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ط أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ

Marfat.com

لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ۔ (الحجرات ۱۲)

"اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے۔"

غیبت کی معنوی گندگی محسوسات میں ایسی ہے جیسے مرے ہوئے بھائی کا مردار گوشت کھانا۔ کون ہوگا جو اس سے گھن نہ کرے گا؟ ایک مومن غیبت سے اسی طرح گھن کرتا ہے۔

چغلخور کی بات نہ مانو

وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ۙ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِیْمٍ ۙ (القلم ۱۰،۱۱)

"اور ہرگز اس شخص کے کہنے میں نہ آؤ جو بہت زیادہ قسمیں کھاتا ہے، آبرو باختہ ہے، لوگوں پر آوازے کستا ہے اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔"

چغلخوری وہ بدترین اخلاقی بیماری ہے جو باہمی محبت اور تعلق کی جڑیں کاٹ دیتی ہے اور غصہ و نفرت کے بیج بوتی ہے۔ نبیؐ نے فرمایا: "سب سے زیادہ برے لوگ وہ ہیں جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں، اور دوستوں کے باہمی تعلقات خراب کرتے ہیں۔" نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا: "چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

بھائی بھائی بن کر رہو

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ ۔ (الحجرات ۱۰)

"مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، پس دو بھائیوں میں ملاپ کرادو۔"

Marfat.com

یعنی مسلمانوں کو اسلامی اخوت کے رشتہ نے آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ ان کے درمیان دو بھائیوں جیسی محبت و شفقت، نرمی و ہمدردی اور تعاون و سلوک ہونا چاہیئے۔ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان سے بگاڑ نہ رکھے، اور اگر کہیں دو بھائیوں میں بگاڑ رونما ہو جائے تو ان میں ملاپ کرانے کی کوشش کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کئے رہے، کہ آمنا سامنا ہو تو ایک ادھر منہ پھیر لے اور ایک اُدھر۔ اور ان دونوں میں بھلا آدمی وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

۲۔ دو گروہ لڑ پڑیں تو صلح کرا دو

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

(الحجرات ۹)

"اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان صلح کرا دو"

ظالم کا مقابلہ کرو

فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (الحجرات ۹)

"پھر اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرنے لگے، تو سب مل کر زیادتی کرنے والے فریق سے لڑو، یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر جب وہ خدا کی طرف لوٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو، اور انصاف قائم رکھو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف قائم

رکھنے والوں کو اپنا محبوب بناتا ہے "

مطلب یہ ہے کہ اگر دو مسلمان گروہوں میں باہم کوئی ناخوشگواری پیدا ہو جائے تو ان کا یہ حق ہے کہ دوسرے مسلمان ان کو نصیحت و فہمائش کریں، اور دونوں کے درمیان صلح کرادیں۔ لیکن اگر کوئی گروہ ظلم ہی پر آتر آئے اور کسی طرح مان کر نہ دے، تو پھر نصیحت و فہمائش سے آگے بڑھ کر تمام مسلمانوں کا فرض یہ ہو جاتا ہے کہ وہ زیادتی کرنے والے گروہ کو قرار واقعی سزا دیں، اور سب مل کر اس کو ظلم سے باز آنے اور خدائی حکم کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیں۔ اور جب وہ ظلم سے باز آجائے اور خدائی حکم کے آگے گردن ڈال دے، تو ان کے درمیان بے لاگ فیصلہ کر دیں۔ فیصلہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ خدا کے محبوب وہی لوگ قرار پاتے ہیں جو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں، اور کبھی بیجا حمایت اور طرفداری نہیں کرتے۔

نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(المائدہ ۲)

"اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں، اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کرو۔"

مسلم معاشرے میں حق کی غیرت اور دین سے شغف کا ایسا ہمہ گیر اور زندہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ کوئی بھی کسی نیک کام کے لئے آگے بڑھے تو ہر دل اس کا استقبال کرے، اور ہر ایک آگے بڑھ کر ہر ممکن طریقے پر اس کے ساتھ تعاون کرے۔ ہر دل میں یہ تڑپ ہو کہ نیکیاں پروان چڑھیں اور نیکی پھیلانے والوں کے ہاتھ مضبوط ہوں۔

Marfat.com

معاشرے کا کوئی فرد اس موذی مرض کا شکار نہ ہو کہ وہ بیٹھے بیٹھے صرف زبانی داد دیا کرے، یا نیکی کے کاموں سے بے تعلق رہے بلکہ ہر ایک عملی تعاون کے لئے تیار ہو، اور اس توفیق کو اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھے۔

ایک دوسرے کے ہمدم اور رفیق رہو

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (التوبہ ا)

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ہمدم اور رفیق ہیں"

یعنی دین کے رشتہ نے مومنوں کو ایک دوسرے سے اتنا قریب کر دیا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے دم کا ساتھی ہے، دلی خیر خواہ ہے۔ اور ہر ایک دوسرے کا مددگار، حامی اور پشت پناہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے بھائی کی مدد کرو، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم"۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو میں اس کی مدد کروں گا۔ لیکن اگر وہ ظالم ہو تو میں کس طرح مدد کروں؟ آپ نے فرمایا "اس کو ظلم سے روک دینا بھی اس کی مدد کرنا ہے"۔ (بخاری)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "تم مسلمانوں کو آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور ایک دوسرے کی طرف جھکنے میں ایسا پاؤ گے جیسا کہ انسانی جسم۔ کہ اگر کسی ایک عضو کو کوئی دکھ پہنچے تو جسم کے دوسرے تمام اعضاء بے خوابی اور بخار کی تکلیف میں اس کا ساتھ دیتے ہیں"۔ (بخاری)

نیکی پر ابھارتے رہو

یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (التوبہ ۷)

"ایک دوسرے کو بھلائیوں پر ابھارتے ہیں"

Marfat.com

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ - (لقمٰن ۱۷)

"اور نیکی کا حکم دو۔"

نیکی سے دلچسپی اور نیکی کے فروغ کی کوشش مومن کی پہچان ہے وہ ہر وقت اسی فکر میں ڈوبا ہوا، اور اسی کام میں جتا ہوا ہوتا ہے۔

برائی سے روکتے رہو -

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - (التوبۃ ۷۱)

"اور ایک دوسرے کو برائی سے روکتے ہیں۔"

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ - (لقمٰن ۱۷)

"اور برائی سے روکو۔"

حق کی غیرت، برائی سے نفرت اور اس کو مٹا دینے کا آہنی جذبہ مومن کی امتیازی نشانی ہے۔ مسلمان بھائی کو برائی میں مبتلا دیکھ کر برائی کے خلاف نفرت اور مبتلائے معاصی کے لئے سوز و شفقت کے انقلابی جذبہ سے وہ بے تاب ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے دینی محبوب کو اس غلیظ دلدل سے باہر نکال لانے کے لئے اس طرح کمر ہمت باندھ لیتا ہے کہ پھر کھولنے کا نام نہیں لیتا۔

ہر ایک سے بھلی بات کہو -

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ط (البقرۃ ۸۳)

"اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔"

ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ وہ اس سے مسکراتے چہرے، نرم لہجے اور اچھے الفاظ میں بات کرے۔ بات چیت میں سختی، تندی اور سرد مہری

Marfat.com

کا اظہار نہ کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے۔"

مجلسوں میں کشادہ دلی سے کام لو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (المجادلہ ۱۱)

"مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو، تو کھل کر بیٹھ جایا کرو، خدا تمہیں کشادگی سے نوازے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ خدا ان لوگوں کے مرتبوں کو بلند فرمائے گا جو ایمان والے اور علم والے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ تمہارے ایک ایک کام سے بخوبی واقف ہے۔"

یعنی ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے کشادہ دل ہونا چاہیئے، اور آپس میں ہر ایک کو دوسرے کا خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے استقبال کرنا چاہیئے کسی مقام پر اگر کچھ لوگ جمع ہوں تو ان کو چاہیئے کہ بعد میں آنے والوں کو کشادہ دلی اور محبت سے جگہ دیں۔ ان کے ساتھ غرور اور بے نیازی کا سلوک نہ کریں۔ بلکہ ہر ایک اس طرح بیٹھے کہ سب ہی کے لئے جگہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر صاحب مجلس کچھ لوگوں سے اُٹھ جانے کی درخواست کرے تو انہیں کسی تنگدلی کے بغیر وہاں سے خوشی خوشی اُٹھ آنا چاہیئے۔ بعض اوقات بعض امور میں ہو سکتا ہے کہ صاحب مجلس

Marfat.com

بعض لوگوں کا بیٹھنا مفید نہ سمجھے اور ان کا وہاں سے ہٹانا ہی مناسب محسوس کرے۔

بے جا حمایت نہ کرو

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۔ (الانعام ۱۵۲)

"اور جب کہو انصاف کی بات کہو چاہے معاملہ اپنے رشتہ داری کا کیوں نہ ہو"

یعنی مومن کو ہر حال میں حق و انصاف کی بات کہنی چاہیئے۔ مومن کو کسی طرح یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی بے جا حمایت میں حق و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے۔

مسلمانوں کے حق میں دعا کرو

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط (محمد ۱۱)

"اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو، اور مومن مرد اور عورتوں کے حق میں بھی"

مسلمانوں کا باہمی تعلق محض سلوک و معاملات اور تمدن و معاشرت کے مسائل تک ہی قانونی طور پر محدود نہ ہو، بلکہ ان کے درمیان ایسی سچی محبت اور واقعی خلوص ہو کہ ہر ایک دوسرے کا دلی خیر خواہ ہو۔ تنہائی کے اوقات میں جب کوئی بندۂ مومن خود کو خدا کے قدموں میں ڈال کر اس سے التجائیں کر رہا ہو تو وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو بھول نہ جائے۔ اور ان کے لئے بھی گڑگڑا کر پروردگار سے دونوں جہان کی فلاح کی دعائیں کرے۔ دعا کو مسلمانوں کا ایک حق سمجھے۔

مسلمانوں کو سلام کرو

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ۔ (الانعام ۵۴)

"اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں تو ان سے السلام علیکم کہا کرو۔"

سلام کا جواب بہتر طریقے پر دو

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا۔ (النساء ۸۶)

"اور جب کوئی تمہیں سلام کرے تو تم اس کو اس سے بہتر طریقے پر جواب دو۔ یا کم از کم سلام کے جواب میں وہی الفاظ لوٹا دو۔"

اگر دوسرے تمہیں سلام کریں تو خوشدلی اور خندہ پیشانی سے ان کا جواب دو بلکہ سلام کے جواب میں اور بہتر طریقہ اختیار کرو یعنی دعا کے کچھ اور الفاظ بڑھا کر جواب دو۔ سلام یا اس کا جواب محض چند الفاظ ہی کا تبادلہ نہیں ہے، بلکہ یہ ان دلی جذبات کا اظہار ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے اپنے سینے میں رکھتا ہے۔

مسلمانوں کے جنازے کی نماز پڑھو

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ (التوبۃ ۱۰۳)

"اور ان کے لئے دعا کرو (زندگی میں بھی، اور مرنے کے بعد بھی) یقیناً تمہاری دعا ان کے لئے سکون وطمانیت کا باعث ہوگی۔"

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ زندگی میں ان کے لئے دعا کرو بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد بھی ان کے حق میں دعا کرو، اور اُن

Marfat.com

کے جنازے کی نماز پڑھو۔ اسی سورہ کی آیت ۸۴ میں منافقین کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی گئی ہے کہ ان منافقین میں سے کوئی مرے تو نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اگرچہ عمل میں کوتاہ ہیں، لیکن مسلمان ہیں، منافق نہیں ہیں۔ ان کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ ان کے حق میں دعا کیجئے۔ یہ دعا ان کے لئے باعث سکون ہوگی۔ ظاہر ہے اصل سکون، آخرت ہی کا سکون ہے۔ اور اگر کوئی مومن زندگی میں نبی کی دعا کا خدا کی ہدایت کے تحت مستحق ہے تو وہ مرنے کے بعد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا مستحق ہے۔

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔" آپ سے پوچھا گیا وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا۔ "جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور جب وہ تمہیں کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب وہ نصیحت و خیر خواہی کا طالب ہو تو اس کو نصیحت کرو، اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دو، اور جب وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو، اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔"

Marfat.com

باب دوم

حُسنِ معاشرت

Marfat.com

خانگی زندگی کے نظم کو درست رکھنے اور مستحکم بنانے کے لئے مرد اور عورت دونوں ہی کے کچھ منصبی فرائض ہیں اور گھریلو زندگی اسی وقت خوشگوار اور نمونۂ رحمت بن سکتی ہے جب شوہر اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کا حقیقی احساس اور شعور پیدا کریں، اور اپنے اپنے فطری دائرے میں رہتے ہوئے پورے خلوص، دلسوزی اور مستعدی سے اپنی اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔ اور اگر کسی ایک نے بھی اپنے فرائض میں کوتاہی دکھائی تو خاندانی نظم بکھر جائے گا، اور گھریلو زندگی انتشار اور کشاکش کی نذر ہو جائے گی۔

Marfat.com

انسانی تمدن میں نکاح کی حیثیت

نکاح، مرد و عورت کے درمیان محض ایک شہوانی رابطہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ معاشرتی رشتہ اور ایک پاکیزہ اخلاقی تعلق بھی ہے۔ اسی سے انسانی تمدن کی بنا ہوئی، اور اسی پر اس کے قیام و بقا کا انحصار ہے۔

اسلام نکاح کے ذریعہ مرد اور عورت کے درمیان باہمی اتفاق و یک جہتی، رفاقت، تعاون اور محبت پیدا کر کے تمدن و تہذیب کی مضبوط تعمیر چاہتا ہے۔ اسی لئے اسلام اس کی تاکید کرتا ہے، اور طرح طرح سے اس کی ترغیب دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرد و عورت کے تعلق کی درستی پر پورے انسانی تمدن کی درستی کا مدار ہے۔ اور اس کے بگاڑ سے پورے تمدن کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نکاح کو زیادہ سے زیادہ آسان اور مقبول بناتا ہے اور اس تعلق کی استواری اور خوشگواری کو انسانیت کے حق میں سب سے بڑی رحمت قرار دیتا ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ۔ (النساء ۲۴)

"ان محرمات کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں سب تمہارے لئے حلال ہیں، مگر (صرف اسی شکل میں کہ) اپنے مال خرچ کر کے ان کو اپنے نکاح میں لے آؤ۔ نہ یہ کہ آزاد شہوت رانیاں کرنے لگو۔"

Marfat.com

اس ٹکڑے سے پہلے ان عورتوں کا ذکر ہے جن سے نکاح حرام ہے۔ ان محرمات کے علاوہ مرد جس عورت سے چاہے تعلق جوڑ سکتا ہے لیکن تعلق جوڑنے کی ایک ہی صحیح شکل ہے کہ ان کے مہر ادا کر کے شرعی قانون کے مطابق ان سے نکاح کیا جائے۔ شرعی نکاح کے بغیر مرد و عورت کا ہر شہوانی تعلق قرآن کے نزدیک حرام ہے، اور ایسا تعلق جوڑنے والے مجرم ہیں۔

فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ج فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ط ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ (النساء ۲۵)

"تو ان باندیوں کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو۔ اور معروف دستور کے مطابق ان کے مہر بھی ادا کر دو، تاکہ وہ تمہارے حصارِ نکاح میں محفوظ ہو کر رہیں۔ کھلم کھلا بدکاریاں نہ کرتی پھریں، اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کرتی پھریں۔ اور اگر تمہارے حصارِ نکاح میں محفوظ ہونے کے بعد بھی کسی بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں تو ان پر اس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی آزاد عورتوں کے لئے ہے ——— یہ سہولت ان لوگوں کے لئے رکھی گئی ہے جنہیں شادی نہ ہونے کی صورت میں گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر تم صبر سے کام لو (اور اپنے شہوانی جذبات پر قابو رکھو) تو یہ تمہارے حق میں بہت زیادہ بہتر ہے۔ (اور اگر کبھی نادانستہ کوئی کوتاہی کر بیٹھو تو فوراً توبہ

کر لو) اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے، اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (اسی لئے تو اس نے تمہارے لئے یہ سب سہولتیں مہیا کی ہیں)"۔

انسانی تمدن و معاشرت کی بنیاد مرد و عورت کی باہمی رفاقت سے پڑتی ہے، اور اسلام کے نزدیک مرد و عورت کے تعلق کی صرف ایک ہی شکل صحیح ہے اور وہ نکاح کا پختہ اور پاکیزہ معاہدہ ہے۔ اس کے سوا تعلق کی ہر نوعیت غلط ہے [1]

نکاح انبیاء کی سنت

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً۔

(الرعد ۳۸)

"اور اے محمدؐ! آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے اور ان کو بیوی بچوں والا بنایا تھا"۔

بعض دین سے ناآشنا لوگ نکاح کو روحانی اور اخلاقی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اور تجرد و سنیاس کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، لیکن قرآن حکیم کی صاف شہادت یہ ہے کہ روحانی ترقی کی معراج پر پہنچے ہوئے انبیاء، اور رسول بیوی بچوں والے تھے، اور نکاح ان کی سنت ہے۔

نکاح ایک پختہ عہد

وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔ (النساء ۲۱)

"اور عورتیں تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں"۔

---

[1] البتہ باندی سے جنسی تعلق کی اجازت قرآن نے دی ہے۔

Marfat.com

نکاح کو "پختہ عہد" کہہ کر قرآن نے اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اس عہد نکاح کو زندگی بھر نباہنے کی پوری پوری کوشش کی جائے، اس کے تقاضے پورے کرنے میں فراخ دلی کا ثبوت دیا جائے۔ ایسی کوئی حرکت ہرگز نہ کی جائے جس سے یہ پختہ عہد کمزور پڑتا ہو، اور اس پاکیزہ معاہدے کو اسی وقت توڑا جا سکتا ہے جب اس کے نباہنے کے تمام امکانات واقعی ختم ہو جائیں، اور علیحدگی کے سوا فی الواقع کوئی چارہ کار نہ رہ جائے۔

نکاح ایک بامقصد تعلق

نِسَآءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ۔ (البقرہ ۲۲۳)

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تمہیں اختیار ہے کہ جس طرح چاہو اپنی کھیتیوں میں جاؤ۔"

میاں اور بیوی کا رشتہ محض شہوانی تسکین کا جذباتی تعلق ہی نہیں ہے بلکہ انتہائی سنجیدہ اور بامقصد تعلق ہے۔ ان دونوں کی مثال کھیت اور کسان کی سی ہے۔ مرد نسل انسانی کا کسان ہے اور عورت انسانیت کی کھیتی۔ کھیت میں ایک کسان محض تفریح اور سیر کے لئے ہرگز نہیں جاتا۔ بلکہ اس مقصد سے جاتا ہے کہ پیداوار حاصل کرے۔ اس لئے نسل انسانی کے اس کسان کو نسل انسانی کی کھیتی کے پاس اسی مقصد سے جانا چاہیئے، کہ نسل کی پیداوار حاصل کرنی ہے۔

نکاح صالح اولاد کے لئے

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ۔ (البقرہ ۲۲۳)

"اور اپنے مستقبل کی فکر کرو۔"

Marfat.com

یہ انتہائی جامع الفاظ ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ تم نکاح کے ذریعے اپنی نسل کو برقرار رکھنے کی کوشش کرو، تاکہ تمہارے دنیا چھوڑنے سے پہلے تمہاری جگہ دوسرے کام کرنے والے پیدا ہوں، اور یہ فکر بھی کرو کہ آنے والی نسلیں دین و اخلاق، اور انسانیت کے جوہروں سے پوری طرح آراستہ اٹھیں۔ مسلمانوں کے تابناک مستقبل کا انحصار صرف اس بات پر نہیں ہے کہ وہ اپنے بعد اپنی نسلیں چھوڑ جائیں۔ بلکہ اس کا تمام تر انحصار اس بات پر ہے کہ آنے والی نسلیں دین و ایمان، اخلاق و کردار اور شرافت و انسانیت سے آراستہ ہوں، اور ان کے وجود سے دنیا میں خیر و صلاح کی روشنی پھیلے۔

نکاح قیام تمدن کی اساس

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ (النور ۳۲، ۳۳)

"اور تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہاری لونڈی غلاموں میں جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو، اگر وہ نادار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا، اور جو نکاح کی وسعت نہ رکھتے ہوں انہیں چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کئے رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔"

قرآن ہر مرد و عورت کو نکاح کی تاکید کرتا ہے، اور حکم دیتا ہے کہ آدمی اپنی

Marfat.com

شہوانی حاجت صرف اسی مستقل، پائدار اور معلوم و معروف طریقے سے پوری کرلے ۔ نکاح کے سوا مرد و عورت کا ہر شہوانی تعلق حرام ہے اور انسانیت کے لئے تباہ کن ہے ۔ اسی لئے قرآن معاشرہ میں کسی مرد یا عورت کو بن بیاہ دیکھنا پسند نہیں کرتا اور پورے معاشرے کو اس مسئلہ سے دلچسپی لینے کی ہدایت کرتا ہے اور اگر کوئی مفلس نکاح کا موقع نہ پاتا ہو تو اس کو بھی یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے جوہر انسانی کی حفاظت کرے ۔ لطف اندوزی کے آزادانہ مواقع تلاش کر کے اپنی پاکدامنی کو داغدار نہ بنائے، اور انسانی تمدن کی جڑ نہ کاٹے بلکہ انتظار کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اتنی وسعت بخشے کہ وہ نکاح کا پاکیزہ رشتہ استوار کر سکے اور ایک نئے گھر اور خاندان کی بنیاد ڈال سکے ۔

نکاح انسانی تمدن کے قیام کا واحد ذریعہ ہے ۔ کیونکہ تمدن کی تو پیدائش ہی ایک مرد و عورت کے مل کر رہنے، ایک گھر اور خاندان وجود میں لانے اور پھر خاندانوں کے درمیان رشتے اور رابطے پیدا ہونے سے ہوتی ہے ۔ اگر مرد و عورت کو یہ آزادی مل جائے کہ وہ گھر اور خاندان کی تخلیق سے قطع نظر محض لطف و لذت کے لئے ملیں اور الگ ہو جائیں تو سارے انسان بکھر کر رہ جائیں اور اجتماعی زندگی کی جڑ کٹ جائے اور وہ بنیاد ہی باقی نہ رہے جس پر تہذیب و تمدن کی عمارت اٹھتی ہے ۔ اسی لئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی ذمہ دارانہ زندگی سے منہ موڑنے والوں کو یہ سخت ترین وعید سنائی ہے کہ "ایسے لوگوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں" حقیقت بھی یہ ہے کہ نکاح کے پاکیزہ رشتہ کو چھوڑ کر دوسرے ذرائع سے اپنی حاجتوں کو پورا کرنے والے معاشرے کے سخت ترین مجرم اور انسانی تمدن

Marfat.com

کے بدترین دشمن ہیں۔ ایسے لوگوں کا نہ رسول خدا سے کوئی واسطہ ہے اور نہ اسلامی معاشرہ میں ان کے لئے کوئی گنجائش ہے۔

نکاح بقائے نوع انسانی کا ذریعہ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً۔ (النساء ۱)

"لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو! جس نے تمہیں ایک ذات سے پیدا کیا ہے اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔ پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے"

نوع انسانی کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ عورت اور مرد کا باہمی تعلق نکاح کے مستقل اور پائدار عہد وفا پر استوار ہو، اور یہ دونوں محض وقتی لذت کے لئے ملنے اور الگ ہونے میں آزاد نہ ہوں، کیونکہ اس کے بغیر نسل انسانی ایک دن کیلئے نہیں چل سکتی۔ انسانی بچہ اپنی زندگی اور نشوونما کے لئے کئی برس کی دردمندانہ نگہداشت و تربیت کا محتاج ہے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب دونوں کی رفاقت پائدار و معلوم و معروف ہو، اور دونوں کے درمیان مستقل اور پائدار تعاون ہو۔

نکاح رحمت و مودت کی بنیاد

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ (الروم ۲۱)

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی

Marfat.com

جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ اور تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کر دی۔"

نکاح وجہ سکون

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا۔ (الاعراف ۱۸۹)

"وہ خدا ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرلے۔"

یہاں سکون سے مراد اصلاً تو شہوانی سکون ہی ہے۔ لیکن یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جائز شہوانی سکون پوری زندگی میں سکون و اطمینان کے ہم معنیٰ ہے۔ اور اس جا سکون سے محرومی پوری زندگی میں انتشار اور تباہی کے ہم معنیٰ ہے۔

نکاح حفاظت عصمت کا ذریعہ

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ (البقرہ ۱۸۷)

"عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں، اور تم عورتوں کے لئے لباس ہو۔"

جس طرح لباس انسانی جسم کی پردہ پوشی کرتا ہے اور ہر طرح سے حفاظت کرتا ٹھیک اسی طرح ایک عورت مرد کی پردہ پوش بنتی ہے اور اس کے جوہر عصمت کی حفاظت کرتی ہے۔ اور مرد عورت کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اس کی عفت و عصمت کا محافظ بنتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نوجوان کو تاکید فرمائی ہے

"جو نوجوان بھی نکاح کر سکتا ہو وہ ضرور نکاح کرلے کیونکہ نکاح نگاہ کو بدنظری سے بچانے اور آدمی کی عفت کو قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔"

Marfat.com

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا۔ اس شخص کی مدد اللہ کے ذمہ ہے جو پاک دامن رہنے کے لئے نکاح کرے۔"

نکاح خانہ آبادی

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ط (المائدہ ۵)

"اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں، بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے ان کے محافظ بنو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانیاں کرنے لگو، اور چوری چھپے آشنائیاں کرو۔"

نکاح انسانی جوہر عصمت کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے اور اس کا مقصود یہ ہے کہ آدمی خانہ آبادی کر کے اپنی تمام شہوانی قوتوں کو سمیٹ کر گھر میں مرکوز کر لے، اور ہر طرح کی آوارگی اور بدکرداری سے اپنے کو بچا کر ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالے۔

نکاح کی تاکید

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (النور ۳۲)

"اور تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو، اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں خوشحال کر دے گا۔ اور اللہ بڑی وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے۔"

"ایامیٰ" سے مراد وہ تمام مرد اور عورتیں ہیں جو بے زوج ہوں، ایامیٰ ایّم کی جمع ہے۔ ایّم ہر اُس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو اور اسی طرح ہر اُس مرد کو کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو۔

قرآن حکیم تاکید کرتا ہے کہ تمام غیر شادی شدہ مردوں، اور عورتوں کے نکاح کئے جائیں اور معاشرہ میں کسی مرد اور عورت کو بن بیاہ نہ رہنے دیا جائے۔ حتیٰ کہ لونڈی غلاموں کو بھی بن بیاہ نہ رکھا جائے۔ قرآن اپنے اس حکم میں صرف صاحب معاملہ نوجوانوں ہی کو تاکید نہیں کرتا، بلکہ عام مسلمانوں کو خطاب فرماتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خاندان کے لوگ، دوست احباب، رشتہ دار اور پڑوسی سب ہی اس معاملہ میں دلچسپی لیں، اور جس کا کوئی نہ ہو اس کے نکاح میں خود حکومت مدد کرے۔

پھر نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا "اگر وہ غریب ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دے گا" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر نکاح کرنے والا لازماً مالدار ہو جائے گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس معاملہ میں لوگ بہت زیادہ حسابی بن کر نہ رہ جائیں۔ اس فقرے میں نکاح کرنے والے مرد و عورت اور ان کے متعلقین کی ذہنی اصلاح کے لئے اہم اشارات فرمائے گئے ہیں۔

لڑکی والوں کو یہ ہدایت ہے کہ اگر ان کے یہاں کسی شریف اور صالح لڑکے کا پیغام آئے تو وہ محض اس کی ناداری دیکھ کر انکار نہ کر دیں۔ لڑکے والوں کو تلقین ہے کہ وہ کسی نوجوان کو محض اس لئے نہ بٹھلائے رکھیں کہ وہ بہت زیادہ نہیں کما رہا ہے، اور خود نوجوانوں کو نصیحت ہے کہ وہ بہت کشایش اور خوشحالی کے انتظار میں اپنی شادی کو خواہ مخواہ نہ ٹالتے رہیں، جو تھوڑی بہت آمدنی بھی ہو خدا پر بھروسہ کر کے شادی کر ڈالنا چاہیئے اکثر ایسا ہوتا ہے

کہ خود شادی آدمی کے حالات درست کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے، بیوی کی مدد سے اخراجات قابو میں آجاتے ہیں۔ ذمہ داریاں سر پر آجانے کے بعد خود بھی آدمی پہلے سے بہت زیادہ محنت کرنے لگتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کسے معلوم کہ مستقبل میں کس کے لئے کیا لکھا ہے، اور کس کو اللہ تعالیٰ کیا بنانے والا ہے۔ اس لئے آدمی کو نکاح کے معاملہ میں ایک حد تک تو اپنی آمدنی کا لحاظ کرنا چاہیئے لیکن بہت زیادہ حسابی بننے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

نکاح میں ایمان و اسلام کی اہمیّت

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۲۱)

"(مسلمانو!) تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن باندی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں کتنی ہی بھلی لگے۔ اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن غلام مشرک آزاد مرد سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔ یہ مشرک تمہیں آگ کی طرف بلا رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلا رہا ہے وہ اپنے احکام کھول کھول کر لوگوں

کے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ وہ سبق لیں اور نصیحت حاصل کریں"۔

قرآن ایک مومن کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مشرکہ سے رشتۂ نکاح قائم کرے۔ اسی طرح وہ ایک مومنہ کو بھی یہ اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ وہ کسی مشرک سے عقدِ نکاح باندھے۔ کیونکہ نکاح محض ایک شہوانی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ ایک سنجیدہ تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے اور ایک مومن یہ قلبی تعلق صرف ایک مومن ہی سے قائم کر سکتا ہے۔ ایک مشرک رفیقِ حیات کے افکار و خیالات، طور و طریق نہ صرف یہ کہ شخص متعلق پر پڑیں گے اور اس کے دین و ایمان کو خطرہ لاحق ہوگا، بلکہ اس کی آنے والی نسل بھی اس کے گھناؤنے اثرات سے متاثر ہوگی۔ اور ایک مومن ہرگز اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا کہ محض شہوانی جذبات کی تسکین کی خاطر وہ اپنی نسلوں کے دین و ایمان کو خطرہ میں ڈالے۔

پاکیزہ مردوں کیلئے پاکیزہ عورتیں

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ ، وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ۔ (النور ۲۶)

"خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں، اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے۔ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں، اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے"۔

یعنی پاکیزہ لوگوں کا جوڑ پاکیزہ لوگوں ہی سے لگ سکتا ہے۔ نہ یہ مناسب ہے کہ کوئی پاکیزہ مرد کسی کمینی اور خبیث عورت سے تعلق جوڑے، اور نہ یہ جائز ہے کہ کوئی پاکیزہ عورت کسی کمین اور خبیث مرد سے رشتہ جوڑے۔ اور نہ ایسے جوڑوں سے

Marfat.com

ان بھلائیوں اور برکتوں کی توقع کی جا سکتی ہے، جس کے لئے اسلام نے نکاح کی تاکید کی ہے۔

زانیہ عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے۔

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ (النور ۳)

"اور زانیہ عورت کے ساتھ زانی مرد یا مشرک کا نکاح ہی موزوں ہے۔

اور صالح اہل ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا ہے"

بدکاروں سے نکاح نہ کیا جائے

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً۔ (النور ۳)

"زانی مرد کا نکاح زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ ہی موزوں ہے"

یعنی جو لوگ کھلم کھلا بدکاریوں میں مبتلا ہیں اُن کے رشتے صالح لڑکیوں کے ساتھ ہرگز نہ ہونے چاہئیں۔ اہل ایمان کے لئے یہ حرام ہے، کہ وہ جانتے بوجھتے اپنی بیٹیاں زناکاروں کو دیں اور اسی طرح صالح مومنوں کے لئے بھی یہ بات حرام ہے کہ جن عورتوں کی بدچلنی کا حال انہیں معلوم ہو، ان سے دانستہ نکاح کریں۔

حرام عورتیں[۱]

نسل انسانی کی بقا اور مرد و عورت کے فطری سکون کا انحصار ہی اس بات

---

[۱] یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے۔

Marfat.com

پر ہے کہ دونوں صنفوں میں باہم جنسی تعلق قائم ہو ___ قرآن اس تعلق کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، اسے ضروری قرار دیتا ہے، اور اس سے فرار کو ناپسند کرتا ہے۔ لیکن وہ اس تعلق کے قیام میں انسان کو قطعاً آزاد نہیں چھوڑتا۔ بلکہ کچھ پابندیاں لگاتا ہے، اور کچھ حدود مقرر کرتا ہے۔ یہ حدود اور پابندیاں نسب اور رشتوں کے احترام وحفاظت خاندانی تعلقات کی استواری اور پاکیزگی، باہمی اتحاد و تعاون، اور صالح معاشرت کے لئے انتہائی ناگزیر ہیں۔ معاشرہ کی صلاح و بقا کے لئے جس طرح دونوں صنفوں کا باہمی تعلق ضروری ہے، اسی طرح حرمت کے ان حدود کی پابندی بھی ضروری ہے۔ قرآن جن رشتوں میں باہم نکاح کو حرام قرار دیتا ہے اس حرمت کے تین وجوہ بیان کرتا ہے۔ نسب[۱]، رضاعت[۲]، مصاہرت[۳]۔

۱۔ حرمت نسب: حقیقی ماں باپ کے تعلق سے جو رشتے قائم ہوتے ہیں، یہ بنیادی طور پر سات ہیں۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی کے رشتے۔ ان رشتوں میں باہم نکاح حرام ہے۔ اور اس حرمت کی وجہ حرمتِ نسب ہے۔

۲۔ حرمتِ رضاعت: لڑکی یا لڑکا اگر کسی عورت کا دودھ پی لیں تو وہ عورت دودھ پینے والے کی رضاعی ماں، اور اس کا شوہر رضاعی باپ قرار پاتا ہے۔ اور رضاعی ماں باپ سے اسی طرح نکاح حرام ہو جاتا ہے جس طرح حقیقی ماں باپ سے۔ پھر اس رضاعت کے تعلق سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو حقیقی ماں باپ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

۳۔ حرمتِ مصاہرت: نکاح کے تعلق سے بھی بعض رشتے حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کو حرمتِ مصاہرت کہتے ہیں۔ مصاہرت کے سبب حرام ہونے والے رشتے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کی حرمت دائمی ہے۔ مثلاً بیوی کی ماں (خوشدامن)، بیٹے کی بیوی (بہو) اور اس بیوی کی لڑکی جس سے خلوت ہو چکی ہو ——— ان رشتوں میں باہم نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے ——— دوسرے وہ رشتے ہیں جن کی حرمت دائمی نہیں ہے۔ مثلاً بیوی کی بہن اور غیر مدخولہ بیوی کی بیٹی ——— بیوی کی موجودگی میں ان سے نکاح حرام ہے۔ لیکن بیوی کے مرنے یا تعلق ختم ہونے کے بعد ان میں سے کسی سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔

سوتیلی ماں

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿ (النساء ۲۲)

"اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو۔ جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا کام ہے، ناپسندیدہ بات ہے، اور برا چلن ہے۔"

اس سے اگلی آیت (۲۳) میں ان عورتوں کی فہرست بیان کی گئی ہے جن سے نکاح حرام ہے۔ اور ان میں سرِ فہرست ماں کا ذکر ہے۔ ماں کا اطلاق سگی اور سوتیلی دونوں قسم کی ماؤں پر ہوتا ہے۔ لیکن مذکورہ آیت (۲۲) میں سوتیلی ماں کی حرمت کا خصوصی ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں بعض بے حیا لوگ باپ، دادا کی منکوحہ سے بھی نکاح کر لیتے تھے۔ اگرچہ اس دور میں بھی سنجیدہ اور سمجھدار

Marfat.com

لوگ اس نکاح کو برا سمجھتے تھے۔ اور اس تعلق سے پیدا ہونے والی اولاد کو بُری نظر سے دیکھتے تھے۔ قرآن حکیم نے اس بے حیائی اور بے غیرتی کے فعل کو حرام قرار دیا۔ سوتیلی ماں کو سگی ماں کی طرح محترم گردانا، اور پوری اہمیت کے ساتھ اس حکم کو الگ بیان کیا۔

محرمات سے نکاح یا شہوانی تعلق اسلام کی نظر میں بدترین بے حیائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مجرموں کو قتل اور ضبطی جائداد کی سزا دیا کرتے تھے۔ اور ابن ماجہ رح نے ابن عباس رض سے جو روایت نقل فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے یہ قاعدہ کلیہ ارشاد فرمایا تھا:۔

"جو شخص محرمات میں سے کسی سے ملوث ہو اس کو قتل کر دو"

آبا کی منکوحہ سے مراد باپ کی منکوحہ تو ہے ہی۔ لیکن آباء کے لفظ سے دادا، پردادا، اور نانا، پرنانا سب مراد ہیں، ان کی منکوحہ بھی باپ کی منکوحہ کی طرح حرام ہے۔

ماں

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ۔

"تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں"

ماں کے حکم میں دادی، نانی بھی داخل ہیں۔ اور پھر دادی اور نانی کی ماں اور ماں کی ماں، اوپر تک سب حرام ہیں۔

بیٹی

وَبَنٰتُكُمْ۔ "اور تمہاری بیٹیاں"

Marfat.com

بیٹی کے حکم میں پوتی، نواسی، ان کی بیٹیاں، اور بیٹیوں کی بیٹیاں نیچے تک سب شامل ہیں۔

بہن

وَاَخَوَاتُکُمْ۔

"اور تمہاری بہنیں"

بہنوں میں سگی بہن کے علاوہ ماں شریک بہن اور باپ شریک بہن بھی شامل ہے۔

پھوپھی

وَعَمّٰتُکُمْ۔

"اور تمہاری پھوپھیاں"

پھوپھی کے حکم میں۔ دادا کی بہن اور اوپر تک کی پشتوں کی بہن سگی ہو یا سوتیلی سب شامل ہیں۔

خالہ

وَخَالاتُکُمْ۔

"اور تمہاری خالائیں"

ماں کی بہن کے علاوہ نانی، پرنانی کی بہنیں، سگی ہوں یا سوتیلی سب کا یہی حکم ہے۔

بھتیجی

وَبَنٰتُ الْاَخِ۔

"اور تمہاری بھتیجیاں"

Marfat.com

بھائی خواہ سگا ہو یا سوتیلا اس کی بیٹی اسی طرح حرام ہے جس طرح اپنی بیٹی، اور پھر ان بھتیجیوں کی بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے۔

بھانجی

وَبَنٰتُ الْاُخْتِ۔

"اور تمہاری بھانجیاں"

بہن سگی ہو یا سوتیلی، اس کی بیٹیاں، اور بیٹیوں کی بیٹیاں سب حرام ہیں۔

رضاعی ماں

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ۔

"اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا"

رضاعی ماں اور رضاعی باپ کے تعلق سے وہ تمام رشتے حرام ہیں جو حقیقی ماں باپ کے تعلق سے حرام ہیں۔

رضاعی بہن

وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ۔

"اور تمہاری دودھ شریک بہنیں"

خوشدامن

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ۔

"اور تمہاری بیویوں کی مائیں"

بیوی کی ماں حقیقی ماں کی طرح ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور جس عورت سے محض نکاح ہوا ہو، اور خلوت کا موقع نہ مل سکا ہو اس کی ماں سے بھی نکاح حرام ہے۔

Marfat.com

اور اس حرمت پر چاروں ائمہ کا اتفاق ہے۔

سوتیلی بیٹی

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ۔

"اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے ——— ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تم صحبت کر چکے ہو"

گودوں میں پرورش پانے کی بات اس حقیقت کی تصویر کشی ہے کہ یہ حکم فطری حیا کا عین تقاضا اور ذوقِ سلیم کی حقیقی ترجمانی ہے۔ بھلا شریف آدمی کا ذوقِ سلیم یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس لڑکی سے شہوانی رشتہ جوڑے جس نے بیٹی کی طرح گود میں پرورش پائی ہو؟ گود میں پرورش پانے کی بات کوئی ایسی شرط نہیں ہے جس سے نکاح کے حلال و حرام ہونے پر کوئی اثر پڑتا ہو، جس سوتیلی بیٹی نے باپ کے گھر میں پرورش نہ پائی ہو وہ بھی سوتیلے باپ کے لئے حرام ہے۔

بہو

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ۔

"اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (تم پر حرام کی گئیں) جو تمہاری پشت سے ہوں"

"تمہاری پشت سے ہوں" کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔ بیٹے کی بیوی کے حکم میں پوتے اور نواسے کی بیوی بھی داخل ہے۔

بیک وقت دو بہنیں

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ۔

Marfat.com

"اور دو بہنوں کا بیک وقت نکاح میں جمع کرنا (تم پر حرام کیا گیا)"۔

ایک بہن اگر نکاح میں ہو تو اس کی دوسری بہن سے نکاح حرام ہے۔ ہاں اگر وہ مر جائے یا نکاح ختم ہو جائے تو عدت کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

بہن ہی کی طرح اس کی خالہ، پھوپھی، بھانجی اور بھتیجی کا بھی حکم ہے۔ بیوی کی موجودگی میں ان میں سے کسی سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ فقہاء نے اس کے لئے ایک اصول بتایا ہے کہ ایسی دو عورتوں کا بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جن میں سے اگر ایک کو مرد فرض کرلیں تو دوسری سے اس کا نکاح حرام ہو۔

دوسرے کی منکوحہ

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ (النساء ۲۴)

"اور (وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں) جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں"۔

حلال عورتیں[1]

جنگ میں پکڑی ہوئی عورتیں

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

"مگر وہ عورتیں (حلال ہیں) جو (جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں"۔

جو عورتیں جنگ میں پکڑی ہوئی آئی ہوں اور ان کے کافر شوہر دار الحرب میں موجود

---

[1] یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح یا جنسی تعلق قائم کرنا جائز ہے۔

Marfat.com

ہوں ان سے جنسی تعلق قائم کرنا جائز ہے۔ دار الحرب سے دار الاسلام میں آنے کے بعد ان کے نکاح ٹوٹ گئے ـــــــ بر جس کی ملکیت میں ہوں وہ ان سے بغیر نکاح کے بھی جنسی سکون حاصل کر سکتا ہے۔

محرمات کے سوا تمام عورتیں

وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ۔ (النساء ۲۴)

"اور ان (محرمات) کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں"

اوپر جن عورتوں سے نکاح حرام بتایا گیا ہے ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں وہ سب حلال ہیں۔ مسلمان ان میں سے جس عورت سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

کتابیہ

وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ۔

"اور وہ پاکدامن عورتیں (حلال ہیں) جو اُن لوگوں میں سے ہوں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی"

قرآن نے اہل کتاب خواتین سے نکاح کی اجازت ضرور دی ہے لیکن اس اجازت سے فائدہ اٹھانے میں اس بات کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ قرآن حکیم نے نکاح کے معاملہ میں اصل اہمیت دین وایمان ہی کو دی ہے۔ وہ مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، خواہ وہ اپنے حسن وجمال، مال ودولت اور ہنر اور سلیقے کے لحاظ سے کتنی ہی پسندیدہ کیوں نہ ہوں۔

یہود ونصاریٰ کی عورتیں بلاشبہ حلال ہیں۔ لیکن اگر ان سے نکاح کرنے میں

Marfat.com

دین و ایمان کے لئے کچھ واقعی اندیشے ہوں تو پھر ان سے صرفِ نظر کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اجازت کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اس سے آدمی بہر حال فائدہ اٹھائے۔

مسلمان لونڈیاں

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ (النساء ۲۵)

"اور تم میں سے جو شخص اتنی وسعت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی آزاد مسلمان عورت سے نکاح کر سکے تو اسے چاہیئے کہ وہ تمہاری ان لونڈیوں سے نکاح کر لے جو تمہاری ملکیت میں ہوں اور مومنہ ہوں۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا غریب اور نادار ہو کہ وہ آزاد خاندانی عورت کا مہر اور نفقہ ادا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو اس کو یہ اجازت ہے کہ وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کر لے۔

سوتیلی لڑکی اگر بیوی سے صحبت نہ کی ہو

فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ (النساء ۲۳)

"اور اگر تم نے بیویوں سے قربت نہیں کی ہے تو تم پر کوئی گناہ نہیں (کہ اپنی سوتیلی لڑکیوں سے نکاح کر لو۔"

اگر کسی عورت سے نکاح ہوا، اور خلوت کا موقع ملنے سے پہلے ہی کسی وجہ سے تعلق منقطع ہو گیا تو اس عورت کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

متبنّیٰ کی مطلقہ

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى

الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا۔
(الاحزاب، ۳۷)

"پھر جب زید ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے تو ہم نے ان کا نکاح آپؐ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکیں۔"

"حاجت پوری کر چکے" یعنی طلاق دے دی، اور عدت بھی گزر گئی۔ یہ واقعہ حضرت زینب رضؓ اور حضرت زید رضؓ کا ہے۔ حضرت زید رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی تھے۔ آپؐ نے ان کا نکاح حضرت زینب رضؓ سے کر دیا تھا، لیکن دونوں میں نباہ نہ ہو سکا۔ اور آخر کار حضرت زید رضؓ نے حضرت زینب رضؓ کو طلاق دے دی۔ جب عدت گزر گئی تو ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ قرآن حکیم نے اس نکاح کی حکمت و مصلحت یہ بیان کی ہے کہ مسلمانوں کو خدا کا یہ حکم معلوم ہو جائے کہ اگر ان کے منہ بولے بیٹے اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں تو عدت گزرنے کے بعد ان مطلقات سے بے کھٹک نکاح کیا جا سکتا ہے۔ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا کہ اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہو۔

Marfat.com

نکاح کے احکام

نکاح علانیہ کیا جائے

فَانْکِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِھِنَّ وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۔ (النساء ۲۵)

"پس ان لونڈیوں سے ان کے سرپرستوں کی اجازت سے نکاح کر لو۔ اور معروف طریقے کے مطابق ان کے مہر ادا کرو، تاکہ وہ حصارِ نکاح میں پاکدامن بن کر رہیں۔ آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں، اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں"

آوارگی اور چوری چھپے آشنائیوں سے بچانے کے لئے قرآن نے نکاح کے پاکیزہ اور معروف طریقے کی تاکید کی ہے۔ تو ضروری ہے کہ یہ تعلق معلوم و معروف ہو، اور نکاح علانیہ کیا جائے۔ اسی لئے فقہا نے پسند کیا ہے کہ نکاح عام پبلک مقامات پر کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت کر سکیں اور سن سکیں۔

نکاح میں مہر ضروری ہے

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ ۔ (النساء ۲۴)

"اور ان حرام[1] عورتوں کے علاوہ جتنی عورتیں ہیں سب تمہارے لئے حلال ہیں، اس طرح کہ مال خرچ کر کے ان سے نکاح کر لو"

۱؎ ان حرام عورتوں کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

Marfat.com

نکاح میں انتخاب کی آزادی

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ (النساء ۳)

"نکاح کر لو اپنی پسند کی عورتوں سے۔"

یعنی نکاح میں شریک حیات کے انتخاب کا حق بنیادی طور پر اسی کو حاصل ہے جس کا نکاح ہو رہا ہے۔ پھر یہی حق عورت کو بھی حاصل ہے اور وہ بھی رفیقِ حیات کے انتخاب میں آزاد ہے۔ اہل خاندان کو یہ حق نہیں کہ وہ لڑکی یا لڑکے کی مرضی کا لحاظ کئے بغیر ان کو رشتۂ نکاح میں باندھ دیں اور بے جا طور پر ان سے یہ توقع رکھیں کہ وہ اپنی واقعی پسند کے خلاف عمر بھر تک نباہ کرتے رہیں۔

ایک سے زائد نکاح کی اجازت

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ (النساء ۳)

"پس جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان میں سے دو، دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرو۔"

قرآن حکیم نے پوری صراحت کے ساتھ ایک سے زائد نکاح کی اجازت دی ہے، اور یہ اجازت انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ بعض حالات میں تعدد ازدواج ایک تمدنی تقاضا اور ایک اخلاقی ضرورت بن جاتی ہے۔ اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر وہ لوگ جو ایک عورت پر قناعت نہیں کر سکتے، دائرۂ زوجیت سے باہر اخلاقی آوارگی اور صنفی انارکی پھیلانے لگیں گے۔ اس

Marfat.com

لئے قرآن نے ان لوگوں کو جو اس کی واقعی ضرورت محسوس کرتے ہوں، صاف صاف اجازت دی ہے کہ وہ اپنی رغبت اور پسند کے مطابق ایک سے زائد نکاح کر سکتے ہیں، اور ایسا کرنے میں کسی پہلو سے قطعاً برائی کا کوئی شائبہ نہیں۔

انصاف نہ کر سکو تو ایک ہی بیوی رکھو

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔ (النساء ۳)

"پس اگر یہ اندیشہ ہو کہ (ایک سے زائد بیویوں کے درمیان) انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی رکھو"

بلا شبہ قرآن نے چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ ایک سے زائد بیویوں کے درمیان انصاف قائم نہ رکھ سکے گا تو پھر اس کو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی انصاف نہ کر سکنے والا شخص دوسرا نکاح کرلے تو وہ باطل ہو گا۔ شریعت کی رو سے ایسا نکاح جائز ہو گا۔ البتہ ایسا شخص خدا اور بندوں کی نظر میں خطا کار ہو گا۔ کہ وہ خدا کی اجازت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تو مستعد ہے لیکن بیویوں کے درمیان انصاف کی شرط پوری کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں رکھتا۔ ایسا شخص دوسرا نکاح کر کے خدا کے ساتھ دغا کرتا ہے۔ آخر اس بودی ہمت اور پست حوصلے کے ساتھ اسے دوسرے نکاح کا کیا حق ہے؟

بیویوں کے درمیان مطلوب انصاف

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا

فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝ (النساء ۱۲۹)

"اور تمہارے بس میں نہیں کہ بیویوں کے درمیان پورا پورا انصاف کر سکو۔ تم چاہو بھی تو نہیں کر سکتے۔ پس خدائی قانون کا منشا پورا کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف ایسے نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو یونہی (بے سہارا) لٹکتا چھوڑ دو۔ اگر تم اپنے طرز عمل کو درست رکھو، اور خدا سے ڈرتے رہو تو وہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

ایک سے زائد نکاح کرنے کی شکل میں قرآن نے انصاف اور مساوات کی جو شرط لگائی ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ آدمی ہر حالت میں تمام حیثیتوں سے بیویوں کے درمیان برابری کا سلوک کرے۔ آدمی انتہائی خواہش کے باوجود بھی اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ہر پہلو سے مساوات برت سکے۔ تو پھر کیا خدا نے ایک ناممکن کام کرنے کا حکم دیا ہے؟ نہیں، بلکہ خدائی قانون کا منشا یہ ہے کہ آدمی اپنے امکان بھر معاملات حقوق، لباس، خوراک، مکان اور شب باشی میں پورا پورا انصاف کرے اور مساوات برتے ـــــ آدمی کی ذمہ داری اس کے امکان اور قدرت کی حد تک ہے۔ اگر وہ قصداً کوئی زیادتی نہیں کرتا، سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے، اور سب کے ساتھ ایک سا سلوک کرتا ہے، تو فطری مجبوریوں کے تحت تھوڑی بہت جو کوتاہیاں ہونگی اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا۔

حضرت عائشہ رضہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں پورا پورا انصاف فرماتے۔ اور دعا فرمایا کرتے "لئے اللہ!

Marfat.com

یہ میری تقسیم ہے، ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خاص تیرے قبضے میں ہے، میرے قبضے میں نہیں۔"

تعدد ازواج کی حد

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ (النساء ۳)

"اپنی پسند کی عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرو۔"

قرآن کی اس آیت نے تعدد ازواج کو محدود کر دیا ہے۔ امت کے تمام فقہا اس پر متفق ہیں کہ بیک وقت صرف چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ احادیث رسول سے بھی آیت کے اسی مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے طائف کا رئیس غیلان جب مسلمان ہوا تو اس وقت اس کے نکاح میں نو بیویاں تھیں، آپ نے اُسے حکم دیا کہ صرف چار بیویاں رکھ لو اور باقی کو چھوڑ دو۔"

عدت میں نکاح نہ کرو

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۚ (البقرہ ۲۳۵)

"اور نکاح کر لینے کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔"

یعنی دورانِ عدت نکاح کا قطعی فیصلہ نہ کر لو۔ ہاں اگر اشاروں میں عورت تک اپنا مدعا پہنچا دو تو کوئی حرج نہیں۔

عدت میں صاف صاف پیغام نہ دو

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

Marfat.com

لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ط (البقرہ ۲۳۵)

"اور عدت کے زمانے میں بیوہ عورتوں سے منگنی کا ارادہ خواہ تم اشارے کنائے میں ظاہر کر دو یا دل میں چھپائے رکھو، دونوں صورتوں میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کا خیال تو تمہارے دل میں آئے گا ہی مگر دیکھو خفیہ عہد و پیمان نہ باندھنا۔ اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف دستور کے مطابق ہی کرو۔"

یعنی جب تک عورت عدت میں ہے نہ تو اس کو صاف نکاح کا پیغام بھیجو، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ لو۔ ہاں اگر کوئی دل میں ایسی خواہش رکھے، یا اشاروں کنایوں میں اس تک اپنی خواہش پہنچا دے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن عدت کے دوران یہ اجازت نہیں کہ دونوں نکاح کا کھلم کھلا فیصلہ کریں۔

مہر کے احکام

مہر دینا فرض ہے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً۔

(النساء ۲۴)

"عورتوں سے ازدواجی زندگی کا لطف اٹھانے کے بدلے اُن کے مہر بطور فرض ادا کرو۔"

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۔ (المائدہ ۵)

Marfat.com

"آزاد مسلمان عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں اور ان کی آزاد عورتیں بھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، بشرطیکہ ان کے مہر ادا کرکے ان سے نکاح کرو۔"

مہر بخوشی ادا کرو

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۔ (النساء ۴)

"اور عورتوں کے مہر خوشی خوشی ادا کر دیا کرو۔"

دیا ہوا مہر واپس نہ لو

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْــًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ (النساء ۲۰، ۲۱)

"اور اگر تم ایک عورت چھوڑ کر دوسری عورت لے آنے کا ارادہ ہی کر لو۔ اور پہلی کو (چاہے) ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم ناحق کھلم کھلا ظلم کرکے واپس لوگے؟ اور تم یہ مال کس منہ سے واپس لوگے جبکہ تم اپنی بیویوں سے لطف اٹھا چکے ہو؟ اور وہ تم سے پختہ عہد بھی لے چکی ہیں۔"

نکاح ایک پختہ عہد ہے۔ ایک عورت یہ اطمینان کرکے ہی خود کو ایک مرد کے حوالے کرتی ہے کہ دونوں زندگی بھر اس پختہ عہد کو نباہنے کی کوشش کریں گے؟ پھر اگر ازدواجی زندگی کا لطف اٹھانے کے بعد کوئی مرد اپنی خواہش سے خود ہی اس عہد کو

توڑنا چاہے تو اسے معاہدہ کے وقت پیش کردہ مال کے واپس لینے کا کیا حق ہے؟ اور کس مُنہ سے وہ اس کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے؟

غیر مدخولہ کا مہر[1]

وَاِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ۔ (البقرہ ۲۳۷)

"اور اگر تم نے عورت کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دی لیکن مہر مقرر کیا جاچکا ہے تو اس صورت میں نصف مہر دینا ہوگا۔"

ادائے مہر میں فیاضی کی تاکید

اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ ‌ؕ وَاَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ‌ؕ وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ۔ (البقرہ ۲۳۷)

"(غیر مدخولہ کا مہر تو نصف ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ) مرد جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے فیاضی سے کام لے (اور پورا مہر دے دے) اور تم فیاضی سے کام لو تو یہ تقویٰ سے زیادہ لگتی بات ہے۔ آپس کے معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو تمہارے اعمال کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔"

اجتماعی زندگی میں قانونی حق کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ لیکن اجتماعی زندگی کی خوشگواری اس میں نہیں ہے کہ ہر شخص بس اپنے قانونی حق پر ہی اڑا رہے۔ بلکہ انسانی تعلقات اور معاشرتی زندگی کی بہتری اور خوشگواری اس میں ہے کہ لوگ باہم فیاضانہ برتاؤ کریں۔

---

[1] جس عورت سے صحبت نہ کی گئی ہو۔

Marfat.com

مہر کی معافی عورت کے اختیار میں ہے

اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ ۔ (البقرہ ۲۳۷)

"مگر یہ کہ عورتیں نرمی برتیں"

مہر چونکہ عورت کا حق ہے، اس لئے یہ اسی وقت معاف ہو سکتا ہے جب عورت خود معاف کر دے۔ معاف کیا ہوا مہر مزے سے استعمال کرو۔

معاف کردہ مہر تمہارا مال ہے

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ط

(النساء ۴)

"اور اگر عورتیں اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے تم مزے سے (بے کھٹکے) کھا سکتے ہو"

عورت کو ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنا مہر شوہر کو معاف کر دے چاہے کچھ حصہ معاف کرے یا سب کا سب۔ عورت کی معافی کے بعد یہ مال شوہر کا ہے۔ وہ جس طرح چاہے اس کو بے کھٹکے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔

وہی مہر معاف ہے جو دل کی خوشی سے معاف کیا گیا ہو

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ہ (النساء ۴)

"اور عورتوں کے مہر خوشدلی سے ادا کر دو۔ البتہ وہ اپنی خوشی سے مہر میں سے کچھ معاف کر دیں تو اسے مزے سے کھاؤ"

مہر کی معافی کا تمام تر اختیار عورت ہی کو حاصل ہے۔ اس لئے اگر وہ معاف

Marfat.com

کردے تو معاف ہوجاتا ہے۔ لیکن قرآن کے یہ الفاظ "فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْسًا" (اگر عورتیں دل کی خوشی سے کچھ حصّہ معاف کریں) بتاتے ہیں کہ اس میں عورت کی خوشنودی کا پورا پورا لحاظ کرنا ہوگا۔ گھر کی فضا کو ایسا نہ بنایا جائے کہ کسی دباؤ اور لالچ سے مجبور ہوکر عورت مہر معاف کردے، اور درحقیقت وہ مہر چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اسی لئے حضرت عمرؓ اور قاضی شریح رح کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو مہر کا کچھ حصّہ یا پورا مہر معاف کردیا ہو اور بعد میں پھر وہ اس کا مطالبہ کرے، تو شوہر کو مہر ادا کرنا ہوگا، اور شوہر کو اس کے ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اس کا یہ مطالبہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نے خوش دلی سے معاف نہیں کیا تھا، بلکہ کسی بے جا دباؤ یا کسی اور وجہ سے معاف کرنے پر مجبور ہوگئی تھی۔

مہر مقرر نہ کیا ہو تو کچھ دے کر رخصت کرو

لَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَّمَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۔ (البقرہ ۲۳۶)

"اور اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے اور ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو، تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ہاں اس صورت میں ان کو کچھ نہ کچھ ضرور دو۔ خوش حال آدمی اپنے مقدور کے مطابق اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے مطابق معروف طریقہ پر دے۔"

یہ حکم اس عورت کا ہے جس کو شوہر نے ہاتھ نہ لگایا ہو۔ رہی وہ عورت جس سے شوہر نے تعلق زن و شو قائم کرلیا ہو تو اس عورت کو اس کے خاندان کی دوسری اس جیسی

Marfat.com

لڑکیوں کے برابر مہر دیا جائے گا۔

مہر میں عورت کا حق نہ مارو

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ۔

(النسآء ۱۹)

"اور انہیں تنگ کر کے دیئے ہوئے مہر کا کچھ حصہ اڑانے کی کوشش نہ کرو۔"

23/1/96

Marfat.com

زوجین کے خوشگوار تعلقات

قرآن حکیم نے زوجین کے تعلقات کو اجتماعی زندگی کے لئے بنیادی اہمیت دی ہے اور انہیں خوشگوار رکھنے کی پرزور تاکید کی ہے۔ اور یہ ہدایت دی ہے کہ ان تعلقات کو رحمت و مودت، عدل و انصاف اور ایثار و فیاضی کے ساتھ مستحکم رکھنے اور خوشگوار بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ کوشش پیہم جاری رہنی چاہیئے۔ اور آخر دم تک اس میں کوتاہی نہ ہونی چاہیئے کیونکہ انہی تعلقات کی خوشگواری پر معاشرے کے استحکام، سدھار، پاکیزگی، اور ترقی کا دارومدار ہے۔

عائلی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے قرآن حکیم نے جو احکام دیئے ہیں، ان سے زیادہ عادلانہ اور مبنی بر حقیقت احکام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان قوانین و احکام کا مصنف وہ علیم و خبیر خدا ہے جو عورت و مرد دونوں کی طبیعت، فطرت، صلاحیت اور کمزوریوں کے بارے میں محض قیاس و انداز سے کام لے کر کوئی حکم نہیں دیتا ہے، بلکہ اس کے ہر قانون اور اس کے ہر حکم کی بنیاد وسیع ترین حقیقی علم پر ہے۔ دونوں صنفوں کے حقوق کا تحفظ اور دونوں کے درمیان انصاف انہی احکام کی پیروی میں ممکن ہے۔

زوجین کے حقوق مساوی ہیں

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط (البقرہ ۱۷۳)

"عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں

کے حقوق ان پر ہیں "

یعنی خدائے تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں پر اپنی اپنی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق حقوق عائد کئے ہیں ——— اگر عورت کو اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے تو مرد کو مہربانی اور عفو و درگزر سے کام لینے اور عورت کی ضروریات فراہم کرنے کا ذمہ دار قرار دیا ہے باہمی حقوق کے لحاظ سے دونوں کی حیثیت یکساں ہے، اور دونوں ان کو ادا کرنے کے یکساں ذمہ دار ہیں حقوق کی نوعیت ضرور جدا جدا ہے لیکن اس کا تعلق، ان کی فطری صلاحیت اور طبعی رجحان سے ہے۔

مرد کو کچھ برتری ہے

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط (البقرہ ۲۲۸)

" اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے "

جہاں تک زوجین کے باہمی حقوق کا تعلق ہے قرآن حکیم نے دونوں کے درمیان کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا ہے۔ دونوں کے حقوق مساوی رکھے ہیں، اور خاندان کے ادارے میں دونوں کے وجود کو یکساں حیثیت اور اہمیت دی ہے۔ البتہ ہر نظم کو درست رکھنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ کوئی سربراہ اور آخری ذمہ دار ہو، اور اس کی رائے، مشورہ، منشاء اور صوابدید کے مطابق وہ نظم قائم رہے۔ اور متعلقہ نتائج پیدا کرے۔ اسلئے عائلی زندگی میں قرآن نے مرد کو کچھ برتری دی، اور اس کو آخر ذمہ دار قرار دیا ہے۔

خانگی زندگی میں مرد کی حیثیت

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ (النساء ۳۴)

"مرد عورتوں کے سر دھرے اور نگران ہیں"

مرد کو قرآن نے قوام قرار دیا ہے، جس کا ترجمہ سر دھرا اور نگراں کیا گیا ہے۔ دراصل قوام اس شخص کو کہتے ہیں جو کچھ افراد یا ادارے یا کسی نظم کو ٹھیک ٹھیک چلانے اور درست رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ خانگی زندگی بھی ایک منظم ادارہ ہے، اور اس کا بھی ایک اہم نظم ہے جس کے استحکام پر پورے معاشرے کی تعمیر موقوف ہے۔ اس نظم کو چلانے اور درست رکھنے کی ذمّہ داری مرد پر ہوتی ہے، وہی گھر کا سر دھرا اور نگراں ہوتا ہے۔ اسی معنیٰ میں اس کو قوام کہا گیا ہے۔

مرد کی برتری کے وجوہ

بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ (النساء ۳۴)

"اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا (محنت سے کمایا ہوا) مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں"

خانگی زندگی میں مرد کو عورت پر جو فضیلت بخشی گئی ہے، اور اس کو قوام اور نگراں قرار دیا گیا ہے، اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک وجہ فطری[۱] ہے اور ایک اخلاقی[۲]۔

۱۔ چونکہ عائلی نظم کو درست رکھنے اور نتیجہ خیز بنانے کی آخری ذمہ داری طبعی

قوتوں اور فطری صلاحیتوں کے لحاظ سے مرد پر ہے، اس لئے اس کو یہ فضیلت بخشی گئی ہے کہ خانگی معاملات میں اس کی رائے سب پر غالب ہو، اور گھر کے تمام کام اس کی منشار، حکم اور مشورے کے تحت انجام پائیں، اور صنف مقابل اس کی برتری کو تسلیم کر کے اس کے مشورے کے تحت سرگرم رہ کر اس کے ساتھ تعاون کرے۔

۲- زندگی کا دار و مدار مال پر ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم نے مال کو قیام کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیام یا قوام کسی چیز کی بنیاد یا اساس کو کہتے ہیں۔ زندگی کو یہ بنیاد اور اساس فراہم کرنے والا چونکہ مرد ہے، وہی محنت اور کوشش سے مال کماتا ہے، اور پھر خوشی خوشی گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اس لئے بھی اس کو یہ فضیلت بخشی گئی ہے۔ اور عورت کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے عائلی زندگی کو کامیاب اور مفید بنانے کی کوشش کرے۔

مگر مرد کی یہ فضیلت صرف گھریلو معاملات کو درست رکھنے اور خانگی زندگی کو نتیجہ بخش بنانے کے لئے ہے، اور اسی دنیا کی حد تک ہے۔ رہا آخرت میں فضیلت کا مسئلہ، تو وہاں مرد کو محض اس بنا پر ہرگز کوئی فضیلت نہ ہوگی کہ اس کو گھر کا قوام بنایا گیا تھا، وہاں فضیلت کا تمام تر انحصار اس بات پر ہوگا کہ کس نے اپنے متعلقہ فرائض خدا کی منشار کے مطابق پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ انجام دیئے، اور محض خدا کی خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر انسانیت کا ثبوت دیا۔

Marfat.com

شوہر کے فرائض

خانگی زندگی کے نظم کو درست رکھنے اور مستحکم بنانے کے لئے مرد اور عورت دونوں ہی کے کچھ منصبی فرائض ہیں۔ اور گھریلو زندگی اسی وقت خوشگوار اور نمونۂ رحمت بن سکتی ہے جب شوہر اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کا حقیقی احساس اور شعور پیدا کریں، اور اپنے اپنے فطری دائرے میں رہتے ہوئے پورے خلوص، دلسوزی اور مستعدی سے اپنی اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔ اور اگر کسی ایک نے بھی اپنے فرائض میں کوتاہی دکھائی تو خاندانی نظم بکھر جائیگا۔ اور گھریلو زندگی انتشار اور کشاکش کی نذر ہو جائے گی۔ پہلے ہم شوہر کے فرائض بیان کرتے ہیں۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (النساء ۱۹)

"اور عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کی زندگی گزارو۔"

یہ بڑا جامع جملہ ہے۔ نیک سلوک کے اس حکم میں وہ تمام ہی باتیں شامل ہیں جو خانگی زندگی کی خوشگوار اور نمونۂ جنت بنانے کے لئے ضروری ہیں۔

باہمی مصالحت کی کوشش کرو

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ (النساء ۱۲۸)

"باہمی مصالحت خیر ہی خیر ہے۔"

زوجین کی عمر بھر کی اس رفاقت میں بار بار ایسے مواقع آتے ہیں کہ

Marfat.com

دونوں کو ایک دوسرے سے شکایتیں پیدا ہوتی ہیں ـــــ ان شکایتوں کا ایک نتیجہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں میں علیحدگی ہو جائے، اور خدا کے نام پر جُڑا ہوا یہ مبارک رشتہ ٹوٹ جائے۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ دونوں اپنی طبیعتوں پر قابو پائیں، اپنے قانونی حق پر اڑنے اور اپنی بات کی پچ کرنے کے بجائے، فیاضی، درگزر اور ایثار سے کام لیں اور نکاح کے پختہ عہد کو زندگی بھر نباہنے کی کوشش کریں۔ قرآن کے نزدیک یہی روش مطلوب ہے، اور زوجین میں مصالحت ہی بہر حال بہتر ہے۔

تحمل اور خوش گمانی سے کام لو

فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (النساء ۱۹)

"پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر اللہ نے اس میں (تمہارے لئے) بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو"

اگر عورت کی بعض عادتیں ناپسند ہوں، یا وہ خوبصورت نہ ہو....... یا اس میں کوئی اور کمزوری اور نقص ہو تو مرد کو چاہیئے کہ صبر و تحمل سے کام لے، درگزر کی روش اختیار کرے، اور بہر حال عورت کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کرے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے واسطہ سے مرد کو کچھ ایسی بھلائیاں پہنچانے کا ارادہ کر لیا ہو جن تک مرد کی نگاہ نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً اس عورت کی ذات سے کوئی ایسی روحِ سعید وجود میں آنے والی ہو جس کی بھلائیوں

Marfat.com

سے ایک دنیا فائدہ اٹھائے۔ اور اس کا اجر اس مرد کو بھی ہمیشہ ملتا رہے۔ یا یہ عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اسے جنت سے قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو، یا اس عورت کی قسمت سے دنیا میں مرد کو خوشحالی نصیب ہو۔ بہر حال کسی ظاہری عیب سے برداشتہ خاطر ہو کر ازدواجی تعلق کو ہرگز برباد نہ کیا جائے، بلکہ اس کو خوشگواری کے ساتھ قائم رکھنے کے لئے صبر و تحمّل اور درگزر سے کام لیا جائے۔

عفو و کرم کی روش رکھو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التغابن ۱۴)

"مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں سو ان سے بچتے رہو، اور اگر تم عفو و کرم، درگزر اور چشم پوشی سے کام لو، تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا اور بہت ہی مہربان ہے۔"

بعض اوقات دینی تقاضوں کو پورا کرنے اور دین کی راہ میں آگے بڑھنے میں بعض بیویاں زبردست رکاوٹ بنتی ہیں، اور آدمی کے لئے اپنی آخرت بچا لے جانا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات آدمی خود بھی اپنی کمزوری کی بنا پر ان کی بے جا محبت میں پھنس کر اور ان کی ہر جائز اور ناجائز خواہش کی تکمیل میں لگ کر اپنے دین و ایمان اور آخرت کے تقاضوں سے بہت دُور جا پڑتا ہے۔ انہی وجوہ سے خدا نے بعض بیویوں کو دشمن قرار دیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے

Marfat.com

کہ سب ہی بیویاں اور بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ایسی بیویاں بھی تو ہوتی ہیں جو شوہروں کے دین کی حفاظت کرتی ہیں اور نیک کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔

مردِ مومن کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ بیوی بچوں سے بیزار ہو اور جھلا کر اُن سے رحم و کرم کی نگاہیں پھیر لے اور ان سے یکسر الگ ہو رہنے کی سوچنے لگے۔ صحیح روش یہ ہے کہ آدمی اُن کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کرے، صبر سے ان کو برداشت کرے، درگزر سے کام لے، اور صبر و سکون اور سوز و رحمت کے ساتھ انہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کرے۔ مردِ مومن کی یہ روش خدا کی رحمت کو کھینچتی ہے اور اس کی بخشش و کرم کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔

بیوی کے فرائض

ازدواجی زندگی کو پرسکون اور خوشگوار بنانے کے لئے جس طرح شوہر کے کچھ فرائض ہیں اسی طرح بیوی کے بھی کچھ فرائض ہیں —— اور یہ مبارک رشتہ اسی وقت باعث رحمت و برکت بن سکتا ہے جب دونوں باہمی مصالحت، تعاون، اشتراکِ عمل اور ہم آہنگی سے اس کو کامیاب بنانے کی مخلصانہ کوشش کریں۔ شوہر کے فرائض کے بعد اب بیوی کے فرائض بیان کئے جاتے ہیں۔

اپنا رویہ درست رکھیے

فَالصّٰلِحٰتُ۔ "پس جو نیک روش رکھنے والی عورتیں ہیں"

خاندان کا استحکام، بچوں کی اچھی تربیت اور گھریلو زندگی کی برکتوں کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہے کہ ازدواجی زندگی میں عورت کا رویہ درست رہے۔ لیکن عورت کے نیک رویے کا تمام تر حاصل محض یہ دنیوی فوائد ہی نہیں ہیں اگر وہ خدا کا حکم سمجھ کر اپنے رویے کو درست رکھتی ہے تو اس کا ہر عمل خدا کی نظر میں عبادت ہوگا۔ اور وہ آخرت میں بھی بے پایاں اجر و انعام کی مستحق قرار پائے گی۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ؕ

اطاعت گزار رہے

قَانِتٰتٌ۔

"وہ مرد کی اطاعت شعار ہوتی ہیں۔"

گھر کے نظم کو درست رکھنے کے لئے شوہر کی فطری قوامیت کو سامنے رکھنا اور خوشدلی سے اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر عورت اس بات کو بھی پیش نظر رکھے کہ یہ خدا اور رسول کا حکم ہے، اور اس کی تعمیل کرنے والیوں کو خدا کی خوشنودی اور جنت کی بشارت دی گئی ہے، تو اُن کی اطاعت گزاری محض گھر کے نظم کو درست رکھنے ہی کا ذریعہ نہ رہے گی، بلکہ گھر کی چہار دیواری میں رہتے ہوئے اُن کا جو قدم بھی اُٹھے گا وہ ان کو جنت سے قریب کرے گا، اور وہ شوہر کی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی کو پائے گی۔

امانتوں کی حفاظت کرے

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۔ (النساء ۳۴)

"اور وہ مردوں کے پیچھے اللہ کی نگرانی میں اُن کے حقوق اور امانتوں کی

حفاظت کرتی ہیں۔"

حقوق اور امانتوں کی حفاظت میں وہ ساری ہی چیزیں شامل ہیں جو عورت کے پاس بطور امانت ہوتی ہیں، اور جن کی حفاظت کی شوہر عورت سے بجا طور پر توقع رکھتا ہے۔ مال واسباب کی حفاظت، عصمت و آبرو کی حفاظت شوہر کے رازدں کی حفاظت، قول و قرار کی حفاظت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حقائق کی تفصیل کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا "بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اُسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے۔ جب تم اُسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے۔ اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔" اور آپؐ نے فرمایا "عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔" اور نافرمان عورتوں کو آپؐ نے یہ وعید بھی سنائی ہے۔ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عورت کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہو گی۔ حالانکہ وہ کسی وقت بھی اپنے شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔"

ازدواجی تعلق کو صبر کے ساتھ نباہے

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ ۔

(النساء ۱۲۸)

"اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بدسلوکی کا اندیشہ

Marfat.com

ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر میاں بیوی آپس میں کسی قرار داد پر مصالحت کر لیں۔
اور مصالحت بہر حال بہتر ہے "

عمر بھر کی ازدواجی رفاقت میں بار بار عورت کو شوہر کی جانب سے بدسلوکی اور بے رخی کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اس کا ایک ردِ عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ عورت ہمیشہ کی علیحدگی اور جدائی کا ارادہ کر لے۔ لیکن اسلام کی نظر میں یہ ایک ناپسندیدہ بات ہے۔ بہترین روش یہ ہے کہ میاں اور بیوی دونوں اپنی طبیعتوں پر قابو پانے کی کوشش کریں اور حقوق کی کمی بیشی پر آپس میں مصالحت کریں، اور عورت ایک بار پھر خود کو آمادہ کرے کہ وہ زندگی بھر..... اس شوہر کے ساتھ نباہ کرے گی جس کے ساتھ زندگی کا ایک حصہ گزار چکی ہے۔

اصلاح حال میں معاشرہ کی ذمہ داری

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ (النساء ۳۵)

"اور اگر تم کو میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم مرد کے خاندان میں سے اور ایک حَکَم عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ وہ دونوں (یعنی زوجین اور ثالث) اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت کی صورت پیدا فرما دے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور (ہر چیز سے) باخبر ہے "

ازدواجی تعلق دراصل انسانی تمدن کی جڑ ہے۔ زوجین کے تعلقات کی درستی

Marfat.com

پر پورے انسانی تمدن کی درستی کا مدار ہے۔ اسلام کے نزدیک اس تعلق کی درستی اور مضبوطی سب سے بڑی نیکی ہے اور اس تعلق کو توڑنے کی کوشش سب سے بڑی برائی اور فساد ہے۔ حدیث میں ہے کہ "ابلیس لعین روزانہ اپنے شیطانی مرکز سے زمین کے مختلف گوشوں میں اپنے کارکن روانہ کرتا ہے، پھر وہ کارکن واپس آکر اپنی اپنی کارگزاریوں کی رپورٹ سناتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں فساد برپا کیا۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ کھڑا کیا۔ مگر ابلیس ہر ایک سے یہ کہتا جاتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک کارکن آکر اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں مرد اور عورت میں جدائی ڈال آیا ہوں تو ابلیس خوش ہو کر اُسے گلے لگا لیتا ہے، اور کہتا ہے، ہاں تو نے واقعی کام کیا ہے"۔

درحقیقت وہ شخص انتہائی مفسد اور بدترین مجرم ہے جو اس پاکیزہ تعلق کو توڑتا ہے، کیونکہ اس تعلق کی استواری پر پوری انسانی سوسائٹی کی سلامتی اور قیام کا انحصار ہے۔

قرآن حکیم نے زوجین کو اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دینے کی تاکید کرتے ہوئے پورے معاشرہ کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ بھی زوجین کے تعلقات کو استوار رکھنے اور ان میں باہمی مصالحت وموافقت قائم رکھنے کی پوری پوری کوشش کرے اور اپنے دباؤ اور اثر سے فریقین کو مصالحت اور نباہ پر آمادہ کرنے میں پورا زور لگائے۔

Marfat.com

طلاق

طلاق انسانی سوسائٹی کی ایک ضرورت ہے۔ بعض اوقات تمام اخلاقی تعلیمات اور تدبیروں اور کوششوں کے باوجود بھی زوجین میں نباہ، موافقت، یکجہتی اور موانست نہیں ہو پاتی، اور اگر ازدواجی تعلق کو برقرار رکھا جائے تو مختلف قسم کے اخلاقی و معاشرتی مفاسد پیدا ہونے کے یقینی اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی حالات میں قرآن نے طلاق کی اجازت دی ہے۔

طلاق دینے کی اجازت ہے

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ۔ (البقرۃ ۲۳۶)

"تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو"

اسلام نے نکاح کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کی تاکید ضرور کی ہے۔ لیکن اگر اس کا قیام زوجین کے حق میں ہر پہلو سے سراسر نقصان ہی کا موجب ہو تو پھر جدائی کی بھی اجازت دی ہے۔ اسلامی تہذیب نے خواہ مخواہ انسان کو تنگی میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ البتہ طلاق کی اجازت سے فائدہ اسی وقت اٹھایا جائے جب اس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ ہو، کیونکہ اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہی ہے۔

طلاق آخری چارہ کار ہے

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ

تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (النساء ۱۹)

"اور ان کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گزارو۔ اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لئے) بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

اگر شوہر کو کسی وجہ سے بیوی پسند نہ آئے۔ خوبصورت نہ ہو، یا اس میں کوئی اور نقص ہو تو اسے چاہیئے کہ صبر و تحمل سے کام لے، فوراً دل برداشتہ ہو کر اس کو چھوڑنے کی نہ سوچے۔ ازدواجی تعلق وہ اہم اور بنیادی رشتہ ہے جس پر پورے انسانی سماج کا مدار ہے۔ اس تعلق کو توڑنے میں جلد بازی سے کام لینا کسی طرح مناسب نہیں۔

اسلام نے طلاق کی اجازت ضرور دی ہے لیکن یہ بالکل آخری چارۂ کار ہے جو ناگزیر حالات ہی میں استعمال کرنا چاہیئے۔ جب واقعی زوجین میں نباہ اور مصالحت کے تمام امکانات ختم ہو چکے ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "نکاح کرو اور طلاق نہ دو۔ اللہ تعالیٰ ایسے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا جو طرح طرح کے مزے چکھتے پھریں۔"

زوجین میں مصالحت کیلئے ثالثی کا طریقہ

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ (النساء ۳۵)

"اور اگر تمہیں زوجین کے تعلقات بگڑ جانے کا ڈر ہو، تو ایک حَکَم مرد

کے خاندان میں سے اور ایک حَکَم عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کردو۔ اگر یہ دونوں (یعنی زوجین اور حَکَم) اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان موافقت کی کوئی صورت پیدا فرمادے گا۔ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے، اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

اگر زوجین کے تعلقات بگڑ جائیں تو اس سے پہلے کہ معاملہ کوئی سنگین صورت اختیار کرے، اور جدائی تک نوبت پہنچے، یا معاملہ عدالت میں جائے معاشرہ کے بزرگوں کو چاہیئے کہ وہ گھر کے گھر ہی میں اصلاح کی کوشش کرلیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک نیک سیرت اور منصف مزاج شخص مرد کے خاندان سے منتخب کیا جائے اور ایک عورت کے خاندان سے، اور ان دونوں کے سپرد یہ معاملہ کردیا جائے۔ پھر یہ دونوں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اسباب اختلاف کی منصفانہ تحقیقات کرکے باہمی مصالحت کی کوئی صورت نکالیں، اگر یہ لوگ اپنی کوششوں میں مخلص ہوں گے اور زوجین بھی خدا ترسی کے ساتھ اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا، اور ان کے درمیان موافقت کی کوئی شکل پیدا فرمادے گا۔

علیحدگی ہوجائے تو دونوں اللہ پر بھروسہ رکھیں

وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ ط وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا ہ (النساء ۱۳۰)

"(اگر زوجین میں نباہ ہوہی نہ سکے) اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہی ہوجائیں تو خدا اپنی وسیع قدرت سے ہر ایک کو دوسرے کی منرورت

اور محتاجی سے بے نیاز کر دے گا۔ اللہ کا دامن رحمت بہت وسیع ہے، اور وہ دانا و بینا ہے ۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر زوجین میں کسی طرح مفاہمت ممکن ہی نہ ہو، اور یہ نوبت آ جائے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے الگ ہی ہونا پڑے تو دونوں خدا سے مایوس نہ ہوں، اس پر بھروسہ رکھیں ۔ وہ مرد کے لئے بھی اپنی وسیع رحمت سے انتظام فرما دے گا، اور عورت کو بھی سہارا بخشے گا ۔ وہ بڑا دانا و بینا ہے۔ ہر ایک کی ضرورتوں سے خوب واقف ہے، اور کوئی بات اس کی وسعت سے باہر نہیں۔

طلاق کیسے دی جائے ؟

اسلام کے نزدیک طلاق رُوئے زمین کی تمام جائز چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے ۔ اس لئے زوجین کی انتہائی کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ اس کی نوبت نہ آئے لیکن اگر تمام نیک ارادوں اور کوششوں کے باوجود حالات طلاق ہی کا تقاضا کریں تو پھر طلاق دینے میں ان حدود کا پورا پورا لحاظ ہونا چاہیئے جو اس ضمن میں قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔

طلاق طُہر میں دی جائے

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔

(الطلاق ۲۸)

" اے نبیؐ! (مسلمانوں سے کہہ دیجیئے کہ) جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ایسے وقت طلاق دو کہ وہ پوری مدتِ عدت شمار کر سکیں ۔" (یعنی

پاکی کی حالت میں طلاق دو)۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ سخت برہم ہوئے اور حضرت عبداللہؓ کو رجعت کا حکم دیا اور فرمایا اگر طلاق دینا ہی ہے تو حیض ختم ہونے کے بعد طُہر کی حالت میں دو"۔ ایسے ہی موقع کی ہدایت کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

طُہر کا زمانہ عورت کی صحت کا زمانہ ہے۔ اس حالت میں عورت اپنی روش اور مستقبل کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ سکتی ہے اور صحیح صحیح رائے قائم کرنے کے لئے اُسے پورا پورا موقع حاصل رہے گا۔ پھر اس دوران مرد عورت کا وہ تعلق بھی قائم رہتا ہے جو باہمی انس اور قربت کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

طلاق کی حد

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ (البقرہ ۲۲۹)

"طلاق (کا حق) دو مرتبہ ہے۔ پھر یا تو بھلے طریقے سے (عورت کو) روک لیا جائے یا شریفانہ طور پر اُسے رخصت کر دیا جائے"۔

معاشرتی اصلاح کے سلسلہ میں قانون طلاق کی یہ دفعات بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو طلاق کا اختیار ضرور دیا ہے، لیکن اس کی حد متعین ہے۔ عرب جاہلیت میں طلاق کی کوئی حد نہ تھی۔ شوہر اگر بیوی سے بگڑ جاتا تو اس کو بار بار طلاق پر طلاق دیتا رہتا اور رجوع کرتا رہتا۔ بیچاری عورت عمر بھر مصیبت میں گرفتار رہتی۔ نہ تو اس شوہر کے ساتھ سکون کی زندگی

Marfat.com

بسر کر پاتی، اور نہ اس سے آزاد ہو کر کسی دوسرے سے نکاح ہی کر سکتی۔ قرآن نے طلاق کی حد مقرر کر کے عورت پر اس ظلم کا دروازہ بند کر دیا۔

قرآن کی رُو سے ایک مرد اپنی بیوی کو صرف دو بار طلاق رجعی دینے کا حق رکھتا ہے۔ دو بار طلاق دینے کے بعد جب کبھی بھی تیسری بار طلاق دے گا عورت مستقل طور پر اس سے اس طرح جدا ہو جائے گی کہ نہ پھر اس سے رجوع ہی ممکن ہو گا اور نہ حلالے[۱] کے بغیر نکاح ہی ممکن ہو گا۔

شریعت اسلامی کی رُو سے طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ طُہر کی حالت میں صرف ایک طلاق رجعی دی جائے۔ پھر اگر دوسری طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس کے لئے دوسرے طُہر کا انتظار کیا جائے۔ ورنہ بہتر تو یہی ہے کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کیا جائے اور عدت گزارنے دی جائے۔ اس دوران مرد جب بھی چاہے عورت سے رجوع کر سکتا ہے۔

دو طلاقیں دینے کی صورت میں جب عدت گزر جائے تو پھر یا تو مرد اس سے دوبارہ نکاح کر لے یا پھر انتہائی شریفانہ طریقے پر اس کو رخصت کر دے۔

طلاق رجعی میں رجوع

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (البقرہ ۲۲۹)

”(طلاق رجعی کے بعد) یا تو اچھے طریقے پر روک رکھو یا بھلے طور پر چھوڑ دو۔“

---

[۱] حلالہ کی شکل آگے بیان کی گئی ہے۔

طلاق رجعی سے مراد وہ طلاق ہے جو صریح لفظ طلاق سے دی گئی ہو۔ اس کی حد دو ہے۔ اور اس میں عدت کے دوران مرد جب بھی چاہے رجوع کر سکتا ہے۔

شوہر کو رجعت کا حق ہے۔

وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا ط۔

(البقرہ ۲۲۸)

"اور ان کے شوہر اگر تعلقات درست کرنے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں (مطلقہ) عورتوں کو پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔"

رجعت کو ایذا رسانی کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ط وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ (البقرہ ۲۳۱)

"اور جب تم عورتوں کو (دو بار) طلاق دے چکو، اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو یا تو انہیں اچھے طریقے سے اپنے نکاح میں روک لو، یا شائستہ طریقے سے انہیں رخصت کر دو۔ محض ستانے کی غرض سے انہیں نہ روکے رکھو کہ یہ زیادتی ہے۔ اور جو ایسا کرے گا وہ درحقیقت اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ۔"

Marfat.com

طلاق کے بعد رجعت اسی نیت سے ہونی چاہیئے کہ اب بیوی کو حسن سلوک کے ساتھ رکھنا ہے، اور اس کے ساتھ موافقت اور محبت کی زندگی گزارنا ہے۔ طلاق دینے کے بعد محض اس نیت سے رجوع کرنا کہ بیوی کو ستانے اور دق کرنے کا موقع ہاتھ آجائے۔ ایک مسلمان کے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔ یہ اللہ کے احکام کے ساتھ کھیل ہے اور الٰہی قانون کی منشا کا خون کرنا ہے۔

علیحدگی کی صورت میں شریفانہ رویہ اختیار کرو

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ط (البقرہ ۲۳۱)

"یا شریفانہ طریقے پر انہیں رخصت کرو"

اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا۔ (البقرہ ۲۲۹)

"یا اچھے سلوک کے ساتھ انہیں رخصت کر دو۔ اور رخصت کرتے ہوئے ایسا کرنا تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ دیئے ہوئے مال میں سے ان سے کچھ واپس لو"

یعنی دو طلاق کے بعد اگر بیوی کو بالکل علیحدہ کرنے ہی کا ارادہ کر لیا ہو، تب بھی غم و غصہ میں شریفانہ طریقے اور حسن سلوک کو بھول نہ جاؤ۔ اگر وہ اب تمہاری بیوی نہیں ہے تو کیا ہوا۔ انسان تو ہے؟ اور پھر عرصہ تک تمہارے ساتھ زندگی گزار چکی ہے۔ جو کچھ تم اُسے دے چکے ہو اُس کا واپس لینا تو تمہارے لئے جائز ہی نہیں ہے۔ تمہارا رویہ یہ ہونا چاہیئے کہ کچھ اور دے دلا کر عزت و سلوک کے ساتھ اُسے رخصت کرو۔

Marfat.com

تین طلاق کے بعد قطعی علیحدگی

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

(البقرہ ۲۳۰)

"پس اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد) عورت کو (تیسری بار) طلاق دے دی تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اِلّا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہو"

دو طلاق تک تو مرد کو اختیار رہے کہ وہ عدت کے دوران رجوع کر لے اور عدت کے بعد نکاح کر لے۔ لیکن عدت گزرنے کے بعد قطعی انقطاع ہو جاتا ہے نہ اب رجوع ہو سکتا ہے اور نہ نکاح ـــــــ نکاح کی صرف ایک ہی شکل ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کرے، اور پھر اپنی خوشی سے طلاق دیدے[1]۔ اب عدت گزرنے کے بعد پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔ اس صورت کو شریعت میں "حلالہ" کہتے ہیں۔

حلالہ کے بعد نکاح میں کوئی حرج نہیں

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ۔ (البقرہ ۲۳۰)

"پس اگر (یہ دوسرا شوہر) اُسے طلاق دے دے، اور پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدودِ الٰہی پر قائم رہیں گے تو اُن کے لئے باہم رجوع کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے"

---

[1] حدیث کی رُو سے یہ بات بھی ضروری ہے کہ دوسرا شوہر ہم بستری کے بعد طلاق دے۔ اگر ہم بستری کئے بغیر طلاق دے دی تب بھی پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

Marfat.com

یعنی نکاح کے بعد اگر دوسرا شوہر اس عورت کو طلاق دے دے تو عدت گزرنے پر پہلا شوہر باطمینان اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ البتہ یہ بات کسی طرح مناسب نہیں کہ اپنی مطلقہ کو اپنے لئے حلال کرنے کی غرض سے سازش کے طور پر کوئی شخص اس کا نکاح دوسرے سے کرلئے اور اس سے یہ وعدہ لے لے کہ وہ نکاح کے بعد لازماً عورت کو طلاق دے دے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقے سے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مدتِ ایلاء گزرنے پر طلاق ہو جائیگی

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَاءُو فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (البقرہ ۲۲۶)

"جو لوگ اپنی بیویوں سے مخصوص تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر وہ (اس مدت میں) رجوع کرلیں تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، مہربان ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اگر مرد عورت سے تعلق زن و شو نہ رکھنے کی قسم کھالے تو اس کو شرعی اصطلاح میں "ایلاء" کہتے ہیں، اور اس کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔

اس مدت میں اگر شوہر نے رجوع نہ کیا، تو مدت پوری ہونے پر طلاق

Marfat.com

واقع ہو جائے گی[1] اور اگر رجوع کر لیا تو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

خُلَع

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ط (البقرۃ ۲۲۹)

"پس اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ (نکاح کو باقی رکھتے ہوئے) زوجین اللہ کے حدود پر قائم نہ رہیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں کوئی ہرج نہیں ہے کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔"

عورت اگر کچھ دے دلا کر اپنے شوہر سے آزادی حاصل کر لے تو شریعت کی اصطلاح میں اس کو "خلع" کہتے ہیں۔

اسلام نے جس طرح مرد کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر کسی عورت سے واقعی نباہ کی کوئی شکل ممکن نہ ہو تو وہ اسے طلاق دے دے۔ اسی طرح عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ فی الواقع شوہر سے مایوس ہو چکی ہو اور نباہ کا اب کوئی امکان نہ ہو تو وہ کچھ معاوضہ دے کر طلاق لے سکتی ہے۔ اس صورت میں جو طلاق ہوگی وہ رجعی نہیں بلکہ بائن ہے۔ چونکہ عورت نے معاوضہ دے کر اس طلاق کو خریدا ہے اس لئے اب شوہر کو دوران عدت اس طلاق سے رجوع کا حق

---

[1] طلاق مدت گزرنے پر خود بخود واقع ہو جائیگی یا عدالت شوہر سے مطالبہ کرے گی کہ وہ طلاق دے، پھر یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائن۔ یہ تمام تفصیلات فقہ کی کتابوں میں ملیں گی۔

Marfat.com

باقی نہیں رہتا۔ البتہ اگر یہی مرد و عورت پھر ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں اور دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو ایسا کرنا ان کے لئے بالکل جائز ہوگا۔

خلع کے معاملہ میں اگر عورت اور مرد کے درمیان گھر ہی گھر میں کوئی بات طے ہو جائے، تو جو کچھ طے ہوا ہو وہی نافذ ہوگا۔ لیکن اگر معاملہ عدالت تک پہنچ جائے تو عدالت صرف اس بات کی تحقیق کرے گی کہ آیا فی الواقع یہ عورت اپنے مرد سے اس حد تک متنفر ہو چکی ہے کہ اب اس سے نباہ ممکن ہی نہیں۔ اس بارے میں اطمینان ہو جانے کے بعد حالات کے لحاظ سے عدالت جو فدیہ تجویز کرے گی اس فدیہ کو قبول کر کے شوہر کو طلاق دینا ہوگی۔

خلع کے معاوضہ کے سلسلہ میں علمائے دین نے بالعموم اس بات کو پسند نہیں کیا ہے کہ شوہر جو مال (مہر) بیوی کو دے چکا ہے اس سے زیادہ عورت سے مرد کو کچھ دلوایا جائے۔

ظہار

"ظہار" ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ قدیم زمانے میں اہل عرب بیوی سے ناچاقی کی حالت میں کبھی یہ کہہ بیٹھتے تھے "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ" (تو میرے لئے میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے)۔ اور یہ بات جب کسی کے منہ سے نکل جاتی تھی تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب یہ عورت اس پر حرام ہو گئی ہے، کیونکہ وہ اس کو اپنی ماں جیسا کہہ چکا ہے۔ اصلاح معاشرت کے ذیل میں قرآن نے ان غلط خیالات کی بھی اصلاح فرمائی اور بتایا کہ بیوی کو ماں کہنے یا ماں کے ساتھ تشبیہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ ماں تو بس وہی ہے جس سے آدمی پیدا ہوا ہے محض زبان

سے کسی کو ماں کہہ دینے سے حقیقت نہیں بدل جایا کرتی۔ کہ جو بیوی تھی اب وہ محض تمہاری تشبیہ کے اثر سے ماں بن جائے۔

ظہار سے بیوی، ماں نہیں بن جاتی

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ۔ (الاحزاب)

"اور خدا نے تم لوگوں کی ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا ہے۔"

ظہار سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا

الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِم مَّا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ۔ (مجادلہ ۲)

"جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (ظہار سے) وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جن کے پیٹ سے انہوں نے جنم لیا ہے۔"

مطلب یہ ہے، بیوی کو ماں کہنے یا ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دینے سے بیوی کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔ بیوی تو بہر حال بیوی ہی ہے۔ ظہار سے اس کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ یہ ایک نامعقول اور ناپسندیدہ بات ہے اس لئے اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے مخصوص تعلقات رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

ظہار ایک نامعقول بات ہے۔

وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا۔ (المجادلہ ۲)

"اور حقیقت یہ ہے کہ یہ (ظہار کرنے والے) لوگ بڑی نامعقول اور جھوٹی بات منہ سے نکالتے ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ظہار سے بیوی کے نکاح پر اثر تو نہیں پڑتا لیکن تمہیں ایسی نامعقول اور جھوٹی بات کہنے کی ضرورت کیا ہے؟

ظہار کا کفارہ

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ (المجادلہ ۳،۴)

"اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں اور پھر اپنے قول سے رجوع کریں تو ضروری ہے کہ ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں۔ یہ تم لوگوں کو نصیحت کی جا رہی ہے، اور خدا خوب واقف ہے تمہارے اعمال سے۔ پھر جس کو غلام میسر نہ ہو تو وہ ہم بستر ہونے سے پہلے دو مہینے کے متواتر روزے رکھے۔ پھر جو یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔"

لعان

قرآن حکیم انسدادِ فواحش کے ذیل میں اس بات سے بھی انتہائی سختی کے ساتھ روکتا ہے کہ کوئی فحش باتوں کو پھیلائے، اور بے حیائی کے چرچے کرتا پھرے کیونکہ

Marfat.com

برتاؤ کرے اور چرچے فواحش کے پھیلنے کا موجب بنتے ہیں، انسانی ذہن کو پراگندہ کرتے ہیں، اور شہوانی جذبات کو بھڑکانے کا سبب بنتے ہیں اسلامی سوسائٹی میں پاکدامن لوگوں پر تہمت لگانے کو سخت ترین جرم قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت کسی پاکدامن پر بدکاری کی تہمت لگا دے تو اس کو چار گواہ ثبوت میں پیش کرنا ہوں گے، جبکہ دوسرے تمام معاملات میں صرف دو گواہ کافی قرار دیئے گئے ہیں ——— اور اگر وہ چار گواہ ثبوت میں پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ یعنی اس کو اسی کوڑوں کی عبرتناک سزا دی جائے گی، اور پھر کبھی اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

انسانی اخلاق کی حفاظت اور انسداد فواحش کے ان سخت احکام کے بعد کون جرأت کر سکتا تھا کہ کسی پر تہمت لگائے یا کسی کے بارے میں کسی بدگمانی کا اظہار کرے؟ لیکن ان احکام سے لوگوں میں ایک اور سوال پیدا ہو گیا کہ غیر مرد اور غیر عورت کی بدچلنی اور بدکاری دیکھ کر تو خیر آدمی صبر کر سکتا ہے، گواہ موجود نہ ہوں تو خاموش رہ کر معاملہ کو نظرانداز کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ ملوث دیکھ لے تو کیا کرے؟ کیا یوں ہی عمر بھر خون کے گھونٹ پیتا رہے؟ اگر قتل کرتا ہے تو اُلٹا مستوجب سزا ہوتا ہے، گواہ ڈھونڈنے نکلے تو اس کے آنے تک مجرم کب ٹھہرا رہے گا؟ اور صبر کرے تو آخر کیسے کرے؟ بیوی کو طلاق دے کر علیحدہ تو کر سکتا ہے، مگر نہ تو عورت کو کسی قسم کی مادی اور اخلاقی سزا ملی نہ اُس کے آشنا کو۔ اور اگر عورت کو ناجائز حمل ٹھہر گیا تو غیر کا بچہ الگ گلے پڑا۔ ابتدا میں تو یہ سوال فرضی طور پر اٹھایا گیا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد عملاً ایسے کئی مقدمات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت

Marfat.com

میں پیش ہوئے جس میں شوہروں نے اپنی بیویوں کو بچشم خود ملوث دیکھا تھا۔
اس موقع پر خدا نے مسلمانوں کی مشکل آسان کرنے اور ایسی بدکار بیویوں سے علیحدہ ہونے کے لئے جو طریقہ تجویز فرمایا اسلامی قانون کی اصطلاح میں اس کا نام "لعان" ہے۔

لعان کا طریقہ

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ (النور ۶، ۷)

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ) وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (تہمت لگانے میں) واقعی سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر خدا کی لعنت ہو، اگر وہ (تہمت لگانے میں) جھوٹا ہو۔"

بیوی پر بدکاری کا الزام لگانے والے کے پاس اگر گواہ نہ ہوں، تو اسلامی عدالت شوہر کو پانچ مرتبہ قسمیں کھلائے گی۔ پہلے چار مرتبہ وہ کہے گا "خدا کی قسم میں اپنے الزام میں سچا ہوں" اور پانچویں مرتبہ کہے "اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اس طرح پانچ قسمیں کھانے سے بیوی پر زنا کی سزا واجب ہو جائے گی۔ زنا کی سزا سے وہ اس طرح بچ سکے گی کہ وہ بھی پانچ مرتبہ قسمیں کھا کر اپنی

برارت کرے۔

قسمیں کھانے کے دوران دونوں کو بار بار یہ تلقین کرنی چاہیئے کہ تم جھوٹ بول کر دنیا کی رسوائی اور سزا سے بچ سکتے ہو لیکن خدا کی سزا اور آخرت کی رسوائی سے نہیں بچ سکتے۔ اور آخرت کا عذاب اور رسوائی انتہائی شدید اور عبرتناک ہے۔ عورت اپنی برارت کے لئے اس طرح قسم کھائے گی:۔

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (النور ۸، ۹)

"اور عورت سے (زنا کی) سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ (پہلے) چار بار خدا کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ آدمی (الزام لگانے میں) جھوٹا ہے۔ اور پانچویں بار (یوں) کہے کہ اس بندی پر خدا کا غضب ٹوٹے، اگر وہ (تہمت لگانے میں) سچا ہو"

اسلامی عدالت میں زوجین اس طرح قسمیں کھانے کے بعد ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ اور پھر کبھی ان دونوں کا باہم نکاح نہ ہو سکیگا[1]

---

[1] لعان کی تفصیلات سمجھنے کیلئے حدیث و فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

Marfat.com

عدّت

شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر اس کو طلاق دے دی جائے یا اس کا شوہر مر جائے تو وہ کچھ دنوں تک اپنے آپ کو روکے رکھے۔ اس مدتِ انتظار کو اصطلاح میں عدت کہا جاتا ہے۔

عدت کے کئی اہم شرعی مقاصد ہیں۔ ایک اہم مقصد تو یہ ہے کہ اگر شوہر نے کسی وقتی غصے سے متاثر ہو کر یہ اقدام کیا ہے تو اس مدت میں اس کو سوچنے کا موقع مل جائے اور وہ اپنے فعل پر نادم ہو کر رجوع کرلے کیونکہ شریعت اسلامی کا منشاء یہ ہے کہ جن دو افراد میں ایک بار ازدواجی تعلق قائم ہو جائے وہ عمر بھر تک اپنی تمام خوشگواریوں کے ساتھ قائم رہے یہی وجہ ہے کہ عدت کی پوری مدت میں شوہر کو یہ اختیار حاصل رہتا ہے کہ وہ جب بھی چاہے اپنی مطلقہ بیوی سے بغیر نکاح کئے پھر زوجیت کے تعلقات قائم کرلے۔ اِلّا یہ کہ عورت کو تین طلاقیں دے کر مرد اپنا یہ حق خود ہی کھو بیٹھے۔

دوسرا اہم اخلاقی مقصد یہ ہے کہ عورت اپنے بچھڑے ہوئے رفیقِ حیات کی جدائی کا غم اور سوگ منائے، اور اگر اس کی طرف سے کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو وہ اپنی روش میں تبدیلی کر کے شوہر کو پھر رجعت پر آمادہ کرلے۔

تیسرا مقصد یہ ہے کہ اس مدت میں اس بات کا بھی اطمینان ہو جائے کہ عورت حاملہ ہے یا غیر حاملہ، تاکہ اولاد کا نسب مشتبہ نہ ہو، کیونکہ ثبوتِ

نسب پر اولاد کے اخلاقی مرتبہ کا بھی انحصار ہے، اور حق وراثت کا بھی۔

ایک چوتھا اہم مقصد یہ بتانا بھی ہے کہ نکاح و طلاق محض ایک معاشرتی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک دینی اور شرعی معاملہ بھی ہے۔ شوہر اور اولاد کے حقوق کی حفاظت، ایک شرعی فریضہ ہے۔ اور عدت شریعتِ اسلامی کا عائد کردہ ایک حق ہے۔ اس لئے اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو یہ پروانہ بھی لکھ دے کہ میرے مرنے کے بعد یا مجھ سے طلاق لینے کے بعد عورت پر میری طرف سے کوئی عدت نہیں ہے۔ تب بھی شریعتِ اسلامی اس حق کو کسی طرح ساقط نہ کرے گی۔

عورت کے حالات کے لحاظ سے عدت کی بھی مختلف مدتیں اور نوعیتیں ہیں۔ بعض عدتوں میں تو یہ تمام مقاصد بیک وقت پائے جاتے ہیں اور بعض میں ان میں سے کچھ پائے جاتے ہیں۔

عدّت کے احکام

عدت کی مدت

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ ۲۲۸)

"اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں"

امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک قُروء سے مراد حیض ہیں۔ اور امام شافعی رح اس سے ایام طُہر مراد لیتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں عام طور پر تقریباً تین ماہ کی مدت ہوتی ہے[1]

[1] باندی کی مدت عدت نصف ہے حیض آنے کی صورت میں دو مرتبہ ایام ماہواری ہے اور حیض نہ آنے کی صورت میں ڈیڑھ ماہ کی مدت ہے۔

غیر حائضہ کی مدّت عدّت

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ - (الطلاق ۲۸)

"اور وہ عورتیں جو (بڑھاپے کی وجہ سے) حیض آنے سے نا امید ہو چکی ہیں، اگر تم کو (ان کی عدت کے تعین میں) شبہ ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے۔ اور (اسی طرح ان عورتوں کی مدتِ عدت بھی تین مہینے ہے) جن کو (کم عمری کی وجہ سے) حیض نہیں آتا۔"

حاملہ کی عدت

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ - (الطلاق ۲۸)

"اور حمل والی عورتوں کی مدت عدت یہ ہے کہ بچے کی ولادت ہو جائے۔"

بیوہ کی عدت

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا (البقرہ ۲۳۴)

"اور تم میں سے جو لوگ مر جائیں ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن روکے رکھیں۔"

یہ حکم اس بیوہ کا بھی ہے جس سے شوہر نے مباشرت کی ہو اور اس بیوہ کا بھی ہے جس کو شوہر نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور مر گیا ہو۔

حاملہ اپنے پیٹ کا راز نہ چھپائے

وَلَا یَحِلُّ لَھُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْٓ اَرْحَامِھِنَّ

Marfat.com

اِنْ کُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ (البقرہ ۲۲۸)

"اور (طلاق یافتہ عورتوں کے لئے) یہ جائز نہیں کہ اللہ نے اُن کے رحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہے اس کو چھپائیں۔ انہیں ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہیں۔"

اگر کوئی عورت اپنے حمل کو اس لئے چھپائے کہ وضع حمل میں ابھی زیادہ مدت باقی ہے اور وہ ایام ماہواری سے اپنی عدت شمار کرکے جلد فارغ ہونا چاہتی ہے تو یہ سخت گناہ بھی ہے اور اسطرح عدت بھی پوری نہ ہوگی۔ حاملہ کو چاہے طلاق دی گئی ہو یا اس کا شوہر مر گیا ہو، بہر صورت اس کی عدت وضع حمل ہی ہے۔ اور وضع حمل تک اُسے رُکنا ہی پڑے گا۔

خلوت سے محروم عورت کی عدت

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۝ (الاحزاب ۴۹)

"اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ساتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے اُن پر کوئی عدت لازم نہیں جس کے پورا کرنے کا تم مطالبہ کر سکو لہٰذا انہیں کچھ مال دو اور بھلے طریقے سے رخصت کر دو۔"

۔ ہاتھ لگانے سے مراد مباشرت ہے۔ مباشرت کئے بغیر ہی اگر طلاق دے دی گئی ہے تو اب مرد کو رجوع کا حق نہیں ہے۔ طلاق کے بعد عورت جس سے

Marfat.com

چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ مگر یہ صرف اس عورت کا حکم ہے جس کو مباشرت سے پہلے طلاق دی گئی ہو۔ اور اگر مباشرت سے پہلے عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو اس کو وہی چار مہینے اور دس دن کی پوری عدت گزارنی ہوگی۔

عدّت کے ایام گنتے رہو

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ (الطلاق ۱)

"اے نبیؐ! (مسلمانوں سے کہہ دیجیے) کہ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو زمانہ عدت سے پہلے طلاق دو، اور عدت کے دن گنتے رہو۔"

"عدت کے دن گنتے رہو" اس حکم میں اگرچہ مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لیکن خطاب مرد و عورت دونوں سے ہے۔ البتہ اس میں یہ اشارہ ضرور ہے کہ چونکہ عورت بھول اور غفلت میں زیادہ مبتلا رہتی ہے۔ اس لئے ایام عدّت کے شمار کا مرد خصوصی اہتمام کریں۔

مطلّقہ کے ساتھ سلوک

مطلقہ عورتوں سے اگرچہ ایک حد تک شوہر کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، لیکن اسلام نے اُن کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی ہے، اور عظیم تر مصلحتوں کی بنا پر اُن کے بھی کچھ حقوق رکھے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کیسا انسانیت نواز، اخلاق پسند اور عادلانہ نظام حیات ہے، اور انسانی سوسائٹی کے لئے سایۂ رحمت ہے۔

عدت تک گھر میں رکھو

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ ۔ (الطلاق ٦)

"تم اپنی مطلقہ عورتوں کو عدت گزارنے کے لئے) اپنی وسعت کے مطابق مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔"

دورانِ عدت ان کو گھر سے نہ نکالو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ ۔

(الطلاق ١)

"اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ نہ تو تم ان مطلقہ عورتوں کو گھروں سے نکالو، اور نہ وہ خود ہی اپنے گھروں سے نکلیں۔"

عدت میں ایذا نہ پہنچاؤ

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۔ (الطلاق ٦)

"اور (عدت کے دوران) ان کو تنگ کرنے کے لئے ایذا نہ پہنچاؤ"

بے حیائی کریں تو نکال دو

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۔ (الطلاق ١)

"ہاں اگر وہ کھلی بے حیائی کرنے لگیں (تو دوسری بات ہے)"

کھلی بے حیائی سے مراد زنا کاری، چوری، زباں درازی اور لڑنا جھگڑنا وغیرہ ہے۔

گھر سے رخصت کرتے وقت رخصتانہ دو

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرہ ۲۴۱)

Marfat.com

"اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو اُن کو معروف دستور کے مطابق کچھ دیا جائے ۔ یہ متقیوں پر لازم ہے ۔"

مطلقہ حاملہ کا خرچ برداشت کرو

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔

(الطلاق ۶)

"اور اگر (یہ مطلقہ) عورتیں حمل والی ہوں تو بچہ ہونے تک ان کا خرچ دیتے رہو۔"

دودھ پلانے کا معاوضہ دو

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۔ (الطلاق ۶)

"پھر اگر وہ تمہارے کہنے سے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو اس کا معاوضہ دو۔"

عدت کے بعد انہیں نکاح سے نہ روکو

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ (البقرۃ ۲۳۴)

"پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے، تو انہیں پورا اختیار ہے کہ اپنی ذات کے معاملہ میں جو فیصلہ چاہیں کریں، تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔"

یعنی عدت گزرنے کے بعد عورت کو پوری آزادی ہے جہاں چاہے اپنا نکاح کرلے۔ کسی کو اُن کی یہ آزادی سلب کرنے کا حق نہیں، اور نہ اُن کے فعل کی ذمہ داری

Marfat.com

کسی پر ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۳۲)

"اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو، اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو پھر اس میں رکاوٹ نہ ڈالو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں، جب کہ وہ معروف دستور کے مطابق آپس میں نکاح کرنے پر رضامند ہو جائیں۔ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ تمہارے لئے (ظاہر و باطن، ہر لحاظ سے) شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو ——— اللہ (خوب) جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے"

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی اور عدت کے دوران رجوع نہ کیا۔ پھر جب عدت گزر گئی تو یہ دونوں آپس میں دوبارہ نکاح کرنے کے خواہشمند ہیں تو عورت کے رشتہ داروں کو ہرگز اس نکاح میں رکاوٹ نہ ڈالنی چاہیے۔ نیز اس میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ اگر کسی عورت کو طلاق دی گئی اور اس کی عدت گزر گئی۔ اب وہ عورت اپنے پہلے شوہر سے آزاد ہو کر کسی اور جگہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے ——— تو اس کے سابق شوہر کو یہ گھٹیا حرکت ہرگز نہ کرنی چاہیے کہ اس کے نکاح میں رکاوٹ ڈالے اور یہ ناروا کوشش کرے کہ جس عورت کو اس

Marfat.com

نے چھوڑا ہے اس کو کوئی دوسرا بھی اپنے نکاح میں قبول نہ کرے۔

دیا ہوا مال ان سے واپس نہ لو

وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا۔ (البقرہ ۲۲۹)

"اور (مطلقہ عورتوں کو رخصت کرتے ہوئے) تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو"

مطلقہ بیویوں کو جو مہر، زیور، کپڑے اور مال وغیرہ ان کے شوہر دے چکے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی ان کو واپس لینے کا حق نہیں ہے۔

اسلام نے جن اعلیٰ اخلاقی اصولوں کی تعلیم دی ہے اس کی رو سے تو یہ بات ویسے بھی انتہائی مکروہ ہے کہ ایک شخص جو چیز کسی کو ہبہ کر چکا ہے یا تحفہ میں دے چکا ہے اس کو پھر واپس لے۔ حدیث میں اس ذلیل حرکت کو کتے کے اس فعل سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی ہی قے کو خود چاٹ لے۔ مگر خصوصیت کے ساتھ ایک شوہر کے لئے تو یہ بات انتہائی شرمناک ہے کہ وہ اپنی مطلقہ بیوی کو رخصت کرتے وقت اس سے وہ سب کچھ رکھوا لینا چاہے، جو اُس نے خود ہی کبھی اسے دیا تھا۔ اس کے برعکس اسلام کی ہدایت تو یہ ہے کہ مطلقہ عورتوں کو کچھ اور دے دلا کر شریفانہ سلوک کے ساتھ رخصت کرو۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو ایک عرصہ تک تمہارے ساتھ رفاقت کی زندگیاں گزار چکی ہیں۔

بیوہ کے ساتھ سلوک

جن عورتوں کے شوہر مر چکے ہوں اور وہ بے کسی کی زندگیاں گزار رہی ہوں

انسانی معاشرہ میں یہ سب سے زیادہ رحم و سلوک کی مستحق ہیں۔ مختلف ادوار میں ہمیشہ انسانی معاشروں نے ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا ہے، اور انہیں نہایت ذلت کے ساتھ انسانی حقوق سے محروم کیا ہے۔ قرآن نے ان کے حقوق کی بھی حفاظت کی ہے اور عادلانہ ہدایات کے ساتھ انہیں سوسائٹی میں عزت بخشی ہے۔

بیوہ کو اپنی میراث نہ سمجھو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا

(النساء ۱۹)

"اے مومنو! تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ تم زبردستی (بیوہ) عورتوں کو اپنی میراث بنالو۔"

مطلب یہ ہے جب کسی عورت کا شوہر مر جائے تو شوہر کے خاندان والے عورت کو میراث سمجھ کر اس کے ولی وارث نہ بن بیٹھیں۔ جب اس کا شوہر مر گیا تو وہ پوری طرح آزاد ہے، جہاں چاہے اور جس سے چاہے اپنا نکاح کرے، کسی کو یہ حق نہیں کہ اس پر اپنا اختیار چلائے، یا اس کے زیر تجویز نکاح میں رکاوٹ ڈالے۔

ان کا مال ہتھیانے کی کوشش نہ کرو

وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ ۔ (النساء ۱۹)

"اور (نہ تمہارے لئے یہ بات جائز ہے کہ) انہیں تنگ کر کے ان کا وہ مال ہتھیانے کی کوشش کرو، جو تم انہیں دے چکے ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد تو یہ بے کس اور زیادہ رحم و سلوک کی مستحق ہو گئی ہے، نہ یہ کہ شوہر نے اپنی زندگی میں جو مہر اور مال اس کو دیا تھا،

Marfat.com

تم اُلٹا اُسی کو ہتھیانے کی ذلیل حرکت کرنے لگو۔

بیوہ کا نکاح کردو

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔ (النور ۳۲)

"اور تم میں جو عورتیں بیوہ ہوں ان کے نکاح کردو۔"

ایک بے سہارا بیوہ کے ساتھ سب سے بڑا سلوک یہ ہے کہ اس کے لئے صالح جوڑا تلاش کرکے اس کو حصارِ نکاح میں محفوظ کردیا جائے۔ کیوں کہ ایک عورت کا حقیقی نگراں، محافظ اور معاون ایک صالح شوہر ہی ہوسکتا ہے۔

رضاعت

رضاعت کا مطلب دُودھ پلانا ہے۔ اگر سوئے اتفاق سے زوجین ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجائیں خواہ طلاق کے ذریعہ سے یا خُلع کے ذریعے سے، اور عورت کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو تو اس کی رضاعت کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن نے اس مسئلہ کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ (البقرہ ۲۳۳)

"اور جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدتِ رضاعت دودھ پئے، تو ماؤں کو چاہیئے کہ کامل دو سال تک دودھ پلائیں۔"

یہ حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب شوہر نے طلاق دے دی ہو، اور اس صورت

Marfat.com

میں بھی ہوگا جب شوہر مر چکا ہو۔

دو سال سے پہلے دودھ چھڑایا جا سکتا ہے

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا۔

(البقرہ ۲۳۳)

"اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو سال سے پہلے) دودھ چھڑانا چاہیں تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

رضاعت کے معاملہ میں فریقین کو باہم موافقت کی تاکید

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى۔ (الطلاق ۶)

"پھر اگر وہ (مطلقہ) عورتیں تمہارے کہنے سے تمہارے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو اس کا معاوضہ دو۔ اور (بچے کی رضاعت کے معاملے میں) پسندیدہ طریقے پر باہم موافقت رکھو۔ اور اگر تم باہم ضد (اور نااتفاقی) کرنے لگو (اور ماں انکار کر دے) تو باپ کے کہنے سے کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔"

مطلب یہ ہے کہ آپس کی ضد اور کشاکش میں بچے کی زندگی خراب نہ کرو۔ بچہ تو دونوں کی اولاد ہے، اور دونوں کی محبت کا مرکز۔ دونوں کو چاہیے کہ اس کے معاملہ میں اچھا طریقہ اختیار کریں اور باہمی موافقت کے ساتھ اس کی پرورش کا اچھا انتظام کریں۔ ماں کو یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میں دودھ پلانے سے انکار کروں گی تو اس کا اثر کس پر پڑے گا۔ باپ تو کسی اور عورت کا انتظام بہرحال کرے گا لیکن

Marfat.com

میرے بچے کو میرا دودھ نہ مل سکے گا۔ باپ کو یہ سوچنا چاہیے کہ مجھے بہرحال اس کے دودھ پلانے کا معاوضہ دینا ہی ہے تو پھر میں اس کو اس کی گود میں کیوں نہ ڈالوں جو ہر وقت اس پر شفقت و محبت کی نگاہ ڈالے۔

دایہ سے دودھ پلوایا جا سکتا ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط (البقرہ ۲۳۳)

"اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس سے کچھ معاوضہ طے کر لو، اور وہ معروف طریقے پر ادا کر دو"

یعنی اگر ماں دودھ نہ پلانا چاہے تو معاوضہ دے کر کسی اور عورت سے بھی دودھ پلوایا جا سکتا ہے۔

دودھ پلانے والی کا روٹی کپڑا باپ کے ذمہ ہے

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط

(البقرہ ۲۳۳)

"اور دودھ پلانے والیوں کا روٹی کپڑا معروف طریقے کے مطابق بچے کے باپ کے ذمہ ہے"

باپ نہ ہو تو بچے کا ولی ذمہ دار ہوگا

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ط (البقرہ ۲۳۳)

"دودھ پلانے کا یہ حق جس طرح بچے کے باپ پر ہے ویسا ہی اس کے

Marfat.com

وارث پر بھی ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر باپ کا انتقال ہو جائے تو اس کی جگہ بچہ کا جو ولی ہوگا اس کو یہ حق ادا کرنا ہوگا۔

فریقین ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے کی نہ ٹھانیں

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ۔ (البقرہ ۲۳۳)

"کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیئے نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے، اور نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔"

بچہ ماں اور باپ دونوں کا ہے، اس لئے بچہ کی وجہ سے فریقین کسی پر بے جا دباؤ نہ ڈالیں، اور خواہ مخواہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی نہ ٹھانیں۔ اگر باپ نادار ہے، تو ماں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بچے کے باپ سے اتنا معاوضہ لے جو اس کی وسعت اور مقدرت سے باہر ہو اور وہ خواہ مخواہ بچہ کی وجہ سے پریشانی میں پڑے۔ اور اگر باپ مالدار ہے تو اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق دودھ پلانے کا معاوضہ دے۔ اور کم سے کم معاوضہ دے کر بچے کی ماں کو پریشان نہ کرے، پھر فریقین کے خاندان والوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ بچہ کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو نقصان اور تکلیف نہ پہنچائیں۔

مُنہ بولا بیٹا

مُنہ بولے بیٹے کو "متبنّٰی" کہتے ہیں۔ متبنّٰی کے بارے میں بھی عرب میں بہت سی غلط باتیں رائج تھیں۔ جاہلی معاشرہ میں منہ بولا بیٹا اس شخص کا حقیقی بیٹا سمجھا جاتا جو اُس کو اپنا متبنّٰی بناتا، اسی کی طرف اس کی نسبت کی جاتی، اور معاشرتی زندگی میں اُس کو وہی حیثیت حاصل ہوتی جو حقیقی بیٹے کی ہوتی ہے۔ اور اس کو حقیقی بیٹوں ہی جیسے حقوق دیئے جاتے، اور انہی جیسا سلوک بھی کیا جاتا۔ قرآن حکیم نے معاشرتی اصلاح کے ذیل میں ان تمام غلط خیالات کی تردید فرمائی اور معاشرے میں منہ بولے بیٹے کی صحیح حیثیت اور واقعی مقام متعین فرمایا۔

منہ بولے بیٹے کی حیثیت

وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَاۤءَکُمْ اَبْنَاۤءَکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ ؕ (الاحزاب ۴)

"اور خدا نے تمہارے مُنہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم اپنے مُنہ سے نکال دیتے ہو"

مطلب یہ ہے کہ اگر تم کسی کو اپنا بیٹا کہہ دو تو محض تمہارے کہنے سے وہ تمہارا بیٹا نہیں بن جاتا، اس لئے معاشرتی زندگی میں نہ اس کا وہ مقام ہے جو حقیقی بیٹوں کا ہوتا ہے، اور نہ اس کے وہ حقوق ہی ہیں جو حقیقی بیٹوں کے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ان کی نسبت حقیقی باپ کی طرف کی جائے

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ - (الاحزاب ۵)

"مُنہ بولے بیٹوں کو اُن کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارو۔ خدا کے نزدیک یہ بات زیادہ منصفانہ ہے"۔

حضرت زیدؓ کو لوگ زیدؓ ابن حارثہ کہنے کے بجائے زیدؓ ابن محمدؐ کہتے تھے۔ اس حکم کے آجانے کے بعد سب سے پہلے جو اصلاح نافذ کی گئی وہ یہ تھی کہ حضرت زیدؓ کو زیدؓ ابن محمدؐ کہنے کے بجائے ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے زیدؓ ابن حارثہ کہنا شروع کر دیا گیا۔ اور اس آیت کے نزول کے بعد یہ بات حرام قرار دے دی گئی کہ کوئی شخص اپنے حقیقی باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنا نسب منسوب کرے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا، اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے، اس پر جنت حرام ہے۔ اسی طرح کی اور احادیث بھی ہیں جن میں اس فعل کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔

متبنّیٰ دینی بھائی ہے اگر اس کا باپ معلوم نہ ہو

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ - (الاحزاب ۵)

"اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں"۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ خواہ مخواہ ان کا نسب کسی سے ملاؤ۔ اس صورت میں ان کو اپنا دینی بھائی اور رفیق سمجھو۔

پیار میں بیٹا کہنے کا حکم

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ۔ (الاحزاب ۵)

"اور جو بات تم نادانستہ کہہ بیٹھو، اس کے لئے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے، ہاں اس بات پر ضرور گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو"

یعنی کسی کو پیار سے بیٹا کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر محض اخلاقاً کسی کے لئے ماں، بیٹی، بہن، بھائی وغیرہ الفاظ استعمال کر لئے جائیں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن دلی ارادے کے ساتھ کسی کو بیٹا یا بیٹی کہنا اور پھر اس کو واقعی وہی حیثیت دے دینا جو ان رشتوں کی ہے اور اس کے لئے وہی حقوق سمجھنا جو ان رشتوں کے ہیں اور ان کے ساتھ ویسے ہی تعلقات رکھنا جیسے ان رشتہ داروں کے ساتھ ہوتے ہیں یہ یقیناً قابل اعتراض ہیں اور اس پر گرفت ہوگی۔

Marfat.com

پردہ

قرآن کے نزدیک انسان کی تمام تر اہمیت محض اس بنا پر ہے کہ وہ ایک اخلاقی وجود رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کا جوہر اخلاق و عصمت ہے۔ وہ اس کی حفاظت پر انتہائی زور دیتا ہے۔ اور ہرگز برداشت نہیں کرتا کہ اس آبگینے کو ٹھیس لگے۔

بُرائی کی قوتوں کو دبانے، شہوانی خواہشات کو قابو میں رکھنے، غلط رجحانات کو روکنے اور پاکیزہ جذبات کو پروان چڑھانے کے لئے اس نے جو روشن اصول اور مؤثر تدبیریں بتائی ہیں ان سے بہتر اصولوں اور تدبیروں کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ثبوت میں تاریخ کے صفحات سے وہ روشن دَور پیش کیا جا سکتا ہے، جب صحابہ کرام رضہ انہی اصولوں پر بنے ہوئے ایک ایسے معاشرے کی برکتوں سے مالا مال تھے، جو انسانیت کے لئے رحمت و سکون کا گہوارہ، جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ایک مستحکم قلعہ، تعمیر و ترقی کے لئے ایک آزاد اور حوصلہ افزا ماحول اور خوشحالی و کامرانی کے لئے ایک ضمانت تھا۔

قرآن حکیم، خدائے عالم الغیب اور علیم بذاتِ الصّدور کا خوف اور آخرت کی جواب دہی کا یقین پیدا کر کے دل میں دو ایسے پہرہ دار بٹھا دیتا ہے جو ہر وقت انسان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ نہ صرف گناہ کی وادیوں میں بھٹکنے سے روکتے ہیں، بلکہ اخلاقِ فاضلہ کی بلندیوں پر چڑھنے کے لئے برابر قوت بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔ پھر

وہ ہر جوان مرد اور عورت کو نکاح کی تاکید کر کے تمام شہوانی جذبات اور ہیجانات کے لئے ایک پاکیزہ مرکز فراہم کرتا ہے کہ یہ عظیم قوت سوسائٹی کی تعمیر و ترقی میں کام آئے۔ زنا اور بے عصمتی کو ایک بدترین اخلاقی، معاشرتی اور قانونی جرم قرار دیتا ہے، اور اس کے لئے انتہائی عبرتناک اور لرزہ خیز سزا تجویز کر کے اس دروازہ کو بند کرنا چاہتا ہے، جہاں سے ہلاکت خیز وبائیں انسانی تہذیب و تمدن پر حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کرتی ہیں۔

وہ مرد و عورت دونوں صنفوں کے لئے الگ الگ میدانِ عمل تجویز کرتا ہے، اور دونوں کے لئے ان کی قوتِ کار اور صلاحیتوں کے لحاظ سے الگ الگ وظائف اور فرائض قرار دیتا ہے، وہ دونوں کے آزادانہ اختلاط کو سختی کے ساتھ روکتا ہے، وہ پردہ کو فرض قرار دیتا ہے۔ اس کو ایمان و اسلام کا صریح تقاضا بتاتا ہے، اور اس کی اہمیت اور حکمت جتانے کے لئے انتہائی زوردار اندازِ بیان اختیار کرتا ہے۔ سورہ نور جس میں پردہ کے تکمیلی احکام بیان کئے گئے ہیں اس کی تمہید پر غور کیجیے، لفظ لفظ سے قوت و جلال اور عظمت و اہمیت ٹپکتی ہے۔

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَفَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○ (النور ۱)

"یہ ایک سورۃ ہے جو ہم نے نازل کی ہے اور ہم نے اسے فرض کیا ہے، اور ہم نے اس میں کھلی کھلی ہدایتیں نازل کی ہیں، تاکہ تم لوگ اس سے سبق لو۔"

اس تمہید میں بار بار اس حقیقت پر زور دیا گیا ہے کہ یہ احکام اور ہدایتیں

Marfat.com

"ہم نے" نازل کی ہیں، یہ کسی انسانی فکر کی پیداوار نہیں ہیں۔ اب اگر تم خدا پر واقعی ایمان رکھتے ہو، اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو اپنا ضابطہ حیات مانتے ہو، تو تمہارے ایمان و اسلام کا کھلا تقاضا یہ ہے کہ اس حکم کو دل وجان سے مانو، اصلاح معاشرہ کے یہ قوانین اور پردے کے یہ احکام محض مشورے یا استحسانات نہیں ہیں کہ تمہارا جی چاہے تو مانو، جی نہ چاہے تو نہ مانو۔ بلکہ یہ تو انسانی تمدن کی بقا و ترقی اور صلاح و فلاح کے لئے وہ فرض اور قطعی احکام ہیں جن کا ماننا ہر مسلمان پر لازم ہے، اگر وہ واقعی مسلمان ہے، اور اس سے انکار وہی کرسکتا ہے جس میں قرآن سے انکار کی ناپاک جرأت ہو۔ پردہ اسلامی معاشرت کی ایک ناگزیر ضرورت ہے، اور اس کے بغیر ایک منظم خاندان، پاکیزہ معاشرہ اور ایک اعلیٰ تہذیب کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

پردہ کا مقصد

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۔ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۔ (الاحزاب ۵۳)

"اور جب تم ازواج مطہرات سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، پردے کا یہ طریقہ تمہارے اور اُن کے دلوں کو برے خیالات سے پاک رکھنے کے لئے انتہائی مناسب طریقہ ہے"

یہ "آیت حجاب" کہلاتی ہے، اس میں مسلمانوں کو پردہ کا حکم بھی دیا گیا ہے اور پردہ کی حکمت اور مصلحت بھی سمجھائی گئی ہے۔

اس آیت کے نزول سے پہلے لوگ بے روک ٹوک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

گھروں میں آتے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو یہ بات بہت شاق تھی کئی بار آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کے یہاں اچھے بُرے ہر قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں، کاش آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ آخر کار یہ آیتیں نازل ہوئیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں محرم رشتہ داروں کے سوا دوسرے مرد داخل نہ ہوں (احزاب ۵۵) اور جس کو بھی گھر کی خواتین سے کوئی کام ہو وہ پردے کے پیچھے سے بات کرے۔

اس حکم کے بعد مسلم خواتین گھروں میں باپردہ رہنے لگیں۔ تمام زنانہ مکانوں میں پردے لٹکا دیئے گئے، اور محرم رشتہ داروں کے سوا دوسروں کا گھروں میں آنا جانا بند کر دیا گیا۔

پردہ کا یہ طریقہ جو مسلم معاشرہ میں رائج کیا گیا اس کی حکمت و مصلحت بتاتے ہوئے قرآن کہتا ہے "ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ"

"تمہارے اور ان عورتوں کے دلوں کی پاکی کے لئے یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے" مطلب یہ ہے کہ خواتین کا گھروں میں باپردہ رہنا، مردوں سے رُو در رُو بات نہ کرنا، اور ان سے علیحدہ رہنا، وہ پسندیدہ طریقہ ہے جو دونوں کے دلوں کو ناپاک خیالات اور ناجائز صنفی جذبات سے پاک رکھے گا۔

خدائے علیم و حکیم کے اس صاف اور صریح حکم کے بعد جو لوگ عورت و مرد کی مخلوط تعلیم، مخلوط مجالس، آزادانہ میل جول اور بے باکانہ دید پر بیجا اصرار کرتے ہیں، اور ان کے نزدیک دونوں صنفوں کے آزادانہ اختلاط سے دلوں کی پاکیزگی میں کوئی فرق نہیں آتا، وہ دراصل خدا کے علم و حکمت کو جھٹلاتے

ہیں۔

دلوں کو پاک رکھنے، معاشرے کو صنفی آوارگی سے بچانے، اور اخلاق وعصمت کو محفوظ رکھنے کے لئے یقیناً وہی طریقہ مناسب ترین ہے جس کو قرآن نے مناسب ترین کہا ہے، اور اس کے خلاف سوچنا اپنے ایمان سے کھیلنا ہے۔

پردے کے احکام

گھر کی چار دیواری میں رہو

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ (احزاب ۳۳)

"اپنے گھروں میں چین سے بیٹھی رہو"

عورت کا حقیقی دائرۂ کار گھر کی چار دیواری ہے۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر ہی اُسے اطمینان وسکون کے ساتھ اپنے منصبی فرائض انجام دینے چاہئیں عام حالات میں اُسے گھر کی چار دیواری سے باہر نہ نکلنا چاہیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عورت تو سراپا پردہ ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو اُسے شیطان گھورتا ہے، اور وہ خدا کی رحمت سے قریب تر اسی وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں ہو۔

قرآن کے اس صاف اور صریح حکم کے ہوتے کوئی مسلمان کیسے جرأت کرسکتا ہے کہ وہ عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکالے، اور اصرار کرے کہ عورتیں گھر سے باہر رہ کر سوشل کاموں اور پبلک سرگرمیوں میں حصہ لیں، کالجوں میں لڑکوں کے ساتھ مل جل کر تعلیم پائیں، اور کارخانوں، دفتروں اور حکومت

Marfat.com

کے ایوانوں میں مردوں کے دوش بدوش کام کریں۔

قرآنی احکام کے خلاف یہ بے جا جسارت صرف وہی کر سکتا ہے جو یا تو سرے سے خدا کی کتاب کا منکر ہے یا منافق جو قرآن کا نام لے کر اپنے تعیشات کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے "قرآنی دین" کی عمارت کو ڈھانے کی ناپاک کوشش کرتا ہے۔

چہرے کا پردہ ضروری ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (الاحزاب ۵۹)

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو بتا دیجئے کہ (باہر نکلیں تو) اپنے (چہروں) پر پلو لٹکا کر گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ اس طرح وہ آسانی کے ساتھ پہچان لی جایا کریں گی، اور ستائی نہ جائیں گی۔ اور خدا بڑا ہی پردہ پوش اور مہربان ہے"

عام حالات میں تو عورتوں کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں سکون کے ساتھ اپنے فطری دھندوں میں لگی رہیں۔ لیکن اگر کبھی کسی ضرورت سے باہر نکلنا ناگزیر ہی ہو تو اپنے چہرے اور جسم کو اچھی طرح چھپا کر نکلیں۔

عرب میں قاعدہ تھا کہ شریف زادیاں جب باہر نکلتیں تو ایک بڑی چادر اپنے اوپر لپیٹ لیتیں۔ تاکہ پورا جسم اور اس کی ساخت اچھی طرح چھپ سکے اس چادر کو جلباب کہا جاتا تھا۔ پنجاب اور فرنٹیر کے دیہی علاقوں میں اب بھی اسی قسم کی چادروں کا عام

Marfat.com

رواج ہے، اور اس کو "چھبیل" کہا جاتا ہے یہ لحاف کے ابرے کی طرح موٹے کپڑے کی ایک بڑی چادر ہوتی ہے جس میں پورا جسم اچھی طرح چھپ جاتا ہے۔ ہمارے زمانہ کا برقعہ بھی اسی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے، اور برقعے کی نقاب سے بھی وہی مقصد پورا ہوتا ہے جس کے لئے چہروں پر پلو کا ایک حصہ لٹکانے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن کا منشا یہ ہے کہ شریف عورتیں جب گھر سے نکلیں تو اپنی حفاظت کا پوری طرح اہتمام کر لیا کریں کہ ہوسناک نگاہیں ان کے تعاقب کا تصوّر بھی نہ کر سکیں۔ اپنی چادر اچھی طرح اوڑھ لپیٹ لیں۔ چادر کا ایک حصّہ سر سے چہرے پر لٹکا کر گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اور سر، چہرہ اچھی طرح چھپا کر نکلیں۔ عہد صحابہ رضؓ سے لے کر بعد تک کے تمام بڑے بڑے مفسرین نے آیت کا یہی مفہوم مراد لیا ہے، اور چہرے کا چھپانا ضروری قرار دیا ہے۔ عربی لغت میں ان الفاظ کا اسی طرح استعمال موجود ہے۔ جب کسی عورت کے چہرے سے کپڑا سرک کر ہٹ جاتا ہے تو کہتے ہیں۔ اَدْنِ ثَوْبَكِ عَلٰی وَجْهِكِ " اپنا کپڑا مُنہ پر ڈال کر چھپا لو"

حضرت ابن عباس رضؓ سے جو قول منقول ہیں ان کا مفہوم بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے خواتین کو حکم دیا ہے کہ جب کسی کام کے لئے وہ گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں سے اپنا سر اور منہ چھپا لیں، اور صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

ایک بار محمد ابن سیرین رحؒ نے حضرت عبیدہ سلمانی رحؒ سے اس آیت کی تشریح چاہی تو انہوں نے زبان سے کچھ بتانے کے بجائے اپنی چادر لی اور اس طرح اوڑھ کر دکھائی کہ سر، چہرہ وغیرہ سب کچھ چھپا لیا اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔

Marfat.com

علامہ زمخشری کشاف میں اور علامہ عبداللہ ابن احمد نسفی ؒ مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں "عورتیں اپنے اوپر چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں اور اس سے اپنے چہرے اور اپنے اطراف کو اچھی طرح ڈھانک لیں"

حضرت ابن جریر ؒ فرماتے ہیں "شریف خواتین لونڈیوں کا سا لباس پہن کر گھروں سے باہر نہ نکلیں کہ ان کے چہرے اور سر کے بال کھلے ہوئے ہوں، بلکہ انہیں چاہیئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں، تاکہ کوئی بدکردار ان کو چھیڑنے کی جرأت نہ کر سکے"

قرآن کے الفاظ اور مفسرین کی یہ تشریحات صاف صاف بتاتی ہیں کہ چہرہ کا پردہ فرض ہے۔ دورِ رسالت میں جو پردہ مسلم معاشرے میں رائج تھا، اس میں چہرہ کا پردہ لازمی تھا۔

کسی جنگ میں ایک خاتون امِ خلاد ؓ کے لڑکے شہید ہو گئے تھے، وہ ان کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن اس دل ہلا دینے والے حادثے کے باوجود ان کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ لوگوں نے حیرت سے پوچھا، بی بی! اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے! خاتون نے نہایت اطمینان کے ساتھ جواب دیا "ہاں" "میں نے بیٹا کھویا ہے، اپنی حیا نہیں کھوئی ہے"

حضرت عائشہ ؓ نے واقعۂ افک کی جو تفصیلات اپنی زبانی بیان فرمائی ہیں اس کی سندیں نہایت ہی معتبر ہیں، اس میں ان کا بیان ہے، کہ "جنگل سے واپسی پر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ جا چکا ہے، تو میں وہیں بیٹھ گئی، اور ایسی نیند آئی کہ....

Marfat.com

وہیں پڑ کر سو گئی۔ صبح کو صفوان ابن معطل اُدھر سے گزرے تو دُور سے کسی کو پڑے دیکھ کر وہاں آ گئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، مجھے دیکھ کر جب انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعون پڑھا تو اُن کی آواز سے یکایک میری آنکھ کھل گئی، اور میں نے اپنی چادر سے اپنا مُنہ چھپا لیا"

حالت احرام کے سلسلہ میں بھی حضرت عائشہ رضہ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کی حالت میں ہم لوگ مکہ کی طرف جا رہے تھے، جب مسافر مرد ہمارے پاس سے گزرنے لگتے تو ہم اپنے سروں سے چادریں کھینچ کر اپنے مُنہ پر ڈال لیتے، اور جب وہ گزر جاتے تو ہم لوگ پھر اپنا مُنہ کھول لیتے"

بن ٹھن کر نہ گھومتی پھرو

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ - (احزاب ۳۳)

"اور بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو جس طرح پہلے جاہلیت کے دور میں اپنے حسن و سنگار کی نمائش کرتی تھیں"

آیت کی حقیقی منشا معلوم کرنے کے لئے دو لفظوں کی حقیقت سمجھنا ضروری ہے، ایک تبرج اور دوسرے جاہلیت۔

تبرّج کے مفہوم میں تین باتیں شامل ہیں۔

۱۔ اپنے چہرے اور جسم کی موزونیت اور حسن لوگوں کو دکھانا۔

۲۔ اپنے چمکتے زیوروں اور زرق برق لباس اور سامان آرائش کی نمائش کرنا۔

۳۔ اپنی چال ڈھال، چٹک مٹک اور ناز و انداز سے اپنے کو نمایاں کرنا۔

جاہلیت سے مراد ہر وہ طرز فکر و عمل ہے جو اسلامی تہذیب و ثقافت، اسلامی

اخلاق و آداب اور اسلامی ذہنیت کے خلاف ہو۔

مطلب یہ ہے کہ عورتوں کا بن ٹھن کر باہر نکلنا، چست اور عریاں لباس پہن کر اپنے جسموں کی نمائش کرنا، چھم چھم کرتے زیوروں میں دلنوازی کی اداؤں کے ساتھ پھرنا، اور پوڈروں اور غازوں سے پری پیکر بن کر مردوں کو دعوت نظارہ دینا وہ بدترین برائیاں ہیں جن میں لوگ اسلام سے پہلے دَورِ جاہلیت میں مبتلا تھے۔ اسلامی تہذیب و آداب اور اسلامی ذہنیت سے اُن برائیوں کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی طرز معاشرت میں نہ صرف یہ کہ ان کی گنجائش نہیں، بلکہ ان کے ہوتے اسلامی معاشرت کا تصور محال ہے۔

غیر مردوں سے کھرے لہجہ میں بات کرو

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (الاحزاب ۳۲)

"اگر تم برائی سے بچنا چاہتی ہو تو (غیر مردوں سے) دبی زبان سے بات نہ کیا کرو، کہ کوئی دل کا بیمار تم سے آس لگا بیٹھے، بلکہ صاف سیدھی اور کھری کھری بات کرو۔"

اسلام بلا ضرورت عورتوں کا غیر مردوں سے ہمکلام ہونا پسند نہیں کرتا۔ ہاں اگر کوئی واقعی ضرورت پیش آجائے تو پردے کے پیچھے سے بات کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن اس ہدایت کے ساتھ کہ لہجے میں کوئی شیرینی، آواز میں کوئی لوچ اور لگاوٹ نہ ہو کہ کوئی ہوس کا مارا غلط امید باندھ لے، اور کسی ناروا اقدام کا خیال دل میں لائے، بلکہ سیدھے سادھے انداز میں مطلب کی کھری کھری مختصر بات کی جائے

غیر مردوں سے بلاضرورت بات چیت کرنا، لہجہ میں گھلاوٹ اور آواز میں دانستہ لگاوٹ اور شیرینی پیدا کرنا، اور غیر مردوں کے لئے غلط توقعات وابستہ کرنے کا موقع فراہم کرنا، ان بدکار اور آبرو باختہ عورتوں کا کام ہے جن کے دل خدا کے خوف سے خالی ہوں، اور جو شرم و حیا کی چادریں پھاڑ کر ننگی ہو چکی ہوں۔

برائی سے نفرت کرنے والی، اور شرم و غیرت کے جذبات رکھنے والی شریف اور خدا ترس خواتین کبھی بلاضرورت غیر مردوں کو اپنی آواز نہیں سنائیں، اور اگر کبھی کوئی ضرورت پیش آہی جائے تو پوری احتیاط اور خدا ترسی کے ساتھ کھرے لہجہ میں صاف سیدھی بات کرتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا ہے کہ عورت کی آواز بلاضرورت غیر مرد کو سنائی جائے۔ اسی لئے آپ نے عورت کو اذان دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور اگر کوئی عورت امام کے پیچھے جماعت کی نماز میں ہو، اور امام سے غلطی ہو جائے تو اسے زبان سے سبحان اللہ کہنے کی اجازت نہیں دی ہے، بلکہ ہدایت فرمائی ہے کہ امام متنبہ کرنے کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرے۔

زیوروں کی جھنکار نہ سناؤ

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔

(النور ۳۱)

"اور اپنے پاؤں زمین پر اس طرح مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ ان کی چھپی ہوئی زینت (زیوروں کی جھنکار سے) لوگوں کو معلوم ہو جائے۔"

مطلب یہ ہے شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے گھروں سے نکلیں تو

Marfat.com

اس احتیاط سے نکلیں کہ ان کی کوئی چیز غیروں کے شہوانی جذبات کو اُبھارنے کا باعث نہ بنے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو صرف زیوروں کی دلفریب جھنکار تک ہی محدود نہیں رکھا ہے، بلکہ آپؐ نے فرمایا، جو عورت خوشبو لگا کر راستے سے گزرے کہ لوگ اس کی خوشبو سے لذت لیں تو وہ ایسی اور ایسی ہے ابو موسیٰ رضؓ کہتے ہیں، آپؐ نے ایسی عورت کے لئے بڑے ہی سخت الفاظ استعمال فرمائے۔

ایک بار حضرت ابوہریرہ رضؓ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو مسجد سے نکل رہی تھی۔ آپ کو محسوس ہوا کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے۔ آپ وہیں رُک گئے اور اُس سے کہا، اے خدائے جبّار کی بندی! کیا تو مسجد سے آ رہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا۔ مَیں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ گھر جا کر جنابت کا غسل نہ کر لے"

نگاہیں نیچی رکھو

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ۔ (النور ۳۱)

"اور مومن عورتوں سے کہیئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں"

نگاہیں نیچی رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ہر اُس چیز سے نظریں بچا لیں جس کا دیکھنا درست نہ ہو۔ اتفاقاً اگر غیر مردوں کا سامنا ہو جائے تو فوراً نگاہ پھیر لیں کسی مرد یا عورت کے ستر پر نظر پڑ جائے تو ایک دم نظر ہٹا لیں۔ نظر کی آوارگی انتہائی فتنہ خیز ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدہ بازی کو زنا سے تعبیر فرمایا ہے۔ محرم

Marfat.com

مردوں کے سوا دوسرے مردوں کو نگاہ بھر کر دیکھنا کسی طرح صحیح نہیں ۔ راستہ چلتے یا کسی اور ضرورت سے وقتی طور پر نگاہ پڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس اجازت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عورتیں اپنی نظر کو ہر پابندی سے آزاد کرلیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو نہ دیکھے۔

یوں تو نگاہیں نیچی رکھنے کے معاملہ میں مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں احکام ہیں لیکن احادیث کے مطالعہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں کسی قدر نرمی رکھی گئی ہے۔ مثلاً عورتیں جب مسجدوں، بازاروں یا سفر میں ہوتیں تو نقاب ڈالے رہتیں کہ غیر مردوں کی نگاہ نہ پڑے، لیکن مردوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ بھی اپنے چہروں پر ایسے موقعوں پر نقاب ڈال لیں کہ عورتیں انہیں نہ دیکھ سکیں۔ لیکن یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ اس اجازت سے ضرورت کے وقت ہی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ وہ اگر قصداً مردوں کو گھوریں گی تو خدا سے بغاوت کریں گی۔

اپنے ستر[1] کی حفاظت کرو

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ ۔ (النور ۳۱)

"اور اپنے ستر کی حفاظت کرو"

ستر کی حفاظت سے مقصود صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ بدکاری سے بچو،

---

[1] جسم کے وہ حصے جن کا چھپانا ضروری ہے۔ عورتوں کا ستر منہ اور ہاتھ کے علاوہ پورا جسم ہے اور شوہر کے سوا کسی مرد کے سامنے اس کا کھولنا جائز نہیں۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے اور بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کے سامنے اس کا کھولنا جائز نہیں۔

Marfat.com

بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر طرح ستر کی حفاظت کرو۔

عورت کا ستر منہ اور ہاتھ کے سوا پورا جسم ہے۔ منہ اور ہاتھ کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ بھی شوہر کے سوا وہ کسی کے سامنے نہ کھولیں، حتیٰ کہ اپنے باپ اور بھائی کے سامنے بھی کھولنے سے پرہیز کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو ایسا لباس پہننے سے بھی سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، جو ایسا چست ہو جس میں سے جسم کی ساخت پوری طرح نمایاں ہو، یا ایسا باریک ہو کہ بدن اندر سے جھلکے۔ ایک بار آپؐ کی سالی حضرت اسماءؓ باریک کپڑے پہنے آپؐ کے سامنے آئیں تو آپؐ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ "اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔" البتہ گھر کا کام کاج کرتے ہوئے جسم کے جن حصوں کا کھلنا ناگزیر ہو، مثلاً کلائیاں یا پنڈلیوں کا کچھ حصہ، تو باپ اور بھائی وغیرہ کے سامنے ان کے کھولنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک موقع پر تو آپؐ نے عورتوں کو سخت وعید سنائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا "وہ عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں، دوسروں کو رِجھاتی پھرتی ہیں، اور خود بھی دوسروں پر ریجھتی ہیں، ناز سے لچکے کھاتی اور گردن کو بل دیتی چلتی ہیں، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔"

اپنا بناؤ سنگار چھپائے رہو

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ (النور ۳۱)

"اور اپنے بناؤ سنگار کو ظاہر نہ ہونے دو، ہاں جو (تمہارے ارادے

Marfat.com

کے بغیر خود بخود) ظاہر ہو جائے۔"

"زینت" سے جسم کے وہ حصے بھی مراد ہیں جن میں مختلف قسم کی آرائشیں کی جاتی ہیں۔ مثلاً سر کے بال، آنکھیں، گردن، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ۔ اور وہ چیزیں بھی مراد ہیں جن سے بناؤ سنگار کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور گلے کے خوشنما زیورات، خوبصورت، دیدہ زیب کپڑے، سرمہ، مسی، مہندی وغیرہ۔

بناؤ سنگار اور زیب و زینت کا اظہار عورت کا فطری جذبہ ہے۔ اگر شریف زادیاں گھروں میں رہتے ہوئے محرم[1] رشتہ داروں کے حلقہ میں زیب و زینت کا اظہار کریں تو قرآن روکتا نہیں۔ لیکن وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کرتا کہ کوئی مومنہ بناؤ سنگار (Make up) کر کے مردوں کو عام دعوتِ نظارہ دے اور اُن سے دادِ حُسن لے۔ ہاں اگر کبھی اتفاقی طور پر قصد و ارادہ کے بغیر کسی زینت کا اظہار ہو جائے، اتفاق سے دوپٹہ سر سے ڈھلک جائے، گلا کُھل جائے، یا ہاتھ پاؤں کی کسی زینت کا اظہار ہو جائے تو اس طرح کے غیر اختیاری اظہار پر کوئی گرفت نہیں۔

سر، سینہ دوپٹہ سے چھپائے رہو

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔ (النور ۳۱)

"اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں"

---

[1] جن محرم رشتہ داروں کے سامنے عورت اپنی زینت و آرائش کا اظہار کر سکتی ہے ان کی تفصیل آگے محرم رشتہ دار کے عنوان سے آ رہی ہے۔

عمومی طور پر زیب وزینت کے اظہار سے منع فرمانے کے بعد تاکید کی گئی کہ دوپٹے اوڑھے رہا کریں، اور سینوں پر آنچل ڈالے رہیں، تاکہ سر کے بال، کان اور گلے کے زیورات اور سینوں کا ابھار ظاہر نہ ہونے پائے۔ جسم کے یہ حصے خصوصی طور پر صنف مخالف کے لئے انتہائی کشش رکھتے ہیں، اور ان کے چھپانے میں بے احتیاطی سے فتنے اٹھنے کے اندیشے زیادہ ہیں، اس لئے ان کے چھپانے میں مبالغہ سے کام لیا جائے اور کسی قسم کی کوتاہی اور لاپرواہی نہ کی جائے۔

اس کے بعد پھر وہی الفاظ دہرائے گئے ہیں کہ "اپنی زینت کا اظہار نہ کرو" اور ان محرم رشتہ داروں کی تفصیل دی گئی ہے جن کے حلقہ میں اظہار زینت کی رخصت ہے۔ اس ترتیب بیان اور تاکید میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اگرچہ قانونی طور پر عورت کو محرم رشتہ داروں کے سامنے بناؤ سنگار اور اظہار زینت کی اجازت ہے، اور اس کو کسی بے جا تنگی میں مبتلا نہیں کیا گیا ہے، لیکن جہاں تک سر، گریبان اور سینہ کا سوال ہے غیرت وحیا کا تقاضا یہی ہے کہ عورت قانونی رخصت کے باوجود عام حالات میں ان محرم رشتہ داروں کے سامنے ان پر دوپٹہ لپیٹے رہے۔ ہاں اگر کبھی ضرورت یا اتفاق سے دوپٹہ اتارے ہوئے ہو، ان رشتہ داروں میں سے کسی کا سامنا ہو جائے تو بیجا تکلف اور پریشانی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ البتہ مستقل طور پر گھروں میں دوپٹہ اوڑھے بغیر بے تکلفی کے ساتھ سر، سینہ اور گریبان کھولے پھرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ "عورت صرف اپنے شوہر کے سامنے دوپٹہ اتار کر آسکتی ہے۔" (خازن ص۳۵ جلد ۲)

Marfat.com

جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں سروں پر ایک طرح کے کسادے باندھے رکھتی تھیں جن کی گرہ جوڑے کی طرح پیچھے چوٹی پر لگائی جاتی تھی۔ سامنے گریبان کھلا رہتا تھا، اور سینوں پر قمیص کے سوا کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا۔ پیچھے دو دو تین تین چوٹیاں لہراتی تھیں۔

جب سورۂ نور کی یہ آیتیں نازل ہوئیں تو مسلمان عورتوں میں پردہ رائج کیا گیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ عورتیں اپنی زینت کو اچھی طرح چھپا سکیں، نہ یہ کہ اس کو اور زیادہ زینت و آرائش کا ذریعہ بنائیں۔ تفسیر خازن میں ہے دوپٹے سینوں پر ڈالے رہیں تاکہ سر کے بال، گردن، زیور اور سینہ کو چھپائے رکھیں ظاہر ہے یہ مقصد بارہ گرہ چوڑی اس باریک پٹی سے ہرگز پورا نہیں ہو سکتا، جو بالوں کی آرائش، زیوروں کی چمک اور سینے کے ابھار کو چھپانے کے بجائے اور زیادہ پُرکشش بنا کر نمایاں کرتی ہیں، جیسے آج کل کی خواتین گلے کا ہار بنا کر شرم و حیا کا مذاق اُڑاتی ہیں۔

بوڑھی عورتیں چادر اتار سکتی ہیں

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ۔ (النور ۶۰)

"اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں، جن کو نکاح کی کوئی امید نہ ہو وہ اگر اپنی چادریں اُتار کر رکھ دیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں"

"القواعد من النسار" سے مُراد وہ عورتیں ہیں جو جوانی کی حد سے گزر کر "سن یاس" کو پہنچ چکی ہوں، جن کی جنسی خواہشات مر چکی ہوں، اور جن کو دیکھ کر مردوں میں کوئی صنفی جذبہ پیدا نہ ہو سکتا ہو، وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہ گئی ہوں، اور اب انہیں

Marfat.com

کسی کے نکاح میں جانے کی امید نہ ہو۔

ایسی سن رسیدہ عورتیں اگر اپنی چادر یا دوپٹہ اتار کر ننگے سر رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ وہ بناؤ سنگار کی نمائش نہ کریں۔

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ م بِزِيْنَةٍ ۔ (النور ۶۰)

"بشرطیکہ وہ اپنی زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں"

یعنی چادر اتارنے کی اجازت صرف ان بوڑھی عورتوں کے لئے ہے جن کے صنفی جذبات سرد پڑ چکے ہوں، جن میں بن ٹھن کر رہنے کا شوق ختم ہو چکا ہو لیکن اگر ان میں ابھی نمائش حسن و جمال کا جذبہ باقی ہے تو پھر وہ اس رخصت سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں رکھتیں۔

بہتر یہی ہے کہ چادر اوڑھے رہیں

وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۔ (النور ۶۰)

"اور یہ اس سے بچیں تو یہی ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے"

بوڑھی عورتوں کو چادر اتارنے اور ننگے سر رہنے کی اجازت تو ہے، لیکن اگر وہ اس رعایت سے فائدہ نہ اٹھائیں، احتیاط کریں، اور پردہ کے آداب کا پورا پورا خیال رکھیں تو یہ ان کے حق میں بہت زیادہ بہتر ہے۔

پردہ کے ان احکام کے ساتھ ساتھ قرآن نے مرد کو بھی کچھ بنیادی ہدایتیں دی ہیں جن پر عمل کر کے ہی پردہ کے وہ اخلاقی و معاشرتی مقاصد پورے ہو سکتے ہیں جن کے لئے پردہ فرض کیا گیا ہے۔

مرد نگاہیں نیچی رکھیں

وَقُل لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۔ (النور ۳۰)

"اور مومن مردوں کو ہدایت کیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں"

نگاہیں نیچی رکھنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی اور محرم خواتین کے علاوہ کسی اجنبی عورت پر نگاہیں نہ گاڑے کسی کے ستر پر نظر نہ ڈالے اور ایسے تمام فحش مناظر سے نظر بچالے جو بے حیائی کے جذبات کو ابھارتے ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن و جمال پر پڑے اور وہ نظر ہٹالے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادتوں میں لذت پیدا فرما دیتا ہے۔ (مسند احمد)

آپ نے حضرت علی رض کو ہدایت فرمائی کہ "کسی پر نظریں نہ جماؤ پہلی نظر تو معاف ہے، مگر دوسری نظر معاف نہیں" حضرت جریر بن عبداللہ رض نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یارسول اللہ! اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا "فوراً نظر پھیر لو"

دراصل نظر کی آوارگی تمام بے حیائیوں اور بداخلاقیوں کا سرچشمہ ہے اسلئے قرآن نے تمام مسلمان مردوں کو یہ اصولی ہدایت دی کہ "اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ اور نظر کی آوارگی سے بچے رہو"

اپنے ستر کی حفاظت کریں

وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ (النور ۳۰)

Marfat.com

"اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لئے زیادہ پاکبازی کی بات ہے۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح واقف ہے۔"

اس ہدایت کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ ناجائز جنسی افعال سے بچو، بلکہ یہ مقصود بھی ہے کہ اپنا ستر کسی دوسرے کے سامنے نہ کھولو، مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ناف سے گھٹنے تک کا حصّہ اپنی بیوی کے سوا کسی کے سامنے کھولے۔ شرم وحیا اور پاکبازی کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی اپنے ستر کی ہر طرح حفاظت کرے۔ برہنگی اور عریانی سے پرہیز کرے، اور کوئی ایسی بے احتیاطی نہ کرے جو جنسی آوارگی کی طرف لے جا سکتی ہو۔ قرآن نے مومن مرد اور عورت کی یہ بنیادی صفت بتائی ہے کہ وہ برہنگی اور عریانی اور آزاد شہوت رانی سے اپنے ستر کو محفوظ رکھتے ہیں۔

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ .... اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب ۳۵)

"اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں .... ان کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔"

رشتہ داروں سے پردہ

پردہ کے احکام و حدود جاننے کے لئے مردوں سے رشتہ کی نوعیت اور تعلق کی حیثیت کا جاننا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے مرد تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ وہ اجنبی مرد جن سے عورت کا کوئی رشتہ نہ ہو، ان سے عورت کو مکمل پردہ کرنا چاہیئے۔ نہ صرف یہ کہ عورت ان سے اپنا جسم چھپائے بلکہ بلا ضرورت ان کو اپنی آواز بھی نہ سنائے۔

۲۔ وہ محرم رشتہ دار جن سے ابدی حرمت کا رشتہ ہے، اُن کے سامنے عورت اپنی پوری زینت کے ساتھ آزادی سے آسکتی ہے جیسے باپ، بھائی، بیٹا، خسر، بھانجا، بھتیجا، داماد اور رضاعی رشتہ دار وغیرہ۔ اور شوہر سے زینت کے چھپانے کا سوال نہیں پیدا ہونا۔

۳۔ وہ غیر محرم رشتہ دار جن سے ابدی حرمت کا رشتہ نہیں ہے یعنی جن سے ایک کنواری یا بیوہ کا نکاح جائز ہے۔ یہ نہ تو بالکل اجنبیوں کے حکم میں ہیں کہ ان سے غیروں کی طرح مکمل پردہ کیا جائے، اور نہ محرم رشتہ داروں ہی کے حکم میں ہیں کہ ان کے سامنے عورت بے تکلف اپنی زینت کے ساتھ آئے۔ ان سے پردے کے صحیح صحیح حدود کیا ہوں؟ اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے جو رہنمائی ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ان سے پردے کے حدود کا تعین فریقین کے حالات، عمر، رشتوں کی نوعیت، ان کا پس منظر اور خاندانی تعلقات وغیرہ کے لحاظ سے ہی ہو گا۔

حضرت اسماءؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں لیکن آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتی رہیں[1]۔ اسی طرح حضرت ام ہانیؓ جو ابوطالب کی بیٹی اور آپؐ کی چچازاد بہن تھیں، ہمیشہ آپ کے سامنے آتی رہیں[2] لیکن اسی کے

---

[1] ابوداؤد کتاب الحج۔ [2] ابوداؤد کتاب الصوم۔

Marfat.com

ساتھ دورِ رسالت کا یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضؓ اپنے بیٹے فضل کو اور آپؐ کے ایک چچازاد بھائی ربیعہ بن حارث اپنے بیٹے عبد المطلب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجتے ہیں کہ اب تم جوان ہو گئے ہو۔ جب تک تمہیں روزگار نہ ملے تمہاری شادیاں نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا تم رسول اللہ کے یہاں جا کر روزگار کے لئے کہو۔ یہ دونوں، حضرت زینبؓ کے مکان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت زینبؓ فضل کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں، اور عبد المطلب کے والد ربیعہؓ ابن حارث سے بھی ان کا یہی رشتہ ہے، لیکن حضرت زینبؓ ان دونوں کے سامنے نہیں آتیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ان کے ساتھ پردے کے پیچھے سے بات کرتی ہیں [۱]

محرم رشتہ دار

محرم رشتہ دار وہ ہیں جن سے ابدی حرمت کا رشتہ ہے۔ قرآن حکیم نے ان سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے یعنی ان کے سامنے عورت اپنی آرائش و زیبائش کے ساتھ آزادی سے آسکتی ہے۔ قرآن حکیم نے ان کی جو فہرست دی ہے، اس میں چچا، ماموں، داماد اور رضاعی رشتہ داروں کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فہرست کا جو مطلب سمجھا ہے، اور اس سے جو اصول اخذ فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ جن جن رشتہ داروں سے ایک عورت کا نکاح حرام ہے وہ سب اسی آیت کے حکم میں داخل ہیں —— ان

---

[۱] ابوداؤد کتاب الخراج۔

کے علاوہ دوسرے تمام مرد خواہ وہ غیر ہوں یا رشتہ دار ان کے سامنے نہ تو عورت اپنی آرائش اور زیبائش کا اظہار کرے اور نہ ان کے جسم سے اپنا جسم مس ہونے دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات کبھی کسی غیر عورت کے جسم کو ہاتھ نہیں لگایا۔ آپ عورتوں سے بیعت بھی لیتے تو صرف زبانی عہد و پیمان ہوتا۔

قرآن نے محرم رشتہ داروں کی یہ فہرست النور آیت ۳۱ میں دی ہے۔

شوہر

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ۔ (النور ۳۱)

"اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں، مگر اپنے شوہر کے سامنے"

عورت کو جن رشتہ داروں کے سامنے اظہار زینت کی اجازت دی گئی ہے ان میں شوہر کا بھی ذکر ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس معاملہ میں شوہر اور یہ دوسرے رشتہ دار یکساں ہیں۔ ظاہر ہے عورت جن زینتوں کا اظہار اپنے شوہر کے سامنے کر سکتی ہے، دوسروں کے سامنے نہیں کر سکتی۔ پھر شوہر کے سامنے وہ اپنے قصد و ارادے سے ہر طرح کی آرائش و زیبائش کا اظہار کرتی ہے اور شریعت اس کے ارادے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، لیکن دوسرے محرم رشتہ داروں کے سامنے اظہار زینت کی جو اجازت ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ عورت ان کے درمیان بے تکلفی کے ساتھ آزادی سے رہے، شریعت اس کو بیجا تکلف اور تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی۔ البتہ شریعت عورت کی فطری حیا کو نشوونما دے کر اس کے لئے حیا کی فطری چادر ضرور مہیا کر دیتی ہے، اور چاہتی ہے کہ عورت اس چادر سے ہر موقع پر مناسب

Marfat.com

کام لے۔

باپ

اَوْ اٰبَآءِ هِنَّ۔

یا اپنے "باپ" کے سامنے۔

آباء کے مفہوم میں دادا، پردادا، اور نانا، پرنانا سب ہی شامل ہیں۔

خسر

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ۔

یا اپنے "خسر" کے سامنے۔

شوہر کے دادا، پردادا، اور نانا، پرنانا کا بھی یہی حکم ہے۔

بیٹے

اَوْ اَبْنَآءِ هِنَّ۔

یا اپنے "بیٹوں" کے سامنے۔

بیٹوں میں پوتے، پرپوتے، اور نواسے، پرنواسے سب شامل ہیں اور اس معاملہ میں سگے، سوتیلے کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ نیز داماد کا بھی یہی حکم ہے۔

سوتیلے بیٹے

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ۔

یا اپنے "شوہروں کے بیٹوں" کے سامنے۔

بھائی

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ۔ یا اپنے "بھائیوں" کے سامنے۔

Marfat.com

بھائیوں میں سگے، سوتیلے اور ماں جائے بھائی سب شامل ہیں۔

بھتیجے

اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ۔

یا اپنے "بھائیوں کے بیٹوں" کے سامنے۔

بھائی کے پوتے، پرپوتے، اور نواسے، پرنواسے بھی اسی حکم میں ہیں۔

بھانجے

اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ۔

یا اپنی "بہنوں کے بیٹوں" کے سامنے۔

بہن کے پوتے پرپوتے، اور نواسے، پرنواسے کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر بھائی یا بہن سے تینوں قسم کے بھائی اور بہن مراد ہیں۔ یعنی اخیافی اور علاتی بہن بھائیوں کا بھی یہی حکم ہے۔

یہاں تک تو محرم رشتہ داروں کا ذکر تھا۔ آگے بعض ان لوگوں کا ذکر ہے جو رشتہ دار تو نہیں ہیں لیکن گھریلو زندگی میں ان سے ہمہ وقتی تعلقات ناگزیر ہیں۔ قرآن نے عورت کو بے جا تنگی میں مبتلا نہیں کیا ہے، بلکہ اُن کے سامنے بھی اظہار زینت کی اجازت دی ہے، کیونکہ ان کے سامنے آنے میں پردے کی مصلحتیں مجروح نہیں ہوتیں۔

میل جول کی عورتیں

اَوْ نِسَآئِهِنَّ۔

"یا اپنی میل جول کی عورتوں کے سامنے"

Marfat.com

اپنی میل جول کی عورتوں سے وہ عورتیں مراد ہیں جو جانی پہچانی ہوں، گھر کے کام کاج میں حصہ لینے والی ہوں، اور جو باحیا، شریف، پاکباز، اور نیک اطوار ہوں۔ ایسی ہی عورتوں سے مسلم خواتین آزادی کے ساتھ بے تکلف ہو سکتی ہیں۔ اور جو عورتیں آوارہ، بے حیا اور بد اطوار ہوں ان سے مسلم خواتین کو پردہ ہی کرنا چاہیئے۔ رہیں وہ عورتیں جن کے اخلاق و تہذیب کے بارے میں کچھ علم نہ ہو تو ان سے ویسا ہی پردہ ہونا چاہیئے جیسا نامحرم رشتہ داروں سے ہوتا ہے۔ یعنی ہاتھ اور چہرے کے علاوہ پورا جسم اور اس کی زینت ان سے چھپانی چاہیئے۔

مملوک لونڈی اور غلام

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۔

"یا اپنے مملوک[۱] کے سامنے"

یعنی وہ لونڈی اور غلام جو عورت کی ملکیت میں ہو۔

زیردست مغفل خدمتگار

اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ ۔

"یا ان زیردست مردوں کے سامنے جو عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے"

۱؎ حضرت عبداللہ ابن مسعودرضؓ، مجاہدرحؒ، حسن بصریؒ اور امام ابوحنیفہؒ مملوک سے صرف باندیاں مراد لیتے ہیں، اور ان کے نزدیک غلام سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضؓ، ام سلمہ رضؓ اور بعض ائمہ اہل بیت کا مسلک یہ ہے کہ اس سے باندی اور غلام دونوں مراد ہیں۔ ان کے نزدیک عورت اپنے غلام کے سامنے اظہار زینت کر سکتی ہے۔

Marfat.com

قرآن کے ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم مردوں کے سوا عورت جس مرد کے سامنے اپنی آرائش کے ساتھ بے تکلف آ سکتی ہے اس میں دو باتیں پائی جاتی ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ وہ محکوم اور زیر دست ہو، دوسرے یہ کہ جنسی خواہش نہ رکھتا ہو، یعنی وہ سیدھے سادے بے وقوف مرد جو اپنی محکومی، زیر دستی، فقر و مسکنت، بڑھاپے، جسمانی کمزوری یا عقلی فتور کی بنا پر یہ طاقت و ہمت نہ رکھتے ہوں کہ گھر کی خواتین پر نگاہ اُٹھا سکیں اور کوئی برا خیال دل میں لا سکیں، لیکن اگر کسی مرد میں مردانہ کمزوری کے باوجود جنسی خواہش دبی ہوئی ہو اور وہ عورتوں سے دلچسپی رکھتا ہو تو اس کے سامنے خواتین کو اظہار زینت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مدینہ میں ایک مخنث تھا جو گھروں میں آتا جاتا تھا، اور خواتین اُسے غیر اُولِی الاِربہ میں شمار کر کے اپنے ہاں آنے دیتی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضؓ کے گھر تشریف لے گئے تو وہ مخنث حضرت ام سلمہ رضؓ کے بھائی عبد اللہ ابن امیہ سے گفتگو کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اگر طائف فتح ہو جائے تو غیلان ثقفی کی بیٹی بادیہ کو ضرور حاصل کرنا۔ اور پھر اس نے بادیہ کے جسم اور حسن کی ایسی تعریف کی کہ اس کے پوشیدہ اعضا تک کی خوبیاں بیان کر ڈالیں۔ آپؐ نے سُنا تو فرمایا "خدا کے دشمن! تو نے تو اس میں نظریں گاڑ دیں"۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ "آیندہ یہ گھروں میں نہ آنے پائے، اس سے پردہ کرو"۔ اس روشنی میں سوچیئے تو معلوم ہو گا کہ تہذیب جدید سے متاثر عورتیں جن خانساموں، بیروں اور جوان جوان نوکروں کے سامنے آتی ہیں، وہ ہرگز قرآنی احکام کا احترام نہیں کرتیں، وہ شریعت کی اتباع میں نہیں بلکہ خواہشات کی اتباع میں لگی ہوئی ہیں۔

Marfat.com

نسوانی باتوں سے ناواقف لڑکے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۔

"یا ان لڑکوں کے سامنے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں"

یعنی وہ کم عمر لڑکے جن میں ابھی صنفی احساسات بیدار نہ ہوئے ہوں۔ اُس تعریف کی رُو سے خواتین صرف انہی لڑکوں کے سامنے زینت و زیبائش کے ساتھ آسکتی ہیں جن کی عمر دس بارہ برس سے زیادہ نہ ہو۔ اس سے زیادہ عمر کے لڑکے اگرچہ بالغ نہ ہوں لیکن ان میں جنسی احساسات بیدار ہونے شروع ہو جاتے ہیں، اور اُن کے معاملہ میں احتیاط برتنا ضروری ہے۔

والدین کے حقوق

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ - (لقمٰن ۱۴)

"اور ہم نے انسان کو یہ تاکید کی ہے کہ وہ اپنے والدین کا حق پہچانے۔"

معاشرتی زندگی میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔ اس حق کی عظمت و اہمیت کا اندازہ قرآن کے اس انداز بیان سے کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنے حق کے ساتھ ساتھ والدین کے حقوق کا ذکر فرمایا ہے، اور اپنے شکر کی تاکید کے ساتھ ساتھ یہ تاکید بھی کی ہے کہ والدین کے شکر گزار رہو۔

والدین کی شکر گزاری

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ - (لقمٰن ۱۴)

"ہم نے یہ وصیت کی ہے کہ) میرا شکر ادا کرو، اور اپنے والدین کے شکر گزار رہو۔"

محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی، انسانیت اور شرافت کا اولین تقاضا ہے، انسان کے وجود کا محسوس سبب والدین ہیں، پھر والدین ہی اس کی پرورش و حفاظت کرتے ہیں، اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، اور ہر طرح کی قربانی دے کر اس کو اس لائق بناتے ہیں کہ وہ ایک موثر اور مفید وجود کی حیثیت سے سوسائٹی میں زندگی گزار سکے۔ اس غیر معمولی قربانی اور بے مثل سرپرستی کا فطری تقاضا ہے کہ آدمی کا سینہ والدین کی عقیدت و احسان مندی اور عظمت و محبت سے سرشار ہو،

Marfat.com

اور وہ دل سے ان کا شکر گزار رہو۔

والدین سے بھلائی کرنا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

"اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔"

"بھلائی کرو" ایک ایسی جامع بات ہے جس میں ہر طرح کی خیرخواہی اور نیک سلوک شامل ہے۔

والدین کا ادب کرنا

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

"اور اُن سے ادب و احترام کی بات کہو۔"

یعنی گفتگو میں اُن کی عظمت اور اپنے مقام فرزندی کا خیال رکھو۔ ایک بار حضرت عبداللہ رضؓ نے ابن عباس رضؓ سے پوچھا، کیا آپ یہ چاہتے ہیں جہنم سے دور رہیں اور جنت میں داخل ہوں؟ ابن عباس رضؓ نے کہا کیوں نہیں، خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے پوچھا، آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباس رضؓ نے کہا جی ہاں، میری والدہ زندہ ہیں۔ ابن عمر رضؓ نے ارشاد فرمایا۔ اگر آپ اُن کے ساتھ نرمی سے بات چیت کریں، اور ان کے کھانے پینے کا خیال رکھیں تو آپ ضرور جنت میں جائیں گے۔ بشرطیکہ آپ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا۔ ایک سے پوچھا یہ دوسرے تمہارے کون ہیں؟ اس نے کہا، یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا، دیکھو، نہ ان کا نام لینا نہ کبھی ان سے آگے آگے چلنا اور نہ کبھی ان سے پہلے بیٹھنا۔

والدین پر خرچ کرنا

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۵ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ۔

(البقرہ ۲۱۵)

"لوگ آپ سے پوچھتے ہیں، ہم کیا خرچ کریں؟ ان سے کہہ دیجیے تم جو مال بھی خرچ کرو، پس اس کے پہلے مستحق والدین ہیں۔"

یعنی خدا کی مرضی کے مطابق اس کی راہ میں تم جو بھی خرچ کرو، وہ اس سے باخبر ہے، وہ ضرور تمہیں اجر دے گا۔ لیکن یہ ضرور خیال رکھو کہ سوسائٹی میں تمہارے مال کے جو مستحقین ہیں ان میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔

والدین کی مرضی کا لحاظ رکھنا

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

"اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں تو تم انہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکیاں دو۔"

یوں تو جوانی ہو یا بڑھاپا، ہر عمر میں والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی سے پیش آنا چاہیئے، لیکن بڑھاپے میں اس امر کی خصوصی تاکید اس لئے ہے کہ اس عمر میں کمزوری کے باعث بات کی برداشت کم ہو جاتی ہے، مزاج میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے، اور زندگی کی ان آخری گھڑیوں میں اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ اسلئے اس دور میں خاص طور پر تاکید ہے کہ ان کے ساتھ عاجزی اور نرمی کا اہتمام کیا جائے اور ہر بات میں ان کی مرضی اور مزاج کا خیال رکھا جائے۔

Marfat.com

انکساری سے پیش آنا

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ۔ (بنی اسرائیل ۲۴)

"اور عاجزی اور انکساری سے اُن کے سامنے جُھکے رہو"

"عاجزی سے جھکنے" کے مفہوم میں ادب و احترام، عقیدت و محبت، اطاعت و خدمت سب کچھ داخل ہے۔

والدین کیلئے دعا کرنا

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۴)

"اور دعا کرو کہ پروردگار! ان دونوں کے حال پر رحم فرما! جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی"

یعنی اے پروردگار! بچپن میں جب میں انتہائی بے بس و مجبور تھا اور ان کی سرپرستی اور پرورش کا انتہائی ضرورت مند تھا، انہوں نے جس رحمت و جانفشانی اور شفقت و محبت سے میری پرورش فرمائی، وہ انہی کا حصہ ہے۔ پروردگار! آج یہ بڑھاپے کی بے بسی اور کمزوری میں مجھ سے زیادہ خود رحمت و شفقت اور سرپرستی کے محتاج ہیں ـــــ خدایا! ان کی سرپرستی فرما۔ اور ان کے حال زار پر رحم کی نظر کر!

ماں کا حق زیادہ ہے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ ۔ (لقمٰن ۱۴)

"اور ہم نے انسان کو والدین کے حق ماننے کی تاکید کی ہے (خاص طور پر ماں کے حق کی کہ) اس کی ماں اس کو اٹھائے پھری، کمزوری پر

Marfat.com

کمزوری برداشت کرتے ہوئے۔"

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط (الاحقاف ۱۵)

"اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے (خاص طور پر ماں کے ساتھ کہ) اس کی ماں اس کو تکلیف کے ساتھ اٹھائے پھری، اور پھر پیدائش کے وقت دکھ اٹھایا۔"

بچوں کی پرورش میں بلاشبہ والد کو بھی دُکھ اُٹھانے پڑتے ہیں، لیکن ان دُکھوں کو ماں کے دُکھوں سے کوئی نسبت ہی نہیں ——— قرآن نے دونوں کے ساتھ نیک سلوک کی تاکید کرتے ہوئے ماں کے دُکھوں کا ذکر کر کے انتہائی لطیف انداز میں ماں کی خدمت واطاعت پر ابھارا ہے، اور ماں کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے جذبۂ احسان مندی کو ابھارنے کا نفسیاتی طریقہ اختیار فرمایا ہے۔

ماں کا خصوصی احسان

وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ ۔ (لقمٰن ۱۴)

"اور دو برس میں بچے کا دودھ چھڑانا ہے۔"

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط (الاحقاف ۱۵)

"اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت ۳۰ مہینے ہیں۔"

پہلی آیت میں دودھ چھڑانے کی مدّت دو سال بتائی گئی، اور دوسری آیت میں حمل اور دودھ چھڑانے کی مدّت ۳۰ مہینے بتائی گئی ہے۔ دونوں آیتوں کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ ۳۰ مہینوں میں چھ ۶ مہینے مدت حمل کے بھی شامل

Marfat.com

ہیں ، جو حمل کی کم سے کم مدت ہے ۔ دودھ پلانا ماں کا ایک اور خصوصی احسان ہے۔ اس کا تذکرہ بھی ایک لطیف اشارہ ہے کہ ماں تمہاری خدمت و اطاعت کی خصوصی مستحق ہے ۔

اطاعت والدین کی حد

وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(عنکبوت ۸)

" اور اگر وہ دونوں تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شرک کرو جس کے لئے تمہارے پاس کوئی واقعی علم و دلیل نہیں ہے ، تو ہرگز ان کا کہنا مانو ——— میرے ہی پاس تم سب کو پلٹ کر آنا ہے ، پس میں تم میں سے ہر ایک کو بتا دوں گا کہ تم دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہو "

یہ تو حقیقت ہے کہ خدا کے بعد سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے اور خدا کے بعد انہی کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے ۔ لیکن والدین کی یہ اطاعت خدا کی اطاعت کے تحت ہے نہ کہ اس سے آزاد ۔ اگر سوءِ اتفاق سے کسی کے والدین شرک اور نافرمانی پر مجبور کرنے لگیں تو ان کی اطاعت ہرگز نہ کی جائے خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جا سکتی ۔ ماں باپ کی اطاعت اسی حد تک کی جائے گی جہاں خدا کی نافرمانی نہ ہو ۔

مشرک والدین کے ساتھ حسن سلوک

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ
أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○
(لقمان ۱۵)

"اور اگر وہ دونوں تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شرک کرو جس کے لئے تمہارے پاس کوئی واقعی علم و دلیل نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہنا نہ مانو، اور نیک سلوک کرتے رہو دنیا کی زندگی میں، البتہ پیروی صرف اس کے راستے کی کرو جو میری طرف رجوع ہو پھر میرے ہی پاس تم سب کو پلٹ کر آنا ہے، اس وقت میں تم سب کو بتا دوں گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو"

خدا کی نافرمانی کے معاملہ میں ان کی اطاعت سے انکار کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اب ان کا کوئی حق ہی نہ رہا۔ دنیا کی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک، ان کی خدمت اور ان کی ضروریات کا بہر حال خیال رکھنا ہوگا۔ پھر آخر کار سب کو خدا ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، وہاں ہر ایک کو اس کے کیے کے مطابق جزا یا سزا لازماً ملے گی۔

باپ دادا کی اندھی تقلید جہالت ہے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ○
(البقرہ ۱۷۰)

"اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کی پیروی کرو تو ڈھٹائی سے جواب دیتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اسی طریقے کی

Marfat.com

پیروی کرتے رہیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو، اور راہ راست نہ پائی ہو تو بھی یہ ان کی اندھی پیروی کیے ہی جائیں گے؟"

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ (المائدہ ۱۰۴)

"اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قانون کی پیروی کرو جو خدا نے نازل فرمایا ہے، اور اس رسول کی اطاعت کرو، تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ تو کیا یہ اندھی تقلید ہی کیے جائیں گے خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں، اور صحیح راہ سے بالکل بے خبر ہوں۔"

اطاعت والدین میں کوتاہی

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِىْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۵)

"تمہارا رب اس سے اچھی طرح واقف ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، اگر تم نیک اور سعادت مند بن کر رہو تو خدا صحیح رویے کی طرف پلٹ آنے والوں کے لئے بہت درگزر فرمانے والا ہے۔"

"اوابین" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے قصوروں پر متنبہ ہونے ہی صحیح رویے کی طرف پلٹ آتے ہیں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تو تمہارے دل کے جذبات

Marfat.com

کو دیکھتا ہے، اگر تم نیک اور سعادت مند بن کر رہنا چاہتے ہو، اور پھر کبھی نادانی میں تم سے کوئی نافرمانی ہو جاتی ہے تو وہ تمہاری پکڑ نہ فرمائے گا۔ وہ تو بہت زیادہ درگزر فرمانے والا ہے۔ اگر بندہ اپنے قصور پر متنبہ ہوتے ہی صحیح رویے کی طرف پلٹ آئے۔

اولاد اور نسل کے حقوق

جس طرح اولاد پر والدین کے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح والدین پر بھی اولاد اور نسل کے کچھ حقوق ہیں جنہیں ادا کئے بغیر ایسا معاشرہ ہرگز وجود میں نہیں آسکتا جس سے صلاح و فلاح کی توقع کی جا سکے، اور جس پر کسی اعلیٰ تمدن کی عمارت اٹھائی جا سکے۔

نسل کی حفاظت کرو

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۳۱)

"اور اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے، اور تمہیں بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ نسل کشی بہت ہی بڑا گناہ ہے۔"

یہ آیت نسل کشی کو عظیم ترین گناہ قرار دیتی ہے اور اس کی رو سے قتلِ اولاد کی تمام ہی شکلیں ناجائز قرار پاتی ہیں۔ خواہ وہ اسقاطِ حمل ہو یا منعِ حمل، یا مرد و عورت کا آپریشن۔ خدا نے جن روحوں کو اس سرزمین پر جسمانی لباس دینا طے کیا ہے، ان کے رزق کا سامان بھی اس نے خشکی اور تری میں پھیلا رکھا ہے۔ اب یہ انسان کی انتہائی پستی، کم ہمتی اور بدعقلی ہے کہ وہ افزائشِ رزق کے اسباب مہیا کرے اور تلاش

رزق کی محنت اور کاوش کرنے سے توجہ چُراتا ہے لیکن رزق کی کمی کی دہائی دے کر نسل کشی جیسے بدترین جرم کا مرتکب ہوتا ہے، اور انسانی معاشرہ کی جڑیں کاٹتا ہے کون جانتا ہے کہ پیدا ہونے والوں میں کون سا وجود معاشرہ کو کن کن ترقیوں اور سر بلندیوں کی راہ سجھائے گا، اور رزق کے کن کن پوشیدہ خزانوں کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہوگا۔ قرآن شریف ہرگز اسے گوارہ نہیں کرتا کہ انسان اس بدترین لعنت میں گرفتار ہو کر اپنی موت کا سامان کرے۔ وہ پُرزور تعلیم دیتا ہے کہ نسل انسانی کی حفاظت کرو، اور رزق کے لئے خدا پر بھروسہ رکھو۔ آخر تمہیں رزق کون دے رہا ہے؟ جو خدا تمہیں رزق دے رہا ہے وہی خدا ان کو بھی رزق دے گا۔

اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ط (تحریم ۶)

"مسلمانو! اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"

ماں باپ پر اولاد کا سب سے بڑا حق یہی ہے کہ وہ انہیں تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں، تاکہ وہ اپنی زندگی کا مقصد پہچان سکیں، ان کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو، اور وہ آخرت کے عذاب سے بچنے کی فکر کر سکیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، باپ کا اپنی اولاد کے لئے بہترین تحفہ یہی ہے کہ وہ اسے بہترین تعلیم و تربیت سے آراستہ کرے۔

اولاد کے لئے دُعا

وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي۔ (احقاف ۱۵)

"اور میری اولاد میں صلاح و تقویٰ دے"

Marfat.com

ایک مومن کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک بن کر اُٹھے اور اس کے ذریعے دنیا میں نیکی پھیلے۔ چنانچہ ایک مومن اس کے لئے ہر ممکن تدبیر بھی کرتا ہے، اور پھر خدا سے دعائیں بھی کرتا ہے۔ اس لئے کہ ہر کام خدا کی نصرت اور توفیق ہی پر موقوف ہے۔

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا۔ (مریم ۲۶)

"پس تم کھاؤ پیو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔"

یہ تسکین و تشفی کا وہ کلمہ ہے جو حضرت عیسیٰ ع کی پیدائش کے وقت حضرت مریم ع سے کہا گیا تھا۔

اولاد کی آرزو کس لئے؟

قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

(مریم ۴-۶)

"زکریا ع نے عرض کیا، پروردگار! میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں، اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے، اور میں تجھ سے مانگ کر کبھی نامراد نہیں رہا۔ (پروردگار!) مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائی کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے، تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث

Marfat.com

عطا فرما دے، جو میری میراث بھی پائے اور آل یعقوبؑ کی میراث بھی پائے۔ اور پروردگار! اس کو اپنا پسندیدہ بندہ بنا۔"

ایک مومن، اولاد کی آرزو کس لئے کرتا ہے؟ اس لئے نہیں کہ اس کے بعد وہ جائداد کا وارث بنے۔ اس کی جمع کی ہوئی دولت کا مالک ہو، بلکہ اس کی دلی آرزو صرف یہ ہوتی ہے کہ میرے بعد میری اولاد بھی اس دین اور اس پیغام کی علمبردار بنے جس کے لئے میں نے اپنی زندگی کھپائی۔

رشتہ داروں کے حقوق

والدین کے بعد سب سے اہم حق رشتہ داروں کا ہے۔ آدمی کی پرورش و پرداخت میں والدین کے بعد سب سے بڑا حصہ عزیز و اقارب ہی کا ہوتا ہے انہی کی شفقت و محبت، تعاون و ہمدردی اور حمایت و پشت پناہی میں آدمی پروان چڑھتا ہے ——— پھر کوئی ذی شعور ان کے حقوق سے کیونکر غفلت برت سکتا ہے؟ ——— ان کے حقوق خدا نے مقرر فرمائے ہیں، اور بار بار تاکید فرمائی ہے کہ ان سے بے نیازی نہ دکھاؤ۔ ان کے حقوق سے غفلت خدا کی نافرمانی اور معصیت ہے۔ اور ان کے حقوق کی نگہداشت دراصل خدا کی فرمانبرداری ہے۔

صلہ رحمی

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط (النساء ۱)

"اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا

حق مانگتے ہو، اور قرابت کے رشتوں کو بگاڑنے سے بچو۔"

خدا نے انسان کو اس کی خاندانی، معاشرتی اور تمدنی ضرورتوں میں دوسرے انسانوں کے تعاون، مدد اور سہارے کا محتاج بنایا ہے اور تعلقات کی قربت کے باعث وہ رشتہ داروں کے تعاون، مدد، اور ہمدردی کا اور زیادہ محتاج ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ وہ ہمیشہ ان کے حقوق کی حفاظت کرے، صلہ رحمی کرے، اور کسی وقت بھی قطع رحم یا بدسلوکی کا معاملہ نہ کرے۔

رشتوں کو جوڑے رکھو

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ۔ (الرعد ۲۱)

"اور (اصحاب عقل) ان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں، جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔"

خدائی احکام پر ایمان لانے والے مومنین کی امتیازی خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے امکان بھر ان تمام رشتوں کو جوڑے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور کبھی ان کو ٹوٹنے نہیں دیتے۔

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ۔ (بنی اسرائیل ۲۶)

"اور رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔"

یہاں حق سے مراد ہر قسم کا حق ہے۔ مالی، اخلاقی، معاشرتی، اس کا مطلب یہ ہے کہ رشتہ دار کا کوئی حق مارنا براہ راست خدا کے حکم سے سرتابی کرنا ہے۔

Marfat.com

رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرو

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی۔

(النحل۔ ۹۰)

" اللہ عدل اور احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کا حکم دیتا ہے "۔

عدل سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کے حقوق میں توازن و تناسب قائم کیا جائے، اور ہر ایک کو اس کا ٹھیک ٹھیک حق بے لاگ طریقہ پر دیا جائے۔

احسان یہ ہے کہ خود کم پر راضی رہ کر دوسرے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ دیا جائے۔ اور ہر ایک کے ساتھ فیاضی اور فراخدلی کا معاملہ کیا جائے۔

عدل و احسان دو ایسی بنیادی خوبیاں ہیں جن پر پورے انسانی معاشرے کی درستی کا انحصار ہے۔ اس لئے اجتماعی زندگی کے تمام معاملات میں ان خوبیوں کی روح جاری و ساری رہنی چاہیئے، اور ہر ایک کے ساتھ عدل و احسان کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ خاص کر رشتہ داروں کے معاملہ میں تو آدمی کو اور بھی زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے، کیونکہ عام لوگوں کے مقابلہ میں وہ ہمارے سلوک، تعاون اور امداد کے زیادہ مستحق ہیں، ہمارے مالوں میں صرف ہمارا اور ہمارے بیوی بچوں کا حق ہی نہیں ہے بلکہ رشتہ داروں کا بھی حق ہے، اور خدا کا قانون ہمیں پابند کرتا ہے کہ ہم ان کی ضرورتیں پوری کرنے میں پوری فراخدلی سے کام لیں، اور ان کا حق تسلیم کرتے ہوئے ان کی مدد کریں۔

Marfat.com

رشتہ داروں سے محبت

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔

(شوریٰ ۲۳)

"اے نبی! کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس دعوت و تبلیغ کا اپنے لئے کوئی صلہ نہیں چاہتا، مگر یہ کہ قرابتداروں میں باہمی مودت و محبت ہونی چاہیے۔"

مطلب یہ ہے کہ نبیؐ اپنی کسی ذاتی غرض یا نفع کے لئے خدا کا پیغام نہیں پہنچا رہے ہیں، جس کا اعتراف خود تمہیں بھی ہے۔ بلکہ اس کے قبول کرنے میں درحقیقت تمہارا ہی بھلا ہے۔ یہ پیغام رشتہ داروں میں باہمی اُلفت و محبت کے جذبات اُبھارتا ہے، اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں فیاض اور فراخدل بنا دیتا ہے، اور اس کی شہادت ان لوگوں کی زندگی میں تم کو مل رہی ہے، جو اس حق کے پیرو بن گئے ہیں۔

تمہارے مال کے اولین مستحق رشتہ دار ہیں

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ (البقرہ ۲۱۵)

"کہہ دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اُس کے مستحق (درجہ بدرجہ) ماں باپ اور رشتہ دار ہیں، پھر یتیم، مسکین اور مسافر ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کے لئے جو مال تم خرچ کرنا چاہو وہ خدا کی بنائی ہوئی ترتیب کے مطابق خرچ کرو، ایسا نہ ہو کہ خیرات کے جذبہ میں اندھادھند

تم دوسروں پر تو خرچ کرنے لگو، اور ماں باپ اور رشتہ داروں کو بھول جاؤ، بلکہ تمہارے مال کے اولین مستحق یہی لوگ ہیں۔ خدا کی خوشنودی اسی میں ہے کہ پہلے ان پر خرچ کرو اور پھر دوسروں پر۔ خدا نے ہر ایک کا درجہ بدرجہ حق رکھا ہے۔

رشتہ داروں کی مالی امداد

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی۔ (البقرہ ۱۷۷)

"نیکی یہ ہے کہ خدا کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں پر خرچ کرو۔"

دین کے چند مظاہر پر کاربند ہو جانا نیکی نہیں ہے، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لا کر اس کے تقاضے پورے کرے۔ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آدمی خدا کی محبت میں اپنا محنت سے کمایا ہوا دلپسند مال رشتہ داروں پر خرچ کرے۔

میراث سے محروم عزیزوں کے ساتھ سلوک

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (النساء ۸)

"اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (ترکہ سے محروم) رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو، اور اُن سے بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔"

میت کے وارثوں کو یہ ہدایت دی جا رہی ہے کہ اگر میراث کی تقسیم کے وقت رشتہ اور کنبہ کے کچھ نادار لوگ آجائیں یا دوسرے غریب محتاج یا یتیم بچے اس لگے موقع پر پہنچ جائیں تو اُن کے ساتھ فیاضی اور عالی ظرفی کا معاملہ کرو۔ از روئے شرع میراث میں ان کا حصہ نہیں ہے تو نہ سہی یوں ہی کچھ دے کر ان کمزوروں کو سہارا دو۔ اگر تمہارے

ر اور کنبے کے لوگ ننگے بھوکے ہیں تو ان کا سنبھالنا تمہارا ہی کام ہے، ان کا دل
ریں لو، اور چھوٹے دل والے کم ظرف لوگوں کی طرح ان سے دل توڑ دینے والی
یں نہ کہو۔

ستہ دار اگر برا برتاؤ کریں تب بھی ان کی مدد کرو

وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا
تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النور ۲۲)

"تم میں سے جو لوگ خوشحال ہیں، اور وسعت رکھتے ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ رشتہ داروں، محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کریں گے، ان کو چاہیئے کہ عفو و درگزر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے؟ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ معاف کرنے والا اور مہربانی فرمانے والا ہے۔"

حضرت مسطح رض ایک نادار مہاجر تھے۔ یہ حضرت ابوبکر رض کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے حضرت ابوبکر رض ہر طرح ان کی مدد فرماتے، اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے۔ حضرت عائشہ رض کے خلاف جو طوفان منافقین نے اٹھایا اس میں جو چند مسلمان اپنی غلطی سے شریک ہو گئے تھے، ان میں ایک حضرت مسطح رض تھے اس واقعہ سے متاثر ہو کر حضرت ابوبکر رض نے قسم کھالی کہ آیندہ میں مسطح رض کی ہرگز مدد نہ کروں گا، انہوں نے تمام پچھلے احسانات کو بھی بھلا دیا، اور رشتہ کا بھی ذرا پاس و لحاظ نہ کیا، ممکن ہے اس طرح کے کچھ اور واقعات بھی پیش آئے ہوں۔ بہرحال اس موقع کے لئے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے یہ ہدایت فرمائی کہ عفو و درگزر سے کام لو اور عالی ظرفی کا ثبوت دو۔ اگر کوئی رشتہ دار رشتہ کا لحاظ نہ بھی نہ کرے تب بھی تم ان کے ساتھ بھلائی کرو۔ تم رشتہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک کروگے تو اللہ بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ سُنا۔ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تمہیں بخش دے؟" تو حضرت فوراً پکار اُٹھے۔ بَلٰی یَا رَبَّنَا اِنَّا نُحِبُّ" ہاں ہاں پروردگار کیوں نہیں، ہم ضرور چاہتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے۔"

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص رشتہ داروں کے ساتھ اس لئے سلوک کرتا ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں، تو یہ کوئی اونچے درجہ کی صلہ رحمی نہیں ہے، کمال درجہ کی صلہ رحمی تو یہ ہے کہ جب دوسرے رشتہ دار اس سے اپنا تعلق توڑیں تو یہ اس وقت بھی ان سے تعلق جوڑے رکھے، اور ان کے حقوق ادا کرتا رہے۔"

یتیموں کے حقوق

یتیم انسانی سوسائٹی کا وہ کمزور ترین فرد ہے جو اپنی پرورش و پرداخت میں معاشرہ کے دوسرے افراد کا انتہائی ضرورت مند ہے، اور قرآن نے مسلمانوں کو پابند بنایا ہے کہ وہ اُن کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کریں، اور انسانیت کے اس سرمایہ کو ضائع نہ ہونے دیں۔

یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرو

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی۔ (النساء ۳۶)

"اور ماں باپ، رشتہ دار اور یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں
کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ اور مسلمانوں کا سب سے برا گھر وہ ہے
جس میں یتیم ہو، اور اُس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جائے۔"[1]

ان سے اولاد جیسا برتاؤ کرو

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ (النساء ۹)

"اور لوگوں کو اس بات کا خیال کر کے ڈرنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے بے بس ننھے بچے چھوڑتے تو مرتے وقت انہیں اپنے بچوں کے بارے میں کیسے کچھ اندیشے لاحق ہوتے۔ پس ضروری ہے کہ وہ خدا سے ڈریں، اور معقول بات کریں۔"

مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہر کوئی اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس کے بعد اس کی اولاد کے ساتھ کوئی سختی اور زیادتی کی جائے، اسی طرح یتیم بھی کسی کے بچے ہیں۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ تمہارے بچوں کے ساتھ کوئی برائی کی جائے، تو یتیموں کے ساتھ بھی نرمی اور بھلائی کا ایسا ہی سلوک کرو، جیسا تم چاہتے ہو، کہ تمہارے بچوں کے ساتھ دوسرے کریں۔ تمہیں چاہیئے کہ یتیموں کے ساتھ نہایت شفقت و نرمی کی گفتگو کرو۔ کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے ان کے ٹوٹے ہوئے دل کو ٹھیس پہونچے۔

---

[1] ابن ماجہ

ان کو جھڑکی نہ دو

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿ (الضحیٰ)

"اور یتیم کو جھڑکو نہیں، (بلکہ اس کی دلجوئی کرو)۔"

ان پر اپنا مال خرچ کرو

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى - (البقرہ ۲۱۵)

"کہہ دیجیے، جو مال تم خرچ کرتے ہو، اس کے مستحق والدین ہیں (پھر) رشتہ دار (اور پھر) یتیم بچے۔"

یعنی اپنے مال میں ان کا حق سمجھو، اور ان پر خرچ کر کے احسان نہ جتاؤ بلکہ یوں سمجھو کہ تم نے حقدار کا حق ادا کر دیا۔

اُن کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ - (الانعام ۱۵۲)

"اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ مگر ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنے سنِ رُشد کو پہنچ جائے۔"

مطلب یہ ہے کہ یتیم کے مال سے اپنی ذات کے لئے فائدہ اٹھانے کی ہرگز نہ سوچو۔ ہاں یتیم کی خیر خواہی اور نفع کے لئے نیک نیتی کے ساتھ ان کا مال ہاتھ میں لے سکتے ہو۔

Marfat.com

ان کا مال کھانا جہنم کی آگ سے پیٹ بھرنا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡكُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝ (النساء ۱۰)

"جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتے ہیں۔ وہ لازماً جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے"

ان کے اچھے مال سے برا مال نہ بدل لو

وَاٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی اَمۡوَالَهُمۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪

(النساء ۲)

"اور یتیموں کا مال انہی کو دو۔ اور ان کے اچھے مال اپنے برے مالوں سے نہ بدلو"

یعنی یتیموں کے مال انہی کے مفاد میں لگاؤ، اور یہ نہ کرو کہ اپنی بری چیزیں ان کے حوالے کر کے، ان کا اچھا مال ہتھیانے لگو۔

شرکت کے بہانے ان کا مال نہ کھاؤ

وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِیۡرًا ۝

(النساء ۲)

"اور ان کے ل اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے"

رہائش اور مال مشترک رکھ سکتے ہو

وَاِنۡ تُخَالِطُوۡهُمۡ فَاِخۡوَانُكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ

Marfat.com

الْمُصْلِحِ ط وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥
(البقرۃ ۲۲۰)

"اور اگر تم اپنا اور ان کا خرچ اور رہنا سہنا مشترک رکھو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، آخر وہ تمہارے بھائی بندہی تو ہیں، برائی کرنے والے اور بھلائی کرنے والے، دونوں کا حال اللہ پر روشن ہے، اگر اللہ چاہتا تو اس معاملہ میں تم پر سختی کرتا، مگر وہ صاحبِ اختیار ہونے کے ساتھ صاحبِ حکمت بھی ہے۔"

ان کا مال بقدر ضرورت خرچ کرو

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا۔ (النساء ۶)

"اور ایسا کبھی نہ کرنا کہ حد انصاف سے تجاوز کر کے اس خوف سے اُن کے مال جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔"

مالدار ان کے مال سے حق الخدمت نہ لے

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ۔ (النساء ۶)

"اور خوشحال آدمی کو اُن کے مال سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

ان کی سرپرستی اور مال کی حفاظت میں بہر حال یتیم کے سرپرست کا وقت صرف ہوگا۔ لیکن اگر سرپرست آسودہ حال ہے تو پھر للہ یہ خدمتِ انجام دے۔ یتیم کے مال سے اس کا معاوضہ ہرگز نہ لے۔

نادار حق الخدمت لے سکتا ہے

وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ط (النساء ۶)

Marfat.com

"اور جو غریب ہو وہ معروف دستور کے مطابق کھائے۔"

یعنی نادار آدمی حق الخدمت لے سکتا ہے، لیکن اس کو دو باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ وہ اتنا واجبی ہو کہ خدا اور بندے دونوں کی نظر میں مناسب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ چوری چھپے نہ لے بلکہ کھلم کھلا لے۔ اور اس کا حساب رکھے۔

ان کے معاملہ میں انصاف پر قائم رہو

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ (النساء ۱۲۷)

"اور یہ کہ یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر قائم رہو، اور جو بھلائی تم کرو گے وہ اللہ کے علم سے چھپی نہ رہ جائے گی"

اُن کو سدھارنے کی کوشش کرو

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ط (البقرہ ۲۲۰)

"اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اُن کو جواب دیجیے کہ جس طرزِ عمل میں ان کا سدھار ہو وہی بہتر ہے"

یعنی یتیموں کے ساتھ جو طرزِ عمل بھی تم اختیار کرو پیشِ نظر یہ رہے کہ ان کا بھلا ہو، ان کا مال اپنے مال کے ساتھ شریک کر کے رہنا سہنا، کھانا پینا، مشترک رکھو یا الگ، بہرحال ان کو سدھارنے اور مالی فائدہ پہنچانے کی کوشش کرو، اور ان کے ساتھ وہ طرزِ عمل رکھو جس میں ان کی بہتری ہو۔

ناسمجھی کے زمانہ تک مال اُن کو نہ دو

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا

وَارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ٥
(النساء ۵)

"اور مال جسے اللہ نے تمہارے لئے قیام زندگی کا ذریعہ بنایا ہے
ناسمجھ بچوں کے حوالے نہ کردو۔ البتہ ان کے کھانے، کپڑے کا انتظام کرتے
رہو۔ اور انہیں بھلائی کی بات سمجھاتے رہو۔"

مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے، اس لئے جب تک عاقل و بالغ نہ ہو جائیں، اور اُن میں مال کی حفاظت کی صلاحیت پیدا نہ ہو اُن کے قبضہ میں دے کر اُن کی طرف سے بے پروا نہ ہو جاؤ، بلکہ مال کو اپنے قبضہ میں رکھو، البتہ اُس سے اُن کے کھانے کپڑے کا انتظام کرو، اور انہیں سمجھاتے رہو کہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ تمہاری ہی خیر خواہی کے لئے کیا جا رہا ہے، یہ مال تمہارا ہی ہے، اور تمہارے ہی حوالے کیا جائے گا۔

عقل و شعور آنے پر اُن کے مال اُن کے حوالے کر دو

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ
رُشْدًا فَادْفَعُوْا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ج (النساء ۶)

"اور یتیموں کا برابر جائزہ لیتے رہو، یہاں تک کہ وہ نکاح کی شعوری
عمر کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم اُن کے اندر اہلیت پاؤ تو اُن کے مال اُن کے
حوالے کر دو۔"

یعنی یتیم بچوں پر برابر نگاہ رکھو کہ وہ معاملات کی اونچ نیچ کو سمجھنے لگیں اور اپنے فائدے اور نقصان کا اندازہ کر سکیں۔ اس کیلئے ان کو برابر جانچتے رہو، پھر جب

یہ بلوغ کی عمر کو پہونچیں، اور تمہیں محسوس ہو کہ اب ان میں اپنے معاملات کو خود اپنی ذمہ داری پر چلانے کی اہلیت و صلاحیت پیدا ہو گئی ہے، تو اطمینان کے ساتھ اُن کے مال اُن کے قبضے میں دے دو۔

گواہوں کی موجودگی میں مال حوالے کرو

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (النساء ۶)

"پھر جب مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو اُن پر گواہ بنا لو اور حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔"

یتیم کا مال حوالہ کرتے وقت گواہوں کی موجودگی میں پوری تفصیل سمجھا دو تاکہ بعد میں کوئی اختلاف رونما نہ ہو، لیکن اس بات کا بہر حال ہر وقت خیال رکھو کہ یتیم یا شاہدوں کا اطمینان کوئی آخری بات نہیں ہے، اصل معاملہ اس خدا سے ہے جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اور جو حساب میں انتہائی جزرس ہے۔ یتیم کے معاملہ میں خدا کا تصور ہی سدھار کی ضمانت ہے۔

انصاف نہ کر سکنے پر یتیم لڑکیوں سے نکاح نہ کرو

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ (النساء ۳)

"اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم بچیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے، تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں اُن سے نکاح کر لو۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر یتیم لڑکیاں کسی وجہ سے تمہیں پسند نہ ہوں تو

محض اس وجہ سے ان سے نکاح نہ کر لو کہ ان کا مال تمہارے قبضہ میں رہے گا، یا مہر کم سے کم دینا پڑے گا، یا ہم جو بھی سلوک کریں گے کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا صحیح بات یہ ہے کہ ایسی صورت میں تم ان بچیوں کا نکاح دوسرے لوگوں سے کر دو۔ اور ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔

اہل حاجت کے ساتھ سلوک

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ۔

(النسآء ۳۶)

"اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو، اور (اسی طرح) رشتہ داروں، یتیموں اور حاجتمندوں کے ساتھ"

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سوسائٹی کے ناداروں، حاجتمندوں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرے، ان کا سہارا بنے، اور ان کی ضرورتوں میں کام آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرے گا، خدا اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا، خدا قیامت میں اس کی مصیبت دُور کرے گا"

مومن کے مال میں اُن کا حق ہے

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (الذاریات ۱۹)

"اور اُن کے مال میں حق ہے مانگنے والے کا بھی اور نہ مانگنے والے کا بھی"

محروم سے مراد وہ نادار اور شکستہ حال شریف لوگ ہیں جو انتہائی احتیاج کے باوجود کبھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔

سائل کو نہ جھڑکو

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ (الضحیٰ ۹) "اور مانگنے والے کو جھڑکو نہیں"

Marfat.com

مسکین کو نہ دینے کی ہولناک سزا

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۙ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۙ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۙ (الحاقہ ۳۰-۳۷)

"پکڑو اس کو، اور اس کے گلے میں طوق ڈالو، پھر ڈال دو اس کو آگ کے گڑھے میں، اور جکڑ ڈالو اس کو ستر گز لمبی زنجیر میں، یہ وہ (مجرم) ہے جو اللہ عظیم پر ایمان نہ لایا تھا۔ اور فقیر و مسکین کو کھلانے کے لئے کسی کو ترغیب نہ دیتا تھا۔ (نہ خود کھلاتا اور نہ دوسروں کو آمادہ کرتا تھا) اب آج اس کا کوئی حمایتی اور دوست نہیں (جو اس کو عذاب سے بچا سکے) اور آج اس کے کھانے کے لئے زخموں کے دھوون کے سوا کچھ نہیں ہے، جس کو اس قسم کے مجرم ہی کھاتے ہیں (جو رسول کے صاف صاف بتانے کے باوجود زندگی بھر اسی کے کھانے کی مشق بہم پہنچاتے رہے)"

فقیروں سے مال بچانے کی عبرتناک داستان

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِیْنَ ۙ وَ لَا یَسْتَثْنُوْنَ ۙ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآىٕمُوْنَ ۙ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ۙ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ۙ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ۙ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ۙ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ۙ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ ۙ

Marfat.com

فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ (القلم، ۱۷-۲۷)

"ہم نے انہیں اسی طرح آزمایا جس طرح "باغ والوں" کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہوتے ہم اس کے سارے پھل لازماً توڑلیں گے، اور انشاء اللہ نہ کہا، سو وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ آپ کے رب کی طرف سے (راتوں رات) اس پر ایک آفت پھر گئی۔ اور وہ ایسا ہوگیا جیسے کٹی ہوئی برباد کھیتی۔ جب صبح ہونے لگی تو وہ ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے کہ اگر تمہیں کھیتی کاٹنی ہے تو سویرے سویرے کھیتی پر جا پہنچو۔ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے کہتے جاتے تھے کہ دیکھو آج یہاں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے، اور سویرے ہی جا پہنچے۔ گویا کھیتی اُن کے بس میں ہے۔ جب ان کی نظر باغ پر پڑی تو (ویران دیکھ کر) کہنے لگے، ہم یقیناً راستہ بھول گئے، نہیں، بلکہ ہماری تو قسمت ہی پھوٹ گئی۔"

"انشاء اللہ نہ کہا"، یعنی انہوں نے اپنی تدبیروں ہی کو سب کچھ سمجھ لیا تھا، اور خدا کی مشیت وارادے سے بالکل ہی آنکھیں بند کرلی تھیں، حالانکہ انسانی ارادے اور تدبیریں کوئی چیز ہی نہیں ہیں، اگر خدا کا ارادہ اور مشیت ساتھ نہ دے۔

حاجتمندوں سے غفلت روزِ جزا کی تکذیب کا نتیجہ ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (الماعون)

"بھلا تم نے اس کو بھی دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہ وہی دنیا پرست

Marfat.com

ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور فقیر کو کھلانے کے لیئے آمادہ نہیں کرتا ہے۔"

یعنی نہ خود کو آمادہ کرتا ہے، اور نہ سوسائٹی کے دوسرے آسودہ حال لوگوں کو آمادہ کرتا ہے ——— ایسا شخص دراصل روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے۔

پڑوسی اور ساتھی کے ساتھ حسن سلوک

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ۔

(النساء ۳۶)

"(اور نیک برتاؤ کرو) پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے۔"

پڑوسی مسلم بھی ہو سکتا ہے، اور غیر مسلم بھی، رشتہ دار بھی ہو سکتا ہے اور اجنبی بھی، دُور کا بھی ہو سکتا ہے اور دیوار تلے کا بھی۔ اصولی طور پر تو سب ہی کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید کی گئی ہے۔ لیکن احادیث کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حیثیتوں کے لحاظ سے اُن کے حقوق کی نوعیتیں بھی مختلف ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں ہی پڑوسی حسن سلوک کے مستحق ہیں، لیکن جو پڑوسی دولت اسلام سے بہرہ ور ہے، اس کا ایک حق اور بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ دینی رفیق بھی ہے۔ اسی طرح اگر پڑوسی رشتہ دار بھی ہو تو اجنبی کے مقابلہ میں اس کا حق کچھ زائد ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید بھی ہے۔ پھر دیوار تلے کا پڑوسی، جس کا دروازہ دوسرے کے مقابلہ میں قریب ہو، وہ اپنے قرب کی وجہ سے دُور کے پڑوسی سے زیادہ سلوک کا مستحق قرار پاتا ہے۔

Marfat.com

پہلو کے ساتھی سے مراد ہم نشین دوست بھی ہے، اور وہ ساتھی بھی جس کا کہیں کسی وقت ساتھ ہو جائے۔ راستہ چلتے ساتھ ہو جائے، کاروباری معاملہ میں ساتھ ہو جائے، سفر میں ساتھ ہو جائے۔ یہ وقتی ہمسائگی بھی ہر شریف اور مہذب آدمی پر ایک حق عائد کر دیتی ہے، اور اس وقتی رفاقت کا تقاضا ہے کہ اس کے ساتھ نیک برتاؤ کیا جائے، اور کوشش کی جائے کہ اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

مسافر اور مہمان کے ساتھ نیک برتاؤ

وَابْنِ السَّبِيلِ۔ (النساء ۳۶)

"(اور نیک برتاؤ کرو) مسافر کے ساتھ"

مسافر یا مہمان جو اپنے گھر سے دور ہو، اور ہمارے پاس آکر ٹھہرے اس کی ضرورتوں کا خیال اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ بھی ضروری ہے۔

غلام اور خدمتگار کے ساتھ سلوک

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ (النساء ۳۶)

"(اور نیک برتاؤ کرو) لونڈی غلاموں سے"

جس طرح لونڈی غلاموں سے نیک برتاؤ کی تاکید ہے ——— یہی حکم عام خدمتگاروں اور ملازموں کا بھی ہوگا۔ ان کے ساتھ مہربانی اور سلوک بھی ضروری ہے، اور اس کے لئے بھی احادیث میں تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔

Marfat.com

باب سوم

معاملات

Marfat.com

خدا نے انسان کے لئے وہ تمام ہی چیزیں حلال رکھی ہیں جو پاک ہیں، اور انسانی اخلاق پر اچھے اثرات ڈالنے والی ہیں۔ اور صرف انہی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو اپنے اخلاقی نتائج کے اعتبار سے انسان کے لئے ناپسندیدہ ہیں اور طبعًا ناپاک ہیں۔ آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی علامات واضح کرتے ہوئے بھی قرآن نے وضاحت کی ہے کہ "وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کریں گے، اور ناپاک چیزیں حرام فرمائیں گے"۔

Marfat.com

معاملات

انسانی معاملات میں جائز و ناجائز کے حدود مقرر کرنا، اور حلال و حرام کے احکام دینا خدا ہی کا حق ہے، اور اس حق میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ توحید کا ایک پہلو یہ ہے کہ عبادت خالص خدا کی ہو۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ معاملات میں صرف اسی کے احکام و قوانین کو تسلیم کیا جائے۔ قرآن نہ صرف یہ کہ جملہ معاملات کے لئے واضح قوانین دیتا ہے، بلکہ ان کی پیروی کو ایمان کی کسوٹی قرار دیتا ہے۔

قانون حلال و حرام خدا ہی کا حق ہے

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (التوبہ ۳۱)

"انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے، اور اسی طرح مریمؑ کے بیٹے عیسٰیؑ کو بھی۔ حالانکہ ان کو جو حکم دیا گیا تھا وہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ایک ہی خدا کی بندگی کرو، اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں"

حضرت عدی ابن حاتم رضؓ پہلے عیسائی تھے، جب اسلام لائے تو آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ یارسول اللہ! عیسائیوں کے

Marfat.com

بارے میں یہ جو الزام ہے کہ انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اپنا رب بنا لیا تھا، اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا یہ جس کو حلال کہہ دیتے تم حلال مان لیتے، جس کو حرام کہہ دیتے تم حرام مان لیتے۔ بس یہی ان کو اپنا رب بنا لینا ہے۔ یعنی حلال و حرام کا حکم دینا رب ہی کا حق ہے، اور کسی دوسرے کو یہ حق دینا اس کو رب قرار دینا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ۔

(المائدہ ۸۷)

"اے مومنو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کر لو"

یعنی حلال و حرام کے مختار تم خود نہ بنو، حلال وہی ہے جسے خدا نے حلال قرار دیا ہے، اور حرام وہی ہے جسے خدا حرام قرار دے۔

قرآن کا نظریۂ حلال و حرام

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ۔

(المائدہ ۴)

"لوگ آپؐ سے معلوم کرتے ہیں کہ کیا کیا ان کے لئے حلال کیا گیا ہے؟ ان سے فرما دیجئے کہ تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں"

یعنی خدا نے انسان کے لئے وہ تمام ہی چیزیں حلال رکھی ہیں جو پاک ہیں۔ اور انسانی اخلاق پر اچھے اثرات ڈالنے والی ہیں۔ اور صرف انہی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو اپنے اخلاقی نتائج کے اعتبار سے انسان کے لئے ناپسندیدہ

Marfat.com

ہیں، اور طبعاً ناپاک ہیں۔ آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی علامات واضح کرتے ہوئے بھی قرآن نے وضاحت کی ہے کہ وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کریں گے اور ناپاک چیزیں حرام فرمائیں گے۔"

حرام جانور

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ (المائدہ ۳)

"تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو، اور وہ جو گلا گھٹ کر مر جائے، اور وہ جو ٹکر کھا کر مر جائے، اور وہ جو بلندی سے گر کر مر جائے، اور وہ بھی حرام ہے جسے درندے پھاڑ کر کھا جائیں، سوائے اس کے جس کو تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا۔ اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔"

بے حیائی کے کام

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ (الاعراف ۳۳)

"اے رسولؐ! کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو صرف یہ چیزیں حرام ٹھہرائی ہیں، بے حیائی کے سارے کام خواہ کھلے طور پر کئے جائیں، یا چھپا کر کئے جائیں، گناہ اور ناحق کی زیادتی۔"

زنا بدترین جرم

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ (بنی اسرائیل ۳۲)

"اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سراسر بے حیائی ہے، اور بدترین راستہ ہے۔"

"زنا کے قریب نہ پھٹکو" اس مؤثر انداز بیان کا مطلب یہ ہے کہ بے حیائی کے ان تمام کاموں سے سختی کے ساتھ بچو، جو شہوانی جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے اور زنا کے قریب لے جانے والے ہوں۔ فحش لٹریچر، ناچ گانے، ننگی تصویریں، مرد و زن کا آزادانہ اختلاط، شراب، سینما۔ یہ سب زنا کے محرکات اور اسباب ہیں۔ —— زنا سے بچنے کے لئے لازمی ہے کہ آدمی ان چیزوں سے بھی دور رہے۔

پھر اس حکم کے مخاطب افراد بھی ہیں اور مسلم معاشرہ بھی۔ معاشرہ کا یہ فرض ہے کہ وہ تعلیم و تربیت اور اجتماعی قوت کے ذریعے زنا کے تمام محرکات اور اسباب کا سدباب کرے، اور کسی بھی ایسی حرکت کو معاشرہ میں برداشت نہ کرے جو اخلاقی آوارگی کا سبب بنتی ہو۔

زنا کی سزا

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(النور ۲)۔

Marfat.com

"زانی عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور خدا کے دین کے معاملے میں ان پر ترس کھانے کا جذبہ تم کو دامنگیر نہ ہو، اگر تم خدا اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود رہے۔" [۱]

شراب اور جوا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

(المائدہ ۹۰)

"اے مومنو! شراب اور جوا اور آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے بچے رہو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔"

یہ شراب کی حرمت کا آخری اور قطعی حکم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"خدا نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور شراب پینے والے پر، پلانے والے پر، اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، اور کشید کرنے والے پر اور ڈھو کر لے جانے والے پر، اور اس شخص پر جس کے لئے ڈھو کر لے جائی گئی ہو۔"

قتل وغارت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا

---

[۱] سنتِ رسول ؐ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں یہ مذکور سزا صرف اس زانی یا زانیہ کی ہے جو غیر شادی شدہ ہو۔ شادی شدہ مسلمان اگر اس جرم کا ارتکاب کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا۔ تفصیل کے لئے حدیث اور فقہ کا مطالعہ کیجئے۔

Marfat.com

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○ (النساء ۲۹)

"مومنو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ ہاں یہ کہ آپس کی رضامندی سے تجارتی لین دین ہو، اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ یقین مانو کہ خدا تمہارے اوپر مہربان ہے۔"

باطل طریقوں سے مراد چوری، دغا، فریب، رشوت، سود، لوٹ، مار، وغیرہ تمام ہی وہ طریقے ہیں جن میں باہمی رضامندی اور مفاد و منافع کے معروف طریقوں کے بغیر دوسرے کے مال پر قبضہ کیا جائے یا اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، ایک دوسرے کو قتل کرنا دراصل خود کو قتل کرنا ہے۔ جس کا انجام دنیا میں مسلمانوں کی قومی ہلاکت، تمدنی تباہی اور اخلاقی زوال ہے، اور آخرت میں بھڑکتے جہنم کی سخت ترین سزا ہے۔

چوری کی سزا

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (المائدہ ۳۸)

"اور چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت، ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے کئے ہوئے جرم کا بدلہ ہے، اور خدا کی طرف سے عبرتناک سزا۔ اور خدا غالب و حکمت والا ہے۔"

یعنی چور کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے، اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلی چوری میں سیدھا ہاتھ کاٹا جائے گا[1]

---

[1] مزید تفصیلات کے لئے فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

Marfat.com

توبہ کی تلقین

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ
عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (المائدہ ۳۹)

"پھر جو شخص ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے، اور اپنی اصلاح کرلے تو خدا کی نظر رحمت اس پر پھر لوٹ آئے گی۔ اور وہ بہت درگزر کرنے والا، اور بڑا ہی مہربان ہے۔"

ہاتھ کاٹنے کی سزا بلاشبہ بڑی ہی سخت اور عبرتناک سزا ہے لیکن چوری کے گھناؤنے جذبات اور اثرات سے دل کو پاک کرنے کے لئے محض یہ سزا ہی کافی نہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسا شخص اپنے کئے پر شرمسار ہو۔ اور دل سے توبہ کرکے ہمیشہ کے لئے اس جرم سے باز رہنے کا عزم کرے، اور اپنی زندگی کو سنوارنے میں لگ جائے۔ پھر خدا بھی اس کو اپنی رحمت کے سائے میں لے لے گا، اور اس کے لئے نیکی کی راہ اپنی رحمت سے آسان بنا دے گا۔

قتل سے باز رہو

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۔ (الاعراف ۱۵۲)

"اور اس نفس کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔"

انسانی نفس کو خدا نے محترم بنایا ہے، اور اس کو صرف انہی صورتوں میں ہلاک کرنا صحیح ہوگا جن صورتوں میں ہلاک کرنے کی خدا نے اجازت دی ہے۔

Marfat.com

پھر نہ صرف یہ کہ دوسرے کے نفس کو قتل کرنا ہی حرام ہے، بلکہ خود اپنے نفس کو ہلاک کرنا اور خودکشی کرنا بھی بدترین جرم ہے۔

دراصل انسانی جان خدا ہی کی ملکیت ہے، اور اس نے اس کو محترم قرار دیا ہے۔ اس کو ہلاک کرنا تو درکنار انسان کے لئے تو یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اس کو بے جا استعمال کرے۔ جان اور اس کی قوتیں دراصل انسان کے پاس ایک امانت ہیں۔

ایک قتل ساری انسانیت کا قتل ہے

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط (المائدہ ۳۲)

"جس شخص نے کسی کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے ناحق قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے کسی کو زندگی بخشی، اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی"

ایک شخص اگر کسی کو ناحق قتل کرتا ہے تو وہ دراصل انسانی جان کے احترام اور جذبہ ہمدردی کو ختم کرتا ہے، اور یہ واقعی پوری نوعِ انسانی کا قتل ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایک شخص کی جان بچاتا ہے تو وہ احترام جان اور انسانی ہمدردی کے جذبہ کو زندہ کرتا ہے۔ اور یہ پوری انسانیت کی حیات و بقا کا کام ہے۔

Marfat.com

مومن کا کام نہیں کہ مومن کو قتل کرے

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا۔ (النساء ۹۲)

"اور کسی مومن کا کام نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے۔"

قتل مومن کی ہولناک سزا

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا۔ (النساء ۹۳)

"اور جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔"

قصاص

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى۔ (البقرہ ۱۷۸)

"مومنو! مقتولوں کے معاملے میں تمہارے لئے قصاص کا حکم لکھ دیا گیا۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے۔ غلام قاتل ہو تو غلام ہی قتل کیا جائے اور عورت ہو تو اس عورت ہی سے قصاص لیا جائے۔"

قصاص کا مطلب یہ ہے کہ خون کے بدلے خون لیا جائے، اور قاتل کو قتل کی سزا دی جائے۔ البتہ قصاص میں مساوات اور اجتماعی عدل کا پورا پورا اہتمام کیا جائے۔ بدلہ لینے میں ہر انسان دوسرے انسان کے برابر ہے۔

Marfat.com

ایک جان کے بدلے ایک ہی جان لی جائے چاہے کوئی جان معاشرے میں کتنی ہی قدر و عظمت اور اہمیت رکھتی ہو۔

قصاص کی معافی

فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (البقرہ ۱۷۸)

"البتہ اگر کسی قاتل کو اپنے (انسانی) بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو معروف دستور کے مطابق خونبہا کا تصفیہ ہونا چاہیئے، اور قاتل کے لئے لازم ہے کہ وہ خوبی کے ساتھ خونبہا ادا کرے، یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔ اب اس کے بعد بھی جو کوئی زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک سزا ہے۔"

یعنی مقتول کے وارثوں کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ قاتل کو معاف کردیں، اور اس کی جان لینے کے بجائے خوں بہا لے کر اس سے راضی نامہ کرلیں۔ ایسے حالات بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ راضی نامہ اخلاقی حیثیت سے بھی اور بعض دوسری حیثیتوں سے بھی مقتول کے خاندان کے لئے زیادہ مفید، اور قرین مصلحت ہو۔ قرآن نے اس راضی نامہ کو معاشرے کے حق میں سہولت اور رحمت قرار دیا ہے، اور قاتل کو مقتول کے وارثوں کا انسانی بھائی کہہ کر نہایت لطیف انداز میں انتقام کے غصے کو پی جانے اور نرمی اختیار کرنے کی سفارش کی ہے۔

Marfat.com

قصاص کی حکمت

وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

(البقرہ ۱۷۹)

"اور اے عقل و خرد والو! قصاص میں تمہاری زندگی ہے، تاکہ تم (خونریزی سے) بچتے رہو"

قتل کے ہولناک نتائج سے معاشرے کو بچانے، خونریزی کے رجحانات کو مٹانے، اور انسانی جان کا احترام پیدا کرنے کے لئے قصاص کا قانون سراسر حکمت اور انصاف کا قانون ہے۔ غور کیجئے تو یہ ایک قتل نہیں ہے، بلکہ نتائج کے اعتبار سے درحقیقت انسانی معاشرے کی زندگی ہے۔

انفرادی ملکیت کا تحفظ

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِہَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ (البقرہ ۱۸۸)

"(مسلمانو!) تم نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقے سے کھاؤ، اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ جان بوجھ کر ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے"

قرآن کے نزدیک ہر شخص کی دولت، جائداد اور ملکیت پوری طرح محفوظ ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اُسے انفرادی ملکیت کے اس حق سے محروم کر

Marfat.com

دے۔ دھوکہ، دھونس، دھاندلی، خیانت، چوری، رہزنی، جوا، سود وغیرہ سے دوسروں کا مال ہتھیانا، یا حاکموں کو رشوتوں سے پرچا کر یا عدالتوں میں جھوٹی سفارشیں، جھوٹی گواہیاں اور جھوٹے مقدمات لے جا کر دوسروں کے مال پر قبضہ جمانا بدترین جرم اور سراسر حرام خوری ہے ــــــ اسی طرح کسی اقتدار کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ جبر و اکراہ یا قانونی دباؤ سے کسی کو حقِ ملکیت سے محروم کر کے اس کی ملکیت کو سرکاری ملکیت میں تبدیل کر لے۔

نبیؐ کا ارشاد ہے "میں بہر حال ایک انسان ہی تو ہوں، ہو سکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ، اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ چرب زبان ہو، اور اُس کے دلائل سُن کر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے تم میرے فیصلہ کے ذریعے کچھ حاصل کرو گے تو در اصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے"

سُود کی حرمت

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (البقرۃ ۲۷۵)

"اور خدا نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران ۱۳۰)

"مومنو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ"

ربا یعنی سود سے مراد وہ طے شدہ زائد رقم ہے جو ایک قرض دینے والا

اپنے مقروض سے اپنی اصل رقم کے علاوہ کسی بھی مقررہ مدت کے بعد وصول کرنا ہے۔ قرآن صاف اور صریح الفاظ میں اس کو قطعی حرام قرار دیتا ہے۔ اور اس کو حلال کہنے والوں کو لرزہ خیز انجام کی وعید سناتا ہے۔[۱]

سود کو حلال کہنے والے کا حشر

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (البقرہ ۲۷۵)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے، مگر اس شخص کے مانند جس کو شیطان نے اپنی چھوت سے باؤلا بنا دیا ہو، یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، درآں حالیکہ تجارت کو خدا نے حلال ٹھہرایا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔"

شیطان کی چھوت لگنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے عقل اور دماغ پر شیطان پوری طرح چھا گیا ہے، اور یہ لوگ آسیب زدہ شخص کی طرح بالکل ہی پاگل اور دیوانے ہو گئے۔ نہ انہیں یہ احساس ہے کہ ان کی اس حد سے بڑھتی ہوئی زر پرستی کس طرح انسانی سوسائٹی کو تباہ کر رہی ہے اور نہ انہیں اس کا شعور ہے کہ خدا کے خلاف ان کی اس باغیانہ روش کا نتیجہ قیامت میں کیا نکلنے والا ہے۔

سود خواروں کا دائمی ٹھکانا

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۷۵)

---

[۱] تفصیل کے لئے احادیث رسولؐ اور کتب فقہ دیکھیے۔

Marfat.com

"اور جو پھر بھی کریں تو ایسے لوگ جہنمی ہیں، اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔"

یعنی سود کی حرمت کا صریح اور قطعی حکم آجانے کے بعد بھی جو لوگ سود کھاتے رہیں تو ایسے باغیوں اور مفسدوں کا دائمی ٹھکانا جہنم ہے۔

سود خوروں کے خلاف اعلانِ جنگ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (البقرہ ۲۷۸، ۲۷۹)

"ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو، اور جو سود تمہارا لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر تم واقعی مومن ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ کہ خدا اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔"

یعنی اسلامی مملکت کے حدود میں جو لوگ سودی کاروبار جاری رکھیں، وہ درحقیقت خدا کے باغی ہیں، اور وہ اپنے عمل سے خدا کے قانون کو چیلنج کر رہے ہیں، اُن کا یہ عمل فوجداری جرم ہے، اور اسلامی مملکت ایسے لوگوں کو ہرگز اپنے درمیان برداشت نہ کرے گی۔

مقروض کے ساتھ نرمی کی تاکید

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (البقرہ ۲۸۰)

"اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اس کو مہلت دیدو،

Marfat.com

اور اگر تم سمجھ سے کام لو، تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مقروض کو قرض خیرات میں بخش دو۔"

جو شخص سودی قرضہ لے چکا ہے، اگر وہ تنگ دست اور نادار ہے تو اس کو اتنی مہلت دے دینی چاہیئے کہ جب اس کا ہاتھ کھلے تو وہ اصل رقم واپس کر دے اور اگر قرض دینے والا عالی ظرفی سے کام لے کر اصل رقم بھی اس کو بخش دے تو یہ اس کے حق میں اور بہتر اور آخرت میں اجر و ثواب کا باعث ہو گا۔ آیت ایک طرف تو تاکید کرتی ہے کہ ناداروں کے ساتھ نرمی اور فیاضی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ دوسری طرف اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ دورِ رسالت میں سودی قرضے لینے والے صرف محتاج اور نادار لوگ ہی نہ تھے، بلکہ خوشحال لوگ بھی اپنی تجارتوں کو فروغ دینے کے لئے سودی قرضے لیتے تھے۔ دورِ حاضر کے امام تفسیر علامہ حمید الدین فراہی رح نے آج سے تقریباً ۶۵ سال پہلے اس آیت کے ذیل میں لکھا تھا "ان الفاظ سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اہل عرب خوشحالوں سے بھی سود لیتے تھے۔ پھر قریش تاجر تھے، اور سودی بیوپار ان میں رائج تھا۔"

قرض کیلئے دستاویز لکھوانا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ۔ (البقرہ ۲۸۲)

"ایمان والو! جب کسی مقررہ مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو لکھا پڑھی کر لیا کرو۔"

Marfat.com

یعنی قرض کی مدت بھی متعین ہونی چاہیئے، اور دستاویز بھی لکھی جانی چاہیئے، چاہے معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

دستاویز کے کاتب کو ہدایت

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ ۢ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ (البقرہ ۲۸۲)

"اور کاغذ نویس کو چاہیئے کہ فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ دستاویز تحریر کرے، اور جس کو اللہ نے لکھنے کی صلاحیت سے نوازا ہے اس کو چاہیئے کہ اس کام سے انکار نہ کرے۔"

کاغذ قرض لینے والا لکھوائے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ (البقرہ ۲۸۲)

"اور املا اس شخص کو کرانا چاہیئے جس پر حق آتا ہے، اور اسے خدا اپنے رب کا خوف رکھنا چاہیئے کہ معاملہ میں کوئی کمی نہ کرے، لیکن اگر قرض لینے والا خود ناسمجھ یا کمزور ہو، یا خود بول کر مضمون لکھوانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کے ولی کو چاہیئے، کہ انصاف کے ساتھ کاغذ لکھوا دے۔"

دستاویز پر گواہیاں

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا

رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰاهُمَا الْاُخْرٰی۔ (البقرہ ۲۸۲)

"اور اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہیاں کرالو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، جن کو تم گواہی کے لئے پسند کرو، تاکہ اگر ایک بہک جائے تو دوسری اس کو یاد دہانی کرا دے"

"اپنے مردوں میں سے" یعنی یہ کہ گواہ مسلمان ہوں، اور مسلمان معاشرہ میں اپنی سیرت و اخلاق اور دیانت کے اعتبار سے جانے پہچانے اور قابل اعتماد ہوں۔

گواہوں کا فرض

وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا۔ (البقرہ ۲۸۲)

"اور گواہوں کو جب بھی گواہی کے لئے طلب کیا جائے تو انہیں انکار نہ کرنا چاہیئے"

یعنی مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ جب بھی انہیں کسی معاملہ میں بہ حیثیت گواہ طلب کیا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ گواہی دینا ان کا منصبی فریضہ ہے۔ حق کی شہادت ہی کے لئے خدا نے انہیں اٹھایا ہے۔

دستاویز لکھوانے کی حکمت

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓی اَلَّا

Marfat.com

ترک نہ ہوا۔ (البقرہ ۲۸۲)

"اور میعاد کے ساتھ دستاویز لکھوانے میں تساہل نہ کرو چاہے معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ خدا کے نزدیک یہ بات زیادہ قرین انصاف ہے، اس سے شہادت قائم کرنے میں زیادہ سہولت ہے اور تمہارے شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ کم سے کم رہ جاتا ہے۔

نقد خرید و فروخت میں دستاویز ضروری نہیں

إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا۔ (البقرہ ۲۸۲)

"ہاں جو تجارتی لین دین تم لوگ دست بدست کرتے ہو اس کا کاغذ نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"

یعنی نقد خرید و فروخت دستاویز لکھوائے بغیر بھی کی جاسکتی ہے۔

البتہ گواہ ضروری ہے

وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ۔ (〃)

"اور گواہ کر لیا کرو جب آپس میں تجارتی لین دین کرو۔"

گواہ اور کاتب کو ستایا نہ جائے

وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ط وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ط۔ (〃)

"اور کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے۔ ایسا کرو گے تو گناہ کا ارتکاب کرو گے۔"

یعنی ایسے طریقے اختیار نہ کرو کہ کاتب کاغذ لکھتے ہوئے گھبرانے لگے، اور گواہ گواہی دینے سے بچنے لگے۔

گواہی چھپانا گناہ ہے

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ (البقرہ ۲۸۳)

"اور گواہی نہ چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے یقیناً اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے، اور خدا تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔"

رہن

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۔ (البقرہ ۲۸۳)

"اور اگر تم سفر میں ہو، اور دستاویز لکھنے کے لئے کسی کاتب کو نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں کرادو، پھر اگر ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کی شکل پیدا ہو جائے، تو جس کے پاس امانت رکھی گئی وہ امانت ادا کردے، اور خدا سے جو اس کا رب ہے ڈرے۔"

اگر سفر کی حالت میں دستاویز لکھنے اور گواہیاں حاصل کرنے کا اہتمام ممکن نہ ہو تو پھر قرض دینے والے کے پاس اپنی کوئی چیز امانت رکھ کر قرض لیا جا سکتا ہے۔ البتہ جب قرض دینے والے کے لئے بھروسہ اور اعتماد کی شکلیں پیدا ہو

Marfat.com

جائیں تو اس کو چاہیئے کہ امانت میں لی ہوئی چیز مقروض کو واپس کر دے اسلامی معاشرہ کی امتیازی خوبی ہی یہ ہے کہ اس کے افراد ایک دوسرے کے ہمدرد، خیر خواہ ہوتے ہیں، ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں، اور خوشحال لوگ کمزوروں اور ناداروں کا سہارا بن کر مسرت محسوس کرتے ہیں۔

وصیت کی تاکید

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ٥ (البقرہ ۱۸۰)

"تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ کچھ مال چھوڑ رہا ہو، تو وہ والدین اور رشتہ داروں کے لئے معروف دستور کے مطابق وصیت کرے۔ خدا سے ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔"

یہ حکم میراث کے احکام نازل ہونے سے پہلے عبوری دور کے لئے دیا گیا تھا۔ بعد میں جب میراث کے مفصل احکام آ گئے تو خود بخود یہ وصیت کی فرضیت ختم ہو گئی۔ اب نہ تو میراث پانے والے رشتہ داروں کے لئے کوئی وصیت کر سکتا ہے، اور نہ کوئی وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ میں نافذ ہو گی البتہ چونکہ وصیت ایک حق ہے جو خدا سے ڈرنے والوں پر عائد ہوتا ہے اس لئے اس سے غفلت نہ برتنا چاہیئے، اور اپنے خاندان کے ان حاجتمندوں کے

لئے جو میراث میں حصہ نہ پاتے ہوں یا باہر کے محتاجوں یا دوسرے رفاہ عام کے کاموں کے لئے وصیّت کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

قسم

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ۔ (البقرہ ۲۲۴)

"اور اللہ کے نام کو اپنی ایسی قسمیں کھانے کا نشانہ نہ بناؤ"

یعنی خدا کے نام کا احترام کرو، اور بجا و بے جا قسمیں نہ کھاؤ۔

نیکی سے باز رہنے کیلئے قسم نہ کھاؤ

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ ۲۲۴)

"اور اللہ کے نام کو اپنی ایسی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ تم نیکی اور پرہیزگاری اور بندگانِ خدا کی بھلائی کے کاموں سے باز رہو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سن رہا ہے، اور سب کچھ جانتا ہے"

یعنی خدا کے پاک نام کو ایسی قسمیں کھانے کے لئے استعمال نہ کرو، جن سے تمہارا مقصود کسی نیکی سے رُکنا یا بندگانِ خدا کی بھلائی کے کاموں سے باز رہنا ہو۔ احادیث میں ہے کہ "اگر کسی نے بھلے کام سے باز رہنے کی قسم کھالی ہو، تو اُسے اپنی قسم توڑ دینا چاہیے۔ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

قسم کا کفارہ

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ
اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (المائدہ ۸۹)

"خدا تمہاری لغو اور مہمل قسموں پر تمہاری پکڑ نہیں کرتا، البتہ ان قسموں پر ضرور مواخذہ کرے گا جو تم جان بوجھ کر کھاتے ہو۔ تو ایسی قسموں (کو توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہناؤ، یا ایک غلام آزاد کر دو۔ اور جس کو یہ میسّر نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب تم قسم کھالو، (اور اُسے توڑ دو) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اس طرح اللہ تمہارے واسطے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کی رَوِش اختیار کرو۔"

قسموں کی حفاظت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اول تو آدمی بات بات پر قسم کھانے سے بچے۔ اور جب کھالے تو پھر اس کی طرف سے لاپروائی نہ برتے۔ اور اگر اس کی خلاف ورزی ہو جائے، تو ذمّہ داری کے ساتھ اس کا کفارہ ادا کرے۔

Marfat.com

وراثت

مال کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس کی تقسیم کا دائرہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو، اور سوسائٹی کے تمام ہی افراد اس سے فائدہ اٹھائیں اسی غرض کے لئے اُس نے میّت کے چھوڑے ہوئے مال کو اس کے رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کے احکام دیئے۔ اور سخت تاکید فرمائی کہ ان احکام کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ یہ اسی خدا کے مقرر کئے ہوئے حصّے ہیں جو انسان کی مصلحتوں کو انسان سے زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔ اور اس نے جو احکام بھی دیئے ہیں ان میں انسان کی سہولتوں کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔

قانون وراثت کی دینی اہمیت

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝ (النساء ۱۴)

"اور جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا اُس کو خدا آگ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔"

قانون وراثت کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو خدا نے ہمیشہ کے لئے رسوا کن عذاب کی سزا سنائی ہے۔ —— —— مگر افسوس کہ مسلمان پھر بھی اس کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں۔

Marfat.com

اور طرح طرح سے قانون وراثت میں تبدیلیاں کر کے خدا کے غضب کو بھڑکا رہے ہیں۔

قانون وراثت خدا ہی کا حق ہے

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (النساء ۱۱)

"تم نہیں جانتے کہ تمہارے آباد اجداد اور تمہاری اولاد میں کون فائدے کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے خدا نے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور بلاشبہ خدا تمام حقیقتوں سے واقف اور دانا و بینا ہے"

یعنی انسان کا علم ناقص اور محدود ہے، وہ نہیں جان سکتا کہ کون سے رشتے اس سے قریب تر ہیں، اور آباد اجداد یا اولاد میں سے کون سے رشتے اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہیں۔ خدا ہی کو اس حقیقت کا صحیح صحیح علم ہے۔ وہی انسان کی تمام مصلحتوں سے بخوبی واقف ہے، اور اس کے احکام سراسر حکمت پر مبنی ہیں۔

میراث میں مرد اور عورت دونوں حقدار ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۝ (النساء ۷)

"مردوں کا اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو"

Marfat.com

میراث کے سلسلہ میں یہ ایک اہم قانونی حکم کی وضاحت ہے کہ میراث صرف مردوں ہی کا حق نہیں ہے۔ بلکہ عورتیں بھی میراث کی حقدار ہیں، اور خدا نے ان کے حصے مقرر کیے ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ عورتوں کو ان کے حصوں سے محروم کرے یا ان میں کمی بیشی کرے۔

میراث کی تقسیم بہر حال لازمی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ (النساء ۷)

"مردوں کا اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت، یہ خدا کے مقرر کردہ حصے ہیں"

یعنی میت کا چھوڑا ہوا ترکہ چاہے کتنا ہی کم ہو بہر حال اس کو تقسیم کرنا ہوگا، اور حقداروں تک ان کا حق پہنچانا ہی ہوگا، چاہے یہ حق کتنا ہی قلیل ہو۔

تقسیم، ادائے قرض و وصیت کے بعد ہو

مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ؕ

"میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد"

یعنی ترکے کی تقسیم میت کی وصیت پوری کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی [1]

---

[1] امت کا اس پر اجماع ہے کہ ترکے کے مال سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔ پھر وصیت پوری کی جائیگی اور پھر بقیہ ترکہ وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

Marfat.com

مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے

یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ اَولَادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَینِ۔ (النساء ۱۱)

"تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔"

ترکے کی تقسیم میں بنیادی ہدایت یہ ہے کہ مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہے اس لئے کہ مرد کے ذمہ معاشی ذمہ داریاں عورت کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔

اولاد کے حصے

لڑکے اور لڑکی کا حصہ

یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ اَولَادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَینِ۔

(النساء ۱۱)

"تمہاری اولاد کے معاملہ میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے، کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔"

یعنی جب لڑکے اور لڑکیاں دونوں وارث ہوں تو ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

صرف لڑکیاں وارث ہوں تو دو تہائی

فَاِن کُنَّ نِسَآءً فَوقَ اثنَتَینِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ (النساء ۱۱)

"پس اگر میت کی وارث دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے گا۔"

Marfat.com

یہی حکم دو لڑکیوں کا بھی ہوگا۔

صرف ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔

" اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو اُس کو کُل ترکے کا آدھا دیا جائیگا۔"

والدین کے حصّے

با اولاد میّت کے ماں باپ کا چھٹا حصّہ

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ (النساء ۱۱)

" اور اگر میّت صاحب اولاد ہو تو اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصّہ ملے گا۔"

بے اولاد میت کی ماں کا تہائی حصّہ

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۔(ر)

" اور اگر میّت صاحب اولاد نہ ہو، اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصّہ ملے گا۔"

یعنی اگر صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصّہ ہوگا، اور بقیہ دو تہائی باپ کا ہوگا۔

میّت کے بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصّہ

فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ۔ (ر)

Marfat.com

"اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ دیا جائیگا"

زوجین کے حصے

اولاد نہ ہو تو شوہر کا آدھا حصہ

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ۔

(النساء ۱۲)

"اور تمہاری بیویوں کے مال میں تمہارا آدھا حصہ ہے، اگر وہ بے اولاد ہوں"

اولاد ہو تو چوتھائی حصہ

فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۔ (النساء ۱۲)

"اور اگر اولاد والی ہوں تو ترکہ کا چوتھائی حصہ تمہارا ہے"

اولاد نہ ہو تو بیوی کا چوتھائی حصہ

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۔ (ایضاً)

"اور وہ تمہارے ترکے میں چوتھائی حصہ کی حقدار ہیں اگر تم صاحب اولاد نہ ہو"

اولاد ہو تو آٹھواں حصہ

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ۔

"اور اگر تم صاحب اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں ان کا حصہ آٹھواں ہوگا"

Marfat.com

بہن بھائی کے حصے

ایک بہن یا بھائی ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ۔ (النساء ۱۲)

"اور اگر (میّت) مرد یا عورت بے اولاد بھی ہو، اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں، اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن زندہ ہو، تو اس بھائی یا بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔"

ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک

فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ۔ (ر)

"اور اگر بھائی یا بہن ایک سے زائد ہوں تو وہ ایک تہائی مال میں شریک ہوں گے۔"

یہ ان بھائی یا بہنوں کا ذکر ہے جو میّت کے ساتھ صرف ماں کی طرف سے رشتہ رکھتے ہوں، اور باپ دوسرا ہو۔

سگی بہن کا آدھا حصہ

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

"لوگ آپ سے کلالہ کے معاملہ میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس کی نہ اولاد ہو، نہ ماں باپ،

Marfat.com

اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ ترکے میں آدھے حصے کی حقدار ہو گی۔ اور اگر بہن بے اولاد مرے تو بھائی اس کا وارث ہو گا۔"

دو بہنیں وارث ہوں تو دو تہائی حصہ

فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ۔ (النساء ۱۷۶)

"اور اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی حقدار ہوں گی۔"

کئی بھائی بہنیں ہوں تو مرد کا حصہ دوگنا ہو گا

وَاِنْ کَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

(النساء ۱۷۶)

"اور اگر کئی بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا اکہرا، اور مردوں کا دوہرا حصہ ہو گا۔"

یہ حکم سگے بہن بھائیوں کا بھی ہے، اور ان بہن بھائیوں کا بھی جو میت کے ساتھ صرف باپ کی طرف سے رشتہ رکھتے ہوں، اور ماں دوسری ہوں۔

Marfat.com

باب چہارم

تبلیغ دین

Marfat.com

"امت کا نصب العین، قرآن قطعی طور پر یہ قرار دیتا ہے کہ وہ کامل یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ اُس پورے دین کی پیروی کرے، اور عملاً اُسے نافذ اور قائم کرے جو بنیادی عقائد اصول اخلاق اور انسانی زندگی سے متعلق تمام ہی آسمانی ہدایات پر مشتمل ہے۔

اس حقیقت کی فیصلہ کن دلیل جو فدا کاران اسلام کے دلوں میں یقین کی ٹھنڈک پیدا کرتی ہے، وہ آخری رسول ؐ کا تئیس سالہ روشن دور ہے۔ اس دورِ سعادت میں آپ ؐ نے عقائد و اخلاق کی تعلیم بھی دی، عبادات کے طریقے بھی سکھائے، قرآنی ہدایات کے مطابق انسانی سماج کی تعمیر بھی کی، اور انسانی زندگی کو منظم کرنے والی ایک بابرکت اسٹیٹ بھی قائم فرمائی۔

(تحریر)

اِنسان کا اصل دین

انسان کا اصل دین اسلام ہے۔ خدا کے نزدیک انسان کے لئے یہی واحد مستند اور سچا دین ہے۔ اس کے سوا کوئی دین خدا کے یہاں مقبول نہیں۔ خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر اپنے اپنے زمانوں میں اسی دین کی تبلیغ کرتے رہے، اور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی دین کو آخری اور مکمل شکل میں پیش فرمایا۔

تمام انبیاء کی دعوت ایک تھی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ۔ (النحل ۳۶)

"اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔"

خدا کے سوا جو بھی اپنی آقائی اور خدائی کا دم بھرے، اور کسی پہلو سے بھی خدا کے بندوں سے اپنی بندگی اور اطاعت کا مطالبہ کرے وہ طاغوت ہے۔ خدا کے سارے رسول اسی لئے بھیجے گئے کہ انسان طاغوت کی بندگی اور اطاعت سے بچیں، اور ایک خدا کی مخلصانہ بندگی کریں، یہی اسلام کا جوہر ہے، اور یہی

اس کلمہ کی حقیقت ہے جس کا اقرار کرکے آدمی اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے۔

تمام انبیاء اسلام کے داعی تھے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ط وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَھُمْ ۔ (آل عمران ۱۹)

"اللہ کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے، اس سے ہٹ کر اہل کتاب نے جو مختلف طریقے اختیار کیے ہیں، ان کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ انہوں نے ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کے لئے علم الٰہی آجانے کے بعد ایسا کیا۔"

یعنی خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سارے پیغمبر اسلام ہی کے داعی تھے، خواہ وہ کسی قوم میں آئے ہوں، اور کسی زمانے میں آئے ہوں۔ بعد میں ان کے ماننے والوں نے اپنی اغراض و خواہشات اور مختلف مفادات کی خاطر اصل دین میں ردوبدل کرکے مختلف دین و مذہب رائج کرڈالے۔

سارے انسان ایک ہی امت ہیں

کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِیْہِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْہُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًۢا بَیْنَھُمْ فَھَدَی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِہٖ ط وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی

Marfat.com

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (البقرۃ ۲۱۳)

"تمام انسان ایک ہی امت ہیں (جب ان میں باہمی اختلاف رونما ہوئے) تو اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے، جو راست روی پر بشارت دینے والے، اور کجروی کے بُرے انجام سے ڈرانے والے تھے، اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات ہو گئے ہیں ان کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے۔ اور ان اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ لوگوں کو حق بتایا نہ گیا تھا بلکہ اختلاف ان لوگوں نے برپا کیا جن کو حق کا علم دیا جا چکا تھا۔ انہوں نے روشن ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لئے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنی چاہتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لے آئے انہیں اللہ نے اپنی توفیق سے اس حق کا سیدھا راستہ دکھا دیا جن میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھاتا ہے۔"

یعنی سارے انسان اپنی فطرت اور اصل کے لحاظ سے ایک ہی امت ہیں، خدا نے ان کے پاس ایک ہی دین بھیجا تھا۔ البتہ انہوں نے ایک دوسرے سے بڑھ کر حقوق و امتیازات حاصل کرنے کی ہوس میں بھانت بھانت کے مذہب ایجاد کئے اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔

اسلام کے سوا کوئی دین مقبول نہیں

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (آل عمران ۸۵)

Marfat.com

"اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا۔"

خدا کے نزدیک صرف وہی دین مقبول ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا، اور جس کو مکمل ترین شکل میں خدا کے رسول ص نے پیش فرمایا۔ اس سچے اور مستند دین کو چھوڑ کر اپنے ذہن و دماغ سے لوگوں نے بندگی کے جو جو طریقے بھی ایجاد کئے، اور جس غیر مستند دین سے بھی وابستہ ہیں، خدا کی نظر میں اُن کی کوئی قیمت نہیں۔

حضرت ابراہیمؑ اور اسلام

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ ۱۳۰)

"اور ہم نے ابراہیمؑ کو اپنے کام کے لئے چن لیا تھا۔ اور آخرت میں ان کا شمار صالحین میں ہے۔ جب ان کے پروردگار نے ان سے اسلام و فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو فوراً پکار اُٹھے "میں رب العالمین کا مکمل فرمانبردار ہو چکا ہوں"۔"

حضرت ابراہیمؑ کا دین بھی اسلام ہی تھا، اور ان کی رہنمائی پر یہود و نصاریٰ اور ان تمام قوموں کا اتفاق ہے جو کسی آسمانی کتاب یا دین کی قائل ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ اور امامتِ عالم

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًاؕ (البقرہ ۱۲۴)

"اور یاد کیجئے کہ ابراہیمؑ کو اُن کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا۔ اور وہ سب میں پورے اُترے تو اللہ نے فرمایا، میں تم کو تمام انسانوں کا امام اور پیشوا بناتا ہوں"

یعنی جب وہ خدا کی فرمانبرداری میں ہر طرح پورے اُترے تو خدا نے انہیں تمام عالم کی پیشوائی کا عظیم منصب عطا فرمایا، اور ہر قوم نے انہیں اپنا رہنما اور امام تسلیم کیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی وصیت

وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَـكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَؕ (البقرہ ۱۳۲)

"اور ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو اسی دین اسلام پر چلنے کی ہدایت کی، اور اسی کی وصیت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو کی، اور کہا میرے بچو خدا نے تمہارے لئے اسی دین کو پسند فرمایا ہے تو تم مرتے دم تک مسلم ہی رہنا"

دین ابراہیمی سے اعراض حماقت ہے

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗؕ (البقرہ ۱۳۰)

"اب کون ہے جو ابراہیمؑ کے دین سے روگردانی کرے، جس نے خود

کو نادانی اور حماقت میں مبتلا کر لیا ہو، اس کے سوا اور کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟"

حضرت ابراہیمؑ کی تمنائیں

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○ رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ط وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ○ (ابراہیم ۳۵-۳۸)

"اور اُن احسانات کو یاد کرو، جب ابراہیمؑ نے دعا کی کہ اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ بنا دے، اور مجھے اور میری اولاد کو بُت پرستی سے بچائے رکھ، اے رب! اُن بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے (ایسا نہ ہو کہ یہ میری اولاد کو بھی گمراہ کر دیں) سو جو میرے طریقے پر چلتا رہا وہ میرا ہے، اور جو میرے خلاف طریقہ اختیار کرے تو (میں کیا کہوں) تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔ (اگر تو ان پر بھی رحم فرمائے تو تیرے فیصلہ کو کون ٹال سکتا ہے؟) اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں تیرے عزت والے گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ میرے پروردگار!

یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ یہاں نماز قائم کریں۔ لہذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرمادے۔ اور تو انہیں پھل عطا فرما تاکہ یہ تیرے شکر گزار بندے بنے رہیں۔ اے میرے رب! تو وہ باتیں بھی جانتا ہے جنہیں ہم چھپاتے ہیں، اور وہ باتیں بھی جنہیں ہم ظاہر کرتے ہیں، اور درواقعی خدا سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، نہ زمین میں، اور نہ آسمان میں۔"

حضرت ابراہیمؑ کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ جس بے آب و گیاہ میدان میں انہوں نے اپنی اولاد کو لا بسایا ہے، اور جہاں انہوں نے توحید کا مرکز قائم کیا ہے یہ شہر شرک کی گندگیوں سے مامون رہے اور ان کی اولاد شرک کی نجاستوں سے بچی رہے۔ انہیں اگر کوئی فکر دامن گیر تھی تو صرف یہ کہ میرے بعد کہیں میری نسل پھر شرک کی آلودگیوں میں نہ پھنس جائے، اور اس طریقے سے نہ ہٹ جائے جس کے لئے میں نے اس پاک گھر کی تعمیر کی۔ آپ نے دعا فرمائی کہ پروردگار! جن دینی جذبات کے ساتھ میں نے تیرے اس گھر کو بسایا ہے وہ بھی تجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ اور زندگی بھر تیری راہ میں جو دوڑ دھوپ کی ہے وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ پروردگار! میں نے یہ پاک گھر اس لئے بسایا ہے کہ میری نسل کے یہ لوگ تیری عبادت کے لئے نماز قائم کریں۔ پروردگار! تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے، اور انہیں ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال فرمادے کہ یہ تیرے شکر گزار بندے بنے رہیں، اور توحید کی روشنی دنیا بھر میں اس مرکز سے پھیلتی رہے۔ یہ ان کی ایمانی تڑپ، نرم دلی، شفقت اور دین سے محبت کی واضح ترین مثال ہے۔ اسی ایمانی تڑپ اور دینی درد کے ساتھ انہوں نے آخری رسولؐ کی بعثت کے لئے بھی دعا فرمائی کہ

Marfat.com

ان کے ذریعے سے رہتی دنیا تک توحید کی تعلیم زندہ رہے، اور لوگ دین حنیف پر قائم رہیں۔

آخری رسول ؐ کی بعثت

بعثتِ رسول ؐ کی دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(البقرۃ ۱۲۹)

"اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھا، جو انہیں تیری آیات سنائیں، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں، اور ان کی زندگیوں کا تزکیہ کریں ——— حقیقت یہ ہے کہ تو نہایت بااقتدار اور حکمت والا ہے۔"

مومنوں پر خدا کا عظیم احسان

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ (آل عمران)

"حقیقت یہ ہے کہ مومنوں پر خدا نے یہ عظیم احسان فرمایا ہے کہ اُنکے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسے رسول کو اٹھایا جو انہیں خدا کی آیات سناتے ہیں، ان کی زندگیوں کا تزکیہ کرتے ہیں، اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

Marfat.com

آخری رسولؐ کے فرائض

تبلیغ دین

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ ۔ (المائدہ ۶۷)

"اے رسولؐ! تبلیغ کیجیے اس دین کی جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔"

رسول کے اٹھائے جانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے بندوں کو خدا کے احکام اور پیغام پہنچائیں۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر آپ نے فریضہ تبلیغ میں ادنیٰ کوتاہی بھی کی تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

انذار و تبشیر

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۔ (البقرہ ۱۱۹)

"حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ کو علم حق دے کر بھیجا ہے۔ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔"

یعنی کائنات اور اس کا انجام، حق و باطل اور نیکی اور بدی کا جو علم آپ کو دیا گیا ہے، اس کی بنیاد قیاس و اندازہ اور وہم و گمان پر نہیں، بلکہ حقیقت اور یقین پر ہے، تاکہ آپ یقین کی پوری قوت کے ساتھ خدا کے بندوں کو کفر اور بدی کے بُرے انجام سے ڈرائیں، اور ایمان و عملِ صالح کے حسن انجام کی خوشخبریاں سُنائیں۔

Marfat.com

امر بالمعروف، نہی عن المنکر

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (الاعراف ۱۵۷)

"وہ انہیں نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔"

شہادت حق اور دعوت الی اللہ

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (الاحزاب ۴۵)

"اے نبی! ہم نے آپ کو حق کی گواہی دینے والا، نیکی پر خوشخبری دینے والا اور برائی کے انجام بد سے ڈرانے والا اور خدا کی توفیق اور حکم سے خدا کی طرف بلانے والا، اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

یعنی آپ اپنے قول و عمل سے دین حق کی گواہی دینے والے ہیں، اور خدا سے بچھڑے ہوئے غافل بندوں کو خدا کی طرف بلانے والے اور اس سے قریب کرنے والے ہیں۔

نظام عدل کا قیام

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ (النساء ۱۰۵)

"اے رسول! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ آپ پر اتاری ہے۔ تاکہ آپ خدا کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کریں۔"

یعنی رسول کا کام یہ ہے کہ وہ کتاب الٰہی کی ہدایات اور احکام کی روشنی میں لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کو قائم رکھیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۔ (الحدید ۲۵)

"ہم نے اپنے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو اتارا تاکہ سارے لوگ انصاف پر قائم رہیں ۔ اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں زبردست قوت ہے، اور لوگوں کے لئے بہت سی منفعتیں ہیں۔"

میزان سے مراد عدل و انصاف کے قوانین ہیں جو کسی غالب قوم کے ذریعے نافذ ہوتے ہیں۔

یعنی دنیا میں عدل و انصاف کو قائم کرنے کے لئے خدا نے پیغمبروں کو کتاب ہدایت دی اور عدل و انصاف کے حقیقی قوانین دیئے ۔ اور پھر خدا نے دنیا میں وہ قوتِ قاہرہ بھی نازل فرمائی جو ان قوانین پر عمل کرانے اور نظام عدل کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

دین حق کا غلبہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ (التوبہ ۳۳، الفتح ۲۸)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو حقیقی ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔"

دین حق سے مراد وہ آسمانی نظام بندگی ہے جس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے

کہ اقتدار کا مالک تنہا وہ خدا ہے جو تمام کائنات کا خالق اور پروردگار ہے وہی انسان کا حقیقی مالک، معبود اور حاکم ہے۔ اور عبادت اور اطاعت صرف اسی کا حق ہے۔

یہی وہ دین حق ہے جو ہر دور میں خدا کے پیغمبروں کے ذریعے انسان کی ہدایت کے لئے آتا رہا ہے، اور اسی دین حق کے ساتھ خدا کے آخری رسول کی بھی بعثت ہوئی۔

خدا، جو اقتدار اور فرماں روائی کا تنہا مالک ہے، اس کے بھیجے ہوئے نظام بندگی کا حقیقی مقام ہی یہ ہے کہ وہ اطاعت کے ان تمام نظاموں پر غالب ہو کر رہے۔ جو انسان نے اپنی سوسائٹی کے لئے گھڑ لئے ہیں، یا ان کا ہونا انسانی زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔ خدا کے آخری رسول کی بعثت کا یہی مقصد تھا۔ اور ۲۳ سال کی مبارک زندگی میں آپ نے اسی فریضے کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ اس دور رسالت میں دین کو نہ صرف ذہنی اور فکری غلبہ ہی حاصل تھا، بلکہ سیاسی اور مادی غلبہ بھی حاصل ہوا ——— اور اس غلبہ کو حاصل کرنے کے لئے خدا کے رسول اور آپ کے جان نثار صحابیوں نے خدا کی اس ہدایت پر پورا پورا عمل کیا، جو سورۂ توبہ میں اس آیت کے دو ہی آیتوں کے بعد آئی ہے۔ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً " اور مشرکوں کے مقابلہ میں سب متحد ہو کر لڑو۔ جس طرح وہ سب تمہارے مقابلہ میں لڑتے ہیں "

یعنی خدا کے دین کو قائم کرنے کی راہ میں جو مشرک رکاوٹ ڈال رہے ہیں

اگر وہ مادی قوتوں سے تمہارے مقابلہ میں آئیں تو تم پوری اجتماعی قوت کے ساتھ ان سے جنگ کرو، اور جان کی بازی لگا کر خدا کے دین کو قائم کرو۔

10/6/95

تکمیلِ دین کا اعلان

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ

رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ (المائدہ ۳)

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔"

خدا کے اس اعلان کا کہ "میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی" مطلب یہ ہے کہ مختلف زمانوں میں ضرورت اور حالات کے مطابق یہ دین آتا رہا، اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اس کے احکام میں جزوی تبدیلیاں ہوتی رہیں، یہاں تک کہ انسانیت علم و خرد کی ترقی کے لحاظ سے اس مقام پر آپہونچی کہ اُسے آخری اور دائمی شریعت دی جائے جس کے اصول ایسے عالمگیر، دائمی اور لچکدار ہوں جو ہر دور کے نت نئے تقاضوں اور تمام پیش آمدہ حالات پر بخوبی منطبق ہو سکیں، اور جو پوری انسانی برادری کے لئے قابل قبول اور قابل عمل ہوں۔ چنانچہ آخری رسول کو یہ دائمی شریعت دے کر دین کی تکمیل کر دی گئی، اور خدا نے یہ آخری نعمت دے کر امت مسلمہ پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ اب رہتی دنیا تک کے لئے نہ کسی دوسری شریعت کی ضرورت باقی ہے، اور نہ کسی رسول کی رہنمائی درکار ہے۔

Marfat.com

ختمِ نبوّت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۠ (الاحزاب ۴۰)

"لوگو! محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔"

یعنی اب کارِ رسالت کو انجام دینے کے لئے کوئی نئے پیغمبر نہ آئیں گے سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہو چکا ہے، اور اب قیامت تک کے لئے جو بھی پیغمبروں کی راہ پر چلنا چاہے اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ وہ آپ ؐ پر ایمان لا کر آپ ؐ کی پیروی کرے۔

Marfat.com

اُمّتِ مسلمہ اور اُس کے فرائض

اُمّت کے ظہور کی دُعا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ۔

(البقرہ ۱۲۸)

"ہمارے پروردگار! مجھے اور اسماعیل کو اپنا تابع فرمان اور مسلم بنا، اور ہماری اولاد سے ایسی امت کو اٹھا جو تیری تابع فرمان اور مسلم ہو"

یہ وہ دعا ہے جو مرکز توحید کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے مانگی تھی۔ خدا نے حضرت کی یہ دعا قبول فرمائی، اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک ایسی امت کو برپا کیا جو قیامت تک کے لئے تبلیغ دین اور شہادت حق کا وہ فریضہ انجام دیتی رہے گی جو ختم نبوت سے پہلے اپنے اپنے زمانے میں خدا کے پیغمبر انجام دیتے رہے ہیں۔

رسول کی جانشینی

هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي

Marfat.com

النَّاسِ - (الحج ۷۸)

"اُس نے تمہیں منتخب فرمالیا ہے، اور دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے، پیروی کرو اُس دین کی جو تمہارے اپنے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے۔ آپ نے پہلے ہی سے تمہیں مسلم کے نام سے نوازا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں کہ رسول تمہارے لئے دین حق کی شہادت دیں، اور تم دنیا کے سارے انسانوں کے سامنے دین حق کی شہادت دو۔"

آیت پر غور کرتے وقت حضرت ابراہیمؑ کی وہ دُعا ضرور سامنے رہنی چاہیئے جو تعمیر کعبہ کے وقت آپؑ نے زندگی کے آخری لمحات میں والہانہ انداز میں مانگی تھی۔

"پروردگار! مجھے اور اسماعیل کو اپنا مسلم اور فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں ایک ایسی امت کو برپا کر جو تیری مسلم اور فرمانبردار ہو" اور دل کی انتہائی گہرائیوں سے کہا تھا "ہمارے پروردگار! ان میں انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول اُٹھا جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے، اور ان کی زندگیوں کا تزکیہ کرے۔"

خدا نے اپنے خلیل کی دعا کو قبولیت بخشی، اور ساری دنیا کی رہنمائی کے لئے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ ساتھ ہی آپؐ کی قیادت میں ایک ایسی امت کا بھی انتخاب فرمایا جو رہتی دنیا تک اس سچے دین کی شہادت دیتی رہے، جس کی شہادت زندگی بھر حضرت محمدؐ دیتے رہے۔

کارِ رسالت کے لئے اُمت کا انتخاب کرتے ہوئے قرآن نے اِجتبیٰا کا لفظ استعمال کیا۔ اور یہ اجتبیٰا یا اصطفا کا لفظ عام طور پر قرآن میں انبیاء کے لئے استعمال

کیا گیا ہے۔ امت کے لئے اس لفظ کے استعمال کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ اُمت اصطلاحی طور پر پیغمبر نہ سہی، لیکن پیغمبرانہ شان ضرور رکھتی ہے، اس لئے کہ اسے پیغمبر کے جانشین کی حیثیت سے وہی پیغمبرانہ فریضہ انجام دینا ہے۔ پھر جس طرح آخری رسول کی آمد کی بشارت مدتوں پہلے سے دی جا رہی تھی۔ اسی طرح اس امت کو بھی اس کے ظہور سے بہت پہلے مسلم کے نام سے نوازا گیا تھا۔ یہ گویا امت کے ظہور سے سیکڑوں سال پہلے ایک بشارت تھی کہ ایک ایسی امت برپا کی جانے والی ہے جو اسلام اور بندگی رب کا زندہ نمونہ ہو گی۔ اسی لئے فرمایا کہ بہت پہلے تمہارا نام مسلم رکھا۔ اور اسی سلسلہ میں یہ کہا کہ تمہارا یہ انتخاب ایک عظیم مقصد کے لئے ہوا ہے۔ پھر فرمایا "تاکہ رسول تم پر دین حق کی گواہی دیں اور تم دنیا کے سارے انسانوں کے سامنے حق کی گواہی پیش کرو" یہ امت کی اصل حیثیت کا اظہار ہے کہ وہ رسول کی جانشین ہے، اور اسے وہی کام انجام دینا ہے جو رسول نے انجام دیا۔ جس طرح آخری رسول نے اپنے قول و عمل اور شب و روز کی زندگی سے خدا کے دین کو واضح کرنے کا حق ادا کر دیا، ٹھیک اسی طرح امت کو بھی دنیا کے سارے ہی انسانوں کے سامنے خدا کے دین کو واضح کرنا ہے اور دین حق کی زندہ شہادت بن کر رہنا ہے۔

امتِ مسلمہ کی امتیازی حیثیت

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (البقرہ ۱۴۳)

"اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک "امت وسط" بنایا ہے تاکہ تم سارے انسانوں کے لئے دین حق کے گواہ بنو، اور ہمارے رسول تمہارے لئے

Marfat.com

گواہ ہوں"

یعنی تمہاری حیثیت عام امتوں کی طرح نہیں۔ تمہیں خدا نے امتِ وسط بنایا ہے اور ایک امتیازی شان بخشی ہے۔ تم انسانوں میں وہ اعلیٰ اور اشرف امت ہو جسے دنیا کی تمام قوموں میں صدر کی طرح رہنمائی کی مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور تم ہر افراط و تفریط سے محفوظ، خدا کی سیدھی راہ پر اعتدال کے ساتھ قائم ہو۔ تمہیں خدا نے "شہداء علی الناس" کے امتیازی مقام پر سرفراز فرمایا ہے اور تمہیں قیامت تک اسی شان امتیاز کے ساتھ دنیا میں رہنا ہے۔

امت کا حقیقی منصب

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران)

"تم بہترین امت ہو جو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہو"

یعنی امت مسلمہ فکر و عمل کی امتیازی خوبیوں میں دنیا کی تمام قوموں اور جماعتوں میں ایک "بہترین امت" ہے۔ یہ زندگی کے میدان میں یونہی معمول کے مطابق نہیں آنکلی ہے، بلکہ اُسے ایک عظیم مقصد کی خاطر نہایت اہتمام سے برپا کیا گیا ہے۔

"اسے سارے انسانوں کے لئے وجود میں لایا گیا ہے"، یعنی اسے سارے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ اور اب رہتی زندگی تک

Marfat.com

تمام انسانی جماعتوں کی پیشوائی اور امامت کا فریضہ اسی کو انجام دینا ہے۔

"تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو" یعنی تمہارا کام محض وعظ و نصیحت اور انذار و تبشیر نہیں ہے۔ بلکہ تم نیکی کے آمر اور حاکم بنائے گئے ہو تمہارا حقیقی منصب یہ ہے کہ تم ایک غالب جماعت بن کر رہو، اور اپنی سیاسی قوت کے ذریعہ نیکی کو پروان چڑھاؤ، اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو۔

امت کا نصب العین اقامت دین

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ (الشوریٰ ۱۳)

"مسلمانو! خدا نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی۔ اور جس کی وحی اے رسول! ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے، اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں کہ اس دین کو قائم کرو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو"

اس آیت کو پوری طرح سمجھنے کے لئے چند باتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱۔ ان پانچ پیغمبروں کے ذکر کی وجہ!

۲۔ دین کا حقیقی مفہوم۔

۳۔ اقامت کا مطلب۔

۴۔ امت کا نصب العین۔

آیت میں جن پانچ جلیل القدر پیغمبروں کا ذکر ہے اُن میں سب سے پہلے

Marfat.com

حضرت نوحؑ ہیں جو طوفان کے بعد انسانیت کے اولین پیغمبر تھے، ان کے بعد سب سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ پھر درمیان کے سلسلۂ نبوت میں سے تین اہم ترین پیغمبروں کا ذکر ہے، جن میں حضرت ابراہیمؑ تو وہ ہیں جن کی عظمت اور پیشوائی پر سب ہی متفق ہیں۔ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی اہمیت یہ ہے کہ دنیا کی دو عظیم ملتیں یہود و نصاریٰ ان کی طرف خود کو منسوب کرتی ہیں۔

سلسلۂ نبوت کے ان پانچ اہم ترین پیغمبروں کے ذکر سے بتانا یہ مقصود ہے کہ خدا کی طرف سے جتنے بھی رسول آئے، ان سب کا نصب العین یہی تھا کہ خدا کے دین کو قائم کریں۔ سب سے پہلے رسول کو بھی اسی کی وصیت کی گئی تھی، اور سب سے آخری رسول کو بھی اسی کی وحی بھیجی گئی، اور درمیان کے ان تین عظیم پیغمبروں کو بھی اسی کی وصیت کی گئی جن کی رہنمائی اور نبوت کو تقریباً پوری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ لہذا امت کا فرض ہے کہ وہ پورے یقین اور شرح صدر کے ساتھ اس نصب العین کو اپنا فریضۂ حیات سمجھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دین کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ دین سے مراد توحید، رسالت اور آخرت کے بنیادی عقائد بھی ہیں جو ہمیشہ سے انبیاء کی تعلیم میں متفق علیہ رہے ہیں، اور وہ احکام شریعت بھی جو حالات، اور ضرورت کے تحت مختلف انبیاء کے زمانوں میں بدلتے رہے ہیں۔ قرآن کی تصریحات کے مطابق دین دراصل وہ مکمل نظام زندگی ہے جو عقائد اور عبادات تعلیم

واخلاق، تہذیب وثقافت، معیشت ومعاشرت اور قانون وسیاست، غرض زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اس کی رہنمائی سے خارج ہو۔

تیسری بات لفظ اقامت ہے۔ اقامت کا لفظ جب مادی چیزوں کیلئے بولا جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں۔ کھڑا کر دینا۔ اور جب یہ لفظ غیر مادی چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کا مفہوم ہوتا ہے، اس چیز پر کما حقہ عمل کرنا، اور اس کا پورا پورا حق ادا کرنا۔ دین کی اقامت سے مراد ہے، دین پر کما حقہ عمل کرنا، اور اس کا پورا حق ادا کرنا۔

چوتھی بات، امت کے نصب العین کی ہے۔

آیت میں خطاب مسلمان امت سے ہے اور کہا گیا ہے۔ تمہارے لیے وہی طریقہ مقرر کیا گیا ہے جس کی تاکید تمام پیغمبروں کو کی گئی تھی کہ دین کو قائم کرو۔ لہذا امت کا نصب العین قرآن قطعی طور پر یہ قرار دیتا ہے کہ وہ کامل یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ پورے دین کی پیروی کرے، اور عملاً اسے نافذ اور قائم کرے۔ جو بنیادی عقائد، اصول اخلاق اور انسانی زندگی سے متعلق تمام ہی آسمانی ہدایات پر مشتمل ہے۔

اس حقیقت کی فیصلہ کن دلیل جو فدا کاران اسلام کے دلوں میں یقین کی ٹھنڈک پیدا کرتی ہے وہ آخری رسول کا تئیس سالہ روشن دور ہے۔ اس دور سعادت میں آپ نے عقائد واخلاق کی تعلیم بھی دی۔ عبادت کے طریقے بھی سکھائے، قرآنی ہدایات کے مطابق انسانی سماج کی تعمیر بھی کی اور انسانی زندگی کو منظم کرنے والی ایک بابرکت اسٹیٹ بھی قائم فرمائی۔

Marfat.com

دعوتِ اسلام اور سیاسی اقتدار

اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر دین ہے، اس کی رہنمائی اور ہدایت سے زندگی کا کوئی گوشہ خارج نہیں ہے۔ سیاست وحکومت کے بارے میں نہ صرف یہ کہ اسلام روشن ہدایات اور احکام دیتا ہے، بلکہ اس کو اپنا ایک لازمی نتیجہ قرار دیتا ہے۔ اور اس بات کو ایمان کے منافی سمجھتا ہے کہ سیاست وحکومت کو خدا کی ہدایت سے بے نیاز رکھا جائے۔

قرآن کے نزدیک حکومت اور اقتدار صرف خدا کا حق ہے اور وہ صرف اسی سیاسی نظام کو جائز اور برحق مانتا ہے جس میں اقتدارِ اعلیٰ خالص خدا کا حق تسلیم کیا گیا ہو۔ پھر اسلامی احکام وہدایات کا ایک اہم حصہ وہ ہے جس کی پوری پوری پیروی اسی وقت ہوسکتی ہے جب اسلام کو اقتدار حاصل ہو۔ حکومت اور اقتدار کے بغیر یہ سارے احکام بے معنیٰ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا سیاسی اقتدار محض سماجی نظام کو سدھارنے اور انسانی مسائل کو حل کرنے کا بے مثال ذریعہ ہی نہیں بلکہ وہ ایک دینی ضرورت، ایمانی تقاضا اور اسلامی فریضہ ہے۔

اقتدارِ اعلیٰ

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ۝ (الانبیاء ۲۳)

Marfat.com

”وہ جو کچھ بھی کرے اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں، اور ان سب سے باز پرس ہونی ہے۔“

اقتدارِ اعلیٰ اپنے کاموں کے لئے کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہوتا۔ اور سب ہی اس کے آگے اپنے کاموں کے لئے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اور یہ حیثیت صرف کائنات کے خالق و مالک کو حاصل ہے۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۔ (الرعد ۴۱)

”اللہ ہی فیصلہ کرتا ہے، اور اس کے فیصلہ کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔“

اقتدارِ اعلیٰ خدا ہی کا حق ہے

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ (المومنون ۸۴ - ۸۹)

”ان سے کہیئے، بتاؤ اگر تم سمجھ سے کام لینے والے ہو، یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ملکیت ہے؟ یہ کہہ اٹھیں گے اللہ کی۔ ان سے پوچھیئے ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ کہہ اٹھیں گے، اللہ! کہیئے پھر تم اس کا خوف کیوں نہیں رکھتے؟ ان سے کہیئے بتاؤ اگر تم سمجھ سے کام لینے والے ہو، کہ ہر چیز پہ اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلے میں پناہ دے سکے۔ یہ پکار اٹھیں گے کہ یہ حق تو

Marfat.com

اللہ ہی کا ہے۔ کہیے پھر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو؟"

خدا کے اقتدار میں کوئی شریک نہیں

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۱)

"نہ کوئی اس کے اقتدار میں شریک ہے، اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا مددگار ہو۔ اس کی بڑائی بیان کرو، کمال درجے کی بڑائی"

خدا عیوب سے پاک ہے

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ (الجمعہ ۱)

"خدا ہی کی پاکی بیان کر رہی ہے وہ تمام مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور وہ تمام مخلوق جو زمین میں ہے حقیقی بادشاہ، عیوب سے پاک، سب پر غالب، دانائی کا سرچشمہ"

یہ ساری کائنات جس کی پاکی بیان کر رہی ہے وہی ان کا حقیقی فرماں روا ہے، وہی فرمانروائی کی تمام بنیادی صفات کا سرچشمہ ہے، اور کوئی ایسی طاقت نہیں جو ان صفات میں اس کی شریک ہو۔ انسان پر حکومت کرنے اور انسان کے لئے قانونِ زندگی بنانے کا حق اسی ہستی کو حاصل ہے جو تمام کمزوریوں اور عیبوں سے پاک ہو، جو دانائی کا سرچشمہ ہو، اور جو سب پر غالب ہو، اور کوئی اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہ ہو۔

Marfat.com

حکومت خدا ہی کی ہے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ط ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ۔ (یوسف ۴۰)

"حکومت خدا ہی کی ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ اُس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ہے سیدھا سچا دین"

سیاسی اقتدار ایک دینی ضرورت

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ہ (بنی اسرائیل ۸۰)

"اور دعا کیجیے کہ پروردگار! مجھے جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا، اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنے پاس سے زور و اقتدار کو میرا مددگار بنا دے"

یعنی خدا کی سرزمین میں جہاں کہیں بھی رہوں، سچائی اور حق ہی میرا حقیقی مقصود ہو۔ ہیں کہیں سے نکلوں تو اسی کی خاطر، اور کہیں پہنچوں تو اسی کی خاطر۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے قوت و اقتدار کو میرا پشت پناہ بنا دے۔ دراصل سیاسی اقتدار ہی حق اور راستی کو قائم کرنے اور باطل کو ختم کرنے کا سب سے بڑا اور مؤثر ترین ذریعہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "خدا حکومت کی طاقت سے اُن چیزوں کا سدباب کر دیتا ہے جن کا سدباب قرآن کے ذریعے نہیں کرتا"

اسلامی اقتدار کی اہمیت

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ (المائدہ ۵۰)

"کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں؟ اور جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور کوئی نہیں"
یعنی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں ہر حکم جاہلیت کا حکم ہے جس کی بنیاد محض گمان وہم اور قیاس پر ہے۔ خدا ہی کا حکم انسانی زندگی کے ہر گوشے میں صحیح رہنمائی کرتا ہے اور صحیح طرز عمل کی ہدایت دیتا ہے۔ کیونکہ خدا ہی علم و حکمت کا واحد سرچشمہ ہے۔

اسلامی اقتدار بعثتِ رسول کا مقصود

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۔ (التوبہ ۳۳)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو حقیقی ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اس دین کو وہ تمام دینوں پر غالب کر دے"
یعنی آخری رسول کی بعثت کا اصل مقصود ہی یہ ہے کہ اسلام ایک غالب نظام بن کر رہے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں خدا ہی کا دین قائم اور نافذ ہو۔

حق و باطل کی کشمکش

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ (الانبیاء ۱۸)

"اور ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے۔ اگر ہم کوئی کھلونا بنانا ہی چاہتے اور بس یہی کچھ ہمیں کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے کر لیتے۔ مگر ہم تو حق کو باطل سے ٹکراتے ہیں جو باطل کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے"

یعنی یہ عظیم کائنات ناسمجھ بچوں کا کوئی گھروندا نہیں ہے، بلکہ ایک علیم و حکیم خدا کا بنایا ہوا بامقصد کارخانہ ہے۔ اگر ہمیں کھیلنا ہی ہوتا تو کھلونے بنا کر ہم خود ہی کھیل لیتے۔ حق و باطل کے درمیان یہ دائمی کشمکش، خیر و شر کے درمیان یہ ٹکراؤ اور ذی عقل و ذی حس انسانوں کے درمیان یہ کشاکش کبھی نہ ہوتی۔ دراصل حق و باطل کی اس ختم نہ ہونے والی کشمکش میں انسان کی آزمائش مقصود ہے۔ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ "اور ہم تمہیں خیر و شر کے ذریعے آزمانا چاہتے ہیں"

اہل باطل کی خواہشات

حق کا چراغ بجھا دیں

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (الصف ۸)

"اہل باطل چاہتے ہیں کہ خدا کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا اپنی روشنی کو درجۂ کمال تک پہنچا کر رہے گا، اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے"

Marfat.com

اہل حق کو باطل کی طرف پھیر لے جائیں

وَلَن تَرضٰی عَنکَ الیَھُودُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُم۔ (البقرہ ۱۲۰)

"اور یہ یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز خوش نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔"

یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِن تُطِیعُوا فَرِیقًا مِّنَ الَّذِینَ اُوتُوا الکِتٰبَ یَرُدُّوکُم بَعدَ اِیمَانِکُم کٰفِرِینَ ○ (آل عمران ۱۰۰)

"اے مومنو! اگر تم نے ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی تھی، کسی ایک گروہ کی بات بھی مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے۔"

یعنی حق و باطل کی کشمکش دائمی ہے۔ حق کی فطرت یہ ہے کہ وہ باطل پر غالب ہو کر رہے۔ اور باطل کی کوشش یہ ہے کہ وہ حق کی روشنی کو پھیلنے نہ دے۔

دینِ حق میں رد و بدل کا مطالبہ

وَاِذَا تُتلٰی عَلَیھِم اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِینَ لَا یَرجُونَ لِقَآءَنَا ائتِ بِقُراٰنٍ غَیرِ ھٰذَا اَو بَدِّلہُ قُل مَا یَکُونُ لِی اَن اُبَدِّلَہٗ مِن تِلقَآئِ نَفسِی اِن اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحٰی اِلَیَّ (یونس ۱۵)

"اور جب انہیں ہماری صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، تو وہ لوگ جو ہم سے ملاقات کا یقین نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس

قرآن کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی میں کچھ ردّ و بدل کر دو۔
اے رسولؐ! ان سے کہہ دیجئے، میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کچھ ردّ و بدل کروں۔ میں تو بس اسی وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے"

یعنی یہ کتاب میری تصنیف تو نہیں کہ میں اس میں ردّ و بدل کر دوں یہ تو خدا کی بھیجی ہوئی آسمانی کتاب ہے، اور میں نہ صرف تمہیں اس کی پیروی کی دعوت دیتا ہوں بلکہ خود میں بھی اسی کا پیرو ہوں۔

کشمکش میں اہل حق کی ذمّہ داری

حق پر جمے رہو

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ج وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ۔

(الشوریٰ ۱۵)

"پس اے رسول! انہیں اسی حق کی دعوت دیتے رہیئے۔ اور آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسی پر جمے رہیئے۔ اور ان کی خواہشوں کو ہرگز نہ مانیئے۔ اور کہہ دیجئے کہ اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے، میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں"

یعنی اہل باطل کی خواہشات کچھ بھی ہوں، اہل حق کا منصب یہ ہے کہ وہ برابر حق کی دعوت پیش کرتے رہیں، حق پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں۔ اور صاف

صاف کہہ دیں کہ ہم خدا کی نازل کی ہوئی کتاب پر ایمان لائے ہیں۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم انسانی سوسائٹی میں عدل و انصاف قائم رکھیں اور کوئی طاقت ہمیں اپنے منصب اور مقام سے نہیں ہٹا سکتی۔

خدا سے تعلق مضبوط رکھو

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (آل عمران ۱۰۱)

"اور تمہارے لئے کفر کی طرف پھرنے کا اب کیا موقع جب کہ تمہیں خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان خود اس کے رسول تشریف فرما ہیں۔ اور جس نے خدا کے دامن کو مضبوط تھام لیا وہ سیدھی راہ پر لگ گیا۔"

یعنی ایمان لانے کے بعد بھلا پھر کفر کی دلدل میں جا پھنسنے کا کیا موقع اور بالخصوص اس حالت میں جب کہ خدا کے رسول بہ نفس نفیس تمہارے درمیان موجود ہوں، اور تمہیں خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہوں۔ البتہ کشمکش کے سنگین دور میں حق پر جمے رہنے کی صورت صرف یہی ہے کہ اللہ کے دامن کو مضبوط تھامے رہو، اسی کو حقیقی سہارا سمجھو، اس کے دامن میں پناہ ڈھونڈو، اس کے احکام کی مخلصانہ پیروی کرو، اس کی نافرمانی سے بچو، اور اسی سے دعائیں مانگتے رہو۔

اہل کفر کے آگے ہرگز نہ جھکو

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (هود ۱۱۳)

Marfat.com

"اور ان ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا، ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے اور تمہیں کوئی ایسا حمایتی نہ مل سکے گا جو خدا سے تمہیں بچا سکے۔ اور کہیں سے تم کو مدد نہ پہنچے گی۔"

اہل کفر سے ہوشیار رہو

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ط۔

(المائدہ ۴۹)

"اور ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنے میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرہ برابر منحرف نہ کرنے پائیں جو خدا نے تمہاری طرف نازل کی ہے۔"

اہل کفر کو دوست نہ بناؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (النساء ۱۴۴)

"ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔"

مومن انسانی حقوق ادا کرنے میں بڑا فیاض اور فراخدست ہوتا ہے لیکن اس کی دلی محبت اور رفاقت صرف مومنین کے لئے ہوتی ہے۔

فتنہ کا سدباب کرو

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ج (الانفال ۳۹)

"اور ان باطل پرستوں سے برابر لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پورا کا پورا خدا کے لئے ہو جائے۔"

فتنہ سے مراد ظلم و جبر اور فساد و سرکشی کی وہ حالت ہے جس میں انسان خدا کے

Marfat.com

سوا دوسروں کی اطاعت میں گرفتار ہو، اور خدا کے بندے خدا کی مخلصانہ بندگی نہ کرسکیں ——— اہل حق کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس فتنہ کو مٹانے کے لئے برابر اہل باطل سے لڑتے رہیں، اور اسی وقت چین سے بیٹھیں جب دین پورا کا پورا خدا کے لئے ہو جائے، اور وہ نظام حق قائم ہو جائے جس کی بنیاد محض خدا کی اطاعت پر ہو۔ اور ہر وہ فتنہ وفساد، ظلم وجبر، اور نظام باطل مغلوب اور بے اثر ہو جائے جو خدا کے بندوں کو خدا کی بندگی سے روکنے والا ہو۔

Marfat.com

اقامتِ دین کے اصول و احکام

اقامتِ دین کی جس عظیم ذمہ داری پر یہ امت مامور کی گئی ہے۔ قرآن نے تفصیل کے ساتھ اس کے اصول و احکام بھی بیان کئے ہیں، اور پیغمبروں کی تاریخ سے اس راہ کے ایک ایک مرحلہ کو بھی واضح کیا ہے۔

تعمیر سیرت

دین کو قائم کرنے کا نصب العین لے کر اٹھنے والوں کے لئے قرآن حکیم کی اولین ہدایت یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی ذات پر دین کو قائم کریں اور سیرت و کردار کے ہر گوشے میں اسلام کا سچا نمونہ بن کر رہیں۔

ایمان کامل

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات ۱۵)

"مومن تو حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے، اور ایسا ایمان لائے کہ) پھر انہیں کوئی شک اور تذبذب نہ رہا، اور وہ برابر لڑتے رہے خدا کی راہ میں اپنی جانوں سے اور اپنے مال

سے۔ دراصل یہی لوگ ہیں جو اپنے ایمان میں سچے ہیں "

اس راہ کا اصل سرمایہ ایمان کامل ہے۔ اس کے بغیر نہ اس راہ میں چلنے کا سوال پیدا ہوتا ہے، نہ تصور کیا جا سکتا ہے ——— ایمان کامل درحقیقت وہی ہے جس پر شک اور تذبذب کا سایہ بھی نہ پڑا ہو۔ ایسا ہی ایمان مومن میں یہ حوصلہ ابھارتا ہے کہ وہ اپنی جان و مال سب کچھ خدا کی راہ میں جھونک دیتا ہے۔

مخلصانہ عبادت

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ؕ (البینہ ۵)

"اور ان کو حکم دیا گیا تھا تو صرف یہ کہ یکسوئی کے ساتھ خدا کی مخلصانہ عبادت کریں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں یہی سیدھا سچا دین ہے "

ایمان کے بعد مومن کا محبوب عمل خدا کی مخلصانہ عبادت ہے۔ عبادات سے شغف کے بغیر مومن نہ دین کی راہ میں جم سکتا ہے، نہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ عبادات ہی سے ایمان کا اظہار بھی ہوتا ہے، اور عبادات ہی سے "ایمان" کو زندگی کی قوت بھی ملتی ہے۔

اقامتِ صلوٰۃ اور خدا سے وابستگی

ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ج فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط (الحج ۷۸)

"اس نے پہلے ہی سے تمہارا نام مسلم رکھا تھا، اور اسی کام کے پیش نظر تاکہ رسول تم پر گواہ بنیں اور تم لوگوں پر گواہ بنو ——— پس نماز قائم کرو،

Marfat.com

زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اللہ سے تعلق مضبوط رکھو۔"

مسلم ہر وہ شخص ہے جو خدا کے دین کو مان کر خدا کی مکمل اطاعت میں اپنے آپ کو دے دے۔ اور فکر و نظر، عقیدہ و عمل، اخلاق و کردار اور سلوک معاملات، غرض پوری زندگی میں قانونِ الٰہی کی بالاتری تسلیم کر کے اس کی مکمل پیروی کرے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے وہ تمام انسان مسلم ہی تھے۔ جو کسی بھی نبیؑ پر ایمان لا کر اور کسی بھی خدائی دین کو مان کر اس کی پیروی کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ آخری امت خصوصیت کے ساتھ "امتِ مسلمہ" کے لقب سے اور اس کے افراد مسلم کے خطاب سے اس لئے نوازے گئے کہ ان کے اندر یہ صفت "اسلامیت" بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ اور ان کو اس دین کا حامل بنایا گیا ہے، جس کا خطاب پوری انسانیت سے ہے جو پوری زندگی کا قانون ہے، اور جو ابد رہتی دنیا تک کے لئے آخری مستند دین ہے۔

اس گراں ترین ذمہ داری پر جو امت فائز کی گئی ہے۔ اور "امتِ مسلمہ" کے عظیم ترین خطاب سے نوازی گئی ہے۔ اس کو تین بنیادی اور امتیازی اعمال کی تاکید کی گئی ہے، اور اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ تمہارے منصبی اعمال ہیں۔ "اقامت صلوٰۃ" "ادائے زکوٰۃ" اور "اعتصام باللہ"

خدا کو اپنا معبود جان کر اس کا قرب چاہنا، اسی سے دعائیں مانگنا، اسی کی پناہ ڈھونڈنا، اسی کے احکام کی مخلصانہ اطاعت کرنا، اس کی نافرمانی سے بھاگنا، اور ہر حال میں اسی پر بھروسہ رکھنا ـــــــ اسی کیفیت کا نام اعتصام باللہ ہے۔

ـــــــ یہ روحانی کیفیت نماز کے بغیر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ نماز ہی بندے

Marfat.com

کو خدا کا قرب بخشتی ہے۔ اس پر بھروسہ کی قوت پیدا کرتی ہے اور اس کی طرف بڑھنے اور اس کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ پیدا کرتی ہے ـــــــــ اور ایک ایسا شخص ہی شہادتِ علی الناس کا گراں قدر فریضہ انجام دے سکتا ہے جس میں یہ روحانی قوت اور ایمانی کیفیت پائی جائے۔ نماز شہادتِ علی الناس کے لئے تیار رکھنے والا ایک منصبی عمل بھی ہے اور بطور خود دین حق کی شہادت بھی تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ان بنیادی اعمال کے بغیر امتِ مسلمہ شہادت علی الناس کی ذمہ داری پوری کر سکے ـــــــــ اور پھر نماز اور زکوٰۃ کے علاوہ وہ کون سا عمل ہو گا جو امت مسلمہ انجام دے گی ـــــــــ جسے انجام دے کر وہ خود بھی بندگی رب کا حق ادا کرے گی۔ اور دوسروں کو بھی خدا کی بندگی کے لئے تیار کرے گی۔

کامل پیروی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ (البقرہ ۲۰۸)

"مومنو! تم پوری طرح سب مل کر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔"

یعنی ہر معاملہ میں اسلام کی کامل پیروی کرو۔ اسلام ہی سلامتی اور عافیت کا گہوارہ ہے، اور زندگی کے کسی گوشے میں بھی اسلام سے ہٹ کر شیطان کی پیروی نہ کرو۔

Marfat.com

پاکیزہ کردار

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o (آل عمران ۱۰۲)

"ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، جیسا کہ اس سے تقویٰ کرنے کا حق ہے۔ اور دیکھو تمہیں موت آئے تو اسی حال میں آئے کہ تم مسلم اور فرمانبردار ہو" —

یعنی جب تم ایمان کے لقب سے متصف ہوئے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ مرتے دم تک تقویٰ اور اطاعت کے جوہروں سے اپنے کردار کو پاکیزہ سے پاکیزہ تر بنانے کی کوشش برابر جاری رکھو۔

آزمائشوں میں صبر و ثبات

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o۔

(البقرہ ۱۵۵، ۱۵۶)

"اور ہم تمہیں خوف و خطر، فقر و فاقہ، جان و مال کی تباہی اور پیداوار کے نقصانات میں مبتلا کر کے ضرور آزمائیں گے۔ اور بشارت ان لوگوں کو دیجیے جو ان حالات میں صبر و ثبات سے کام لیں —— یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو یہی کہتے ہیں کہ "ہم خدا ہی کے ہیں اور ہمیں خدا ہی کی طرف پلٹنا ہے"

آزمائشوں کی حکمت وغرض

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۝ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ۝ (العنکبوت ۲،۱)

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" ، اور انہیں آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم نے ان سب لوگوں کو بھی آزمایا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اللہ تو یہ دیکھ کر رہے گا کہ تم میں کون اپنے ایمان میں سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔"

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جٰہَدُوۡا مِنۡکُمۡ وَ یَعۡلَمَ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ (آل عمران ۱۴۲)

"کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے وہ کون ہیں جو اللہ کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر و ثبات دکھانے والے ہیں۔"

یعنی جو لوگ بھی ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، اور خدا کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں خدا ان کو مختلف قسم کی آزمائشوں سے لازماً گزارتا ہے ـــــــ تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کون اپنے دعویٰ ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

اتحاد قول وعمل

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ (الصف ۲)

"اے ایمان والو! وہ بات تم کیوں کہتے ہو جس کو تم کرتے نہیں ہو؟"

Marfat.com

یعنی جن باتوں کو تم دوسروں کے سامنے پیش کرو، خود تمہارا عمل بھی اس کے مطابق ہونا چاہیئے، تب ہی تمہاری بات میں وزن ہوگا اور اسے لوگ قبول کر سکیں گے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔ (البقرہ ۴۴)

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو"

جو شخص خود کو بھلا کر دوسروں کو نیکی کی دعوت دیتا ہے وہ زبردست جاہل اور انتہائی نادان ہے، اپنا بھی دشمن ہے اور اپنے دین کا بھی۔ خود تو وہ دین کی برکتوں سے محروم ہے ہی دنیا بھی اس کی نصیحت سے کوئی اثر نہ لے گی۔

عملی نمونہ کی اہمیت

وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ۔ (هود ۸۸)

"اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں، خود ان باتوں کو کرنے لگوں"

یعنی اس دعوت کے سچا ہونے کی سب سے بڑی دلیل اور زندہ شہادت یہ ہے کہ میں خود بھی اس پر پوری طرح عمل کر رہا ہوں۔ آدمی دوسرے کا خیر خواہ ہو یا نہ ہو، اپنا خیر خواہ یقیناً ہوتا ہے۔

ذکر و فکر

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا

Marfat.com

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(آل عمران ۱۹۰، ۱۹۱)

"بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور رات دن کے آنے جانے میں بہت نشانیاں ہیں ان عقل والوں کے لئے جو اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے۔ (ہر حال میں) اور غور و فکر کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، (جو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں) —— پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے"

سیرت کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ داعی دنیا میں غافلوں کی سی زندگی نہ گزارے بلکہ کائنات کی نشانیوں پر سوچتا رہے، اور حقیقت کو پانے کی برابر کوشش کرتا رہے۔ اور اس خدا کی یاد سے کبھی غافل نہ ہو جس نے اس کائنات کو انتہائی حکمت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ خدا کی یاد کے بغیر غور و فکر بے نتیجہ ہے۔ اور غور و فکر کے بغیر خدا کی یاد میں گہرائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے داعی حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذکر اور فکر دونوں کا اہتمام رکھے۔

قرآن میں تدبر

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ (ص ۲۹)

"یہ کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے سرتاسر برکت ہے تاکہ

Marfat.com

لوگ اس کی آیتوں میں غور و تدبر کریں، اور عقل سلیم رکھنے والے اس سے سبق حاصل کریں۔"

خدا کی کتاب جو ہدایت و عبرت کا واحد سرچشمہ ہے، اس لئے نازل ہوئی ہے کہ عقل و خرد والے اس میں غور و تدبر کریں، اور اس کی رہنمائی میں زندگیوں کی تعمیر کریں۔ خدا کے دین کو وہی لوگ قائم کر سکتے ہیں جن کے غور و فکر کا مرکز اور دلچسپی کا محور خدا کی کتاب ہو۔

Marfat.com

نظامِ جماعت

دینی اجتماعیت کی اہمیت

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ (التوبہ ۲۳)

"اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔ تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی لوگ ظالم ہیں۔"

بلاشبہ باپ اور بھائی کا رشتہ قریب ترین رشتہ ہے، اور ان سے قلبی لگاؤ اور محبت ایک فطری بات ہے۔ لیکن دین کی بنیاد پر جو اجتماعیت وجود میں آتی ہے اس کے نزدیک اصل رشتہ ایمان و اسلام کا رشتہ ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ اگر تمہارے باپ اور بھائی بھی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو عزیز رکھیں تو پھر تمہارے دلوں میں ان کیلئے محبت و رفاقت کے جذبات ہرگز نہ ہونے چاہئیں۔ یہ بڑا ظلم ہوگا کہ تم خدا پر ایمان بھی لاؤ اور خدا کے دشمنوں کو عزیز بھی رکھو۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ۔ (مجادلہ ۲۲)

"تم اس گروہ کو جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اُن لوگوں سے محبت اور الفت کرتے نہ دیکھو گے جو خدا اور اس کے رسول کی دشمنی اور مخالفت پر کمربستہ

ہوں، چاہے وہ اس کے اپنے ہی باپ یا اپنے ہی بیٹے یا اپنے ہی بھائی یا
اپنے خاندان والے کیوں نہ ہوں "

اجتماعیت کی بنیاد

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ (آل عمران ۱۰۳)

"تم سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور الگ الگ فرقے نہ بن جانا، اور خدا کے اس احسان کو یاد رکھنا، جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے، اور تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا"

خدا کی رسی سے مراد اسلام ہے۔ اسلام ہی خدا کا وہ عظیم احسان ہے جس کی بدولت صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا ایک دوسرے کے خون کے پیاسے قبیلے آپس میں شیر و شکر ہو گئے اور ان میں بے مثال دینی اخوت قائم ہو گئی۔

قرآن کے نزدیک مسلمانوں کی عالمگیر وحدت و اخوت کی بنیاد صرف اسلام ہے۔ اس لئے وہ محض اجتماعیت اور اتحاد کی تاکید نہیں کرتا ہے بلکہ اس اجتماعیت اور اتحاد کی تاکید کرتا ہے جس کی بنیاد اسلام ہو۔ اسلام کے سوا کوئی بھی بنیاد مسلمانوں کو جوڑنے والی نہیں، بلکہ پارہ پارہ کر دینے والی ہے۔

مثالی اجتماعیت

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ (الصف ۴)

"بلاشبہ خدا ان لوگوں کو اپنا محبوب بناتا ہے جو اس کی راہ میں اس استقلال کے ساتھ صف باندھے لڑتے رہتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

جماعت میں باہمی برتاؤ

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔ (الفتح ۲۹)

"آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے۔"

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (المائدہ ۵۴)

"مومنوں کے حق میں نہایت نرم۔"

یعنی اسلامی جماعت کے افراد ایک دوسرے کے لئے سراپا رحم اور انتہائی نرم ہوتے ہیں۔

باہمی تلقین

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ (العصر)

"زمانہ گواہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے، سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور جو عمل صالح کرتے رہے، اور جو ایک دوسرے کو دین حق کی وصیت کرتے رہے اور صبر وثبات کی تلقین کرتے رہے۔"

Marfat.com

باہمی تعاون

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ (المائدہ ۲)

"اور نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہنا"۔

یعنی اسلامی جماعت کے افراد میں خود غرضی اور نفسا نفسی نہیں ہوتی بلکہ وہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں۔

خوشگوار تعلقات

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔ (الانفال ۱)

"پس اللہ سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات کی اصلاح کرو"۔

گروہ بندی سے بچنے کی تاکید

وَلَا تَفَرَّقُوْا۔ (آل عمران ۱۰۳)

"اور الگ الگ فرقے نہ بن جانا"۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ۔ (الانفال ۴۶)

"اور اللہ اور اس کے رسول کے کہنے پر چلو اور آپس میں لڑو جھگڑو نہیں، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی"۔

امیر کی اطاعت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (النساء ۵۹)

Marfat.com

"مومنو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس رسول کی، اور
اُن اصحاب امر کی جو تم میں سے ہوں"

خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے وہ اُن اصحاب امر کی اطاعت ہے جو مسلمانوں کے کسی بھی اجتماعی معاملہ کے ذمہ دار بنائے گئے ہوں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خوشدلی کے ساتھ ان کی اطاعت کریں چاہے ان امراء کے احکام ان کی مرضی کے مطابق ہوں یا ان کی مرضی کے خلاف۔

البتہ ان امراء کی اطاعت کے کچھ حدود و شرائط ہیں:۔

پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوں۔ جیسا کہ "منکم" (وہ تم میں سے ہوں) کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ خود بھی خدا اور رسول کے فرمانبردار ہوں، جیسا کہ قرآن کے خطاب سے ظاہر ہے "ایمان والو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو" بلاشبہ اس خطاب میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مسلمانوں کے ذمہ دار ہیں۔

اور اطاعت کی حد یہ ہے کہ صرف ان باتوں میں اطاعت کی جائے جو خدا اور رسول کی اطاعت کے تحت ہوں نہ کہ اس سے آزاد یا اس کے خلاف۔ یہ بات خود قرآن کے بیان سے بھی ظاہر ہے۔ اس لئے کہ خدا اور رسول کے مطیع فرمان وہی امراء ہوں گے جو نیک اور معروف باتوں کا حکم دیں، نہ کہ وہ جو منکر اور گناہ کی باتوں کے احکام صادر فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:۔

Marfat.com

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے ذمہ دار کی بات سنے اور مانے، خواہ وہ حکم اس کیلئے خوشگوار ہو یا ناگوار، بشرطیکہ وہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ ہو اور جب اسے خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بات نہ سننی چاہیئے اور نہ ماننی چاہیئے"

امیر و مامور کے اختلاف کا حل

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء ۵۹)

"پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارے درمیان نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی سچے دل سے خدا اور رسول کو مانتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے، اور اسی کا "انجام بھی اچھا ہے"

یعنی اگر مسلمانوں میں باہم اختلافات اور جھگڑے اٹھ کھڑے ہوں یا امیر و مامور کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اس کا حل صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول کی طرف رجوع کریں۔ اور کتاب و سنت کی روشنی میں اس اختلاف کا حل نکالیں، پھر ہدایت کے ان سرچشموں سے جو بھی فیصلہ انہیں ملے، بے چون وچرا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

نظام جماعت کی دینی حیثیت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

(النور ۶۲)

Marfat.com

"مومن تو حقیقت میں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانیں، اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول کے ساتھ ہوں تو ان سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آپؐ سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والے ہیں۔"

قرآن کے عمومی انداز کے مطابق یہاں بھی رسول کو خطاب کر کے ایک اصولی اور دائمی ہدایت دی جا رہی ہے۔ دین کے اجتماعی معاملات میں جو حکم نبیؐ کے سلسلہ میں دیا جا رہا ہے، یہی حکم آپؐ کے بعد آپؐ کے جانشینوں کا بھی ہے، اور یہی حکم ان تمام لوگوں کا ہے جو کسی بھی دور میں اسلامی تحریک کے ذمہ دار ہیں۔

نظم جماعت کی پابندی اور امیر کی اطاعت محض ایک قانونی معاملہ نہیں ہے، بلکہ قرآن نے اسے بڑی اہم دینی حیثیت دی ہے۔ قرآن انہی لوگوں کے ایمان کی سچائی کی شہادت دیتا ہے جو نظم جماعت کے پابند ہوں اور کسی جماعتی ڈیوٹی سے اسی وقت ہٹیں جب اپنے سربراہ کار سے اجازت حاصل کر لیں۔

اسلامی جماعت کا امیر اور اسکے اوصاف

انتخاب امیر کا معیار

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (الحجرات ۱۳)

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور

تمہارے کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ تم باہم پہچانے جاؤ۔ البتہ خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"

دنیا کے سارے ہی انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور سب برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی بڑائی نہیں۔ مختلف قبیلے اور قومیں بھی محض اس لئے ہیں کہ ان میں باہم شناخت ہو سکے۔ بزرگی اور بڑائی کا معیار صرف خدا کا تقویٰ ہے اسلامی جماعت میں وہی شخص سب سے زیادہ اونچا اور معزز ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس ہے۔

انتخاب کی دینی حیثیت

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ (النساء ۵۸)

"بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امانتیں انہیں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں"

یہ ایک اصولی ہدایت ہے لیکن سلسلہ بیان میں امانتوں سے مراد خاص طور پر اسلامی جماعت کی ذمہ داریاں ہیں۔ یعنی اسلامی جماعت کی رہنمائی اور قیادت کی ذمہ داری کے لئے ایسے موزوں اور اہل تر افراد کا انتخاب کرو جس میں اس بار امانت کے اٹھانے کی صلاحیت و اہلیت ہو۔

دینی پیشوائی کے لئے موزوں ترین انتخاب ایک خالص دینی فریضہ ہے جس کے لئے قرآن نے انتہائی تاکیدی انداز بیان اختیار کیا ہے "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امانتیں ان لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں"

جماعتی کاموں میں مشورہ کی تاکید

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔ (آل عمران ۱۵۹)

Marfat.com

"اور دین کے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کیجئے۔"

جو حکم حضورؐ کو دیا گیا ہے یہی حکم ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو کسی بھی دور میں اسلامی جماعت کے ذمہ دار بنائے جائیں۔ قرآن کی تاکید یہ ہے کہ اسلامی جماعت کا نظام شورائی ہو، اور امیرِ جماعت جماعتی کاموں میں جماعت سے مشورہ لینے کا پابند رہے۔

مومنوں کا اکرام

وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ۔

(الانعام ۵۴)

"اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، تو ان سے کہیے، تم پر خدا کی طرف سے سلامتی ہو"

یعنی جماعت کے افراد جب اپنے ذمہ دار کے پاس پہنچیں، تو وہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اچھے انداز اور دعاؤں کے ساتھ ان کا استقبال کرے۔

رفقاءِ جماعت کی اہمیت کا احساس

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ (الکہف ۲۸)

"اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن رکھیے جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح وشام اس کو پکارتے رہتے ہیں اور ان کو نظر انداز کرکے

دنیوی شان وشوکت کی طلب میں اپنی نگاہیں آگے نہ دوڑائیے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے اسلامی جماعت کے ذمہ داروں کو ہمیشہ کے لئے ایک اہم اصولی حقیقت سمجھائی جا رہی ہے کہ آپ کا اصل سرمایہ اور آپ کی توجہ کے اصل مستحق وہ لوگ ہیں جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر آپ کے ساتھ ہو لئے ہیں، دنیوی اعتبار سے خواہ ان ناداروں اور کمزوروں کی کوئی حیثیت نہ ہو، لیکن خدا کی نظر میں یہ دنیا کے ان بڑے بڑے سرداروں اور لیڈروں سے کہیں زیادہ قدر وعظمت اور عزت و وقعت کے لائق ہیں۔ جو اگرچہ جاہ و منصب اور دنیوی شان وشوکت سے تو آراستہ ہیں لیکن دولت ایمان سے محروم ہیں۔

مشفقانہ برتاؤ

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعراء ۲۱۵)

"اور آپ اپنے شفقت کے بازو پھیلا دیجئے ان مومنین کے لئے جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں۔"

رحم اور نرم دلی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ط (آل عمران ۱۵۹)

"یہ خدا کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ ان لوگوں کے لئے انتہائی نرم دل ہیں۔ ورنہ اگر کہیں آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔"

جرأتِ اقدام

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط (آل عمران ۱۵۹)

"اور دینی کاموں میں اُن سے مشورہ لیجئے۔ پھر جب آپ کسی کام کا پختہ فیصلہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیئے"

یعنی جب کسی دینی معاملہ میں رفقار سے مشورہ لینے کے بعد آپ کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں اور اس کام کو انجام دینے کا عزم کرلیں تو پھر پوری ہمت اور جرأت کے ساتھ تمام اندیشوں اور آزمائشوں سے بے نیاز ہوکر اقدام کیجئے، اور صرف اللہ ہی کا سہارا پکڑیئے۔ یہی وہ سہارا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

نظمِ جماعت کا اہتمام

فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ۔ (النور ۶۲)

"تو جب وہ اپنے کسی خاص کام کے لئے آپ سے اجازت مانگیں، تو آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں اور ان لوگوں کے حق میں خدا سے استغفار بھی کیا کریں"

یعنی جب مسلمان کسی اجتماعی کام کے لئے جمع ہوں اور پھر بعض لوگ اپنی ضرورت اور معذوری سے اجازت چاہیں تو سربراہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ نظم جماعت کا پورا پورا اہتمام کرے۔ اور صرف انہی لوگوں کو اجازت دے جن کی ضرورت واقعی اس اجتماعی دینی کام کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہو، یا جن کی معذوری واقعی قابل قبول ہو۔

دعوت و تبلیغ

اسلامی جماعت کا مقصد وجود

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران ۱۰۴)

"اور تم میں ایک جماعت تو ایسی ضروری ہونی چاہیئے جو خیر کی دعوت دے۔ اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔ اور یہی لوگ ہیں جو فلاح و کامرانی پائیں گے"

"خیر" سے مراد ہر وہ فطری بھلائی ہے جسے ہمیشہ انسانی فطرت نے بھلائی سمجھا۔ اور جس کے بھلائی ہونے کی شہادت خود خدا کی کتاب نے بھی دی، اُن تمام بھلائیوں کی ایک جامع اور مرتب شکل خدا کا بھیجا ہوا وہ دین ہے جو ہر دور میں انبیاء لاتے رہے ہیں، اور جس کی آخری مکمل مستند اور محفوظ شکل وہ ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن و سنت کی شکل میں امت کو دے گئے ہیں۔

اسلامی جماعت کا مقصد وجود یہ ہے کہ وہ سارے انسانوں کو اس دین کی دعوت دے، اور ایک ایسی غالب قوت بن کر رہے، کہ وہ بھلائیوں کو اپنے قانون اور حکم سے نافذ کرے اور برائیوں کا سدّباب کرے۔

Marfat.com

قرآن کا اندازِ دعوت

اسلام کی بنیادی دعوت

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (العنکبوت ۱۵-۱۶)

"اور ابراہیم کے قصے سے نصیحت حاصل کرو جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اللہ واحد کی بندگی کرو، اور اس سے ڈرو، اگر تمہارے اندر کچھ سمجھ ہو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوجتے ہو وہ تو محض بت ہیں۔ اور تم ایک جھوٹ گڑھ رہے ہو (جس کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں ہے) واقعہ یہ ہے کہ خدا کو چھوڑ کر تم جن کو پوج رہے ہو وہ تو تمہیں کوئی رزق دینے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ بس اللہ ہی سے رزق مانگو، اسی کی بندگی کرو، اور اسی کا شکر ادا کرو، اسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے۔"

شرک ایک بے حقیقت چیز ہے، اور کائنات میں اس کے جواز کے لئے کوئی معقول وجہ موجود نہیں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان چند جملوں میں نہایت اختصار اور حکمت کے ساتھ ان تمام دلائل کی طرف بلیغ اشارے کر دیئے ہیں جن سے ثابت

Marfat.com

ہوتا ہے کہ انسان میں ذرا بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہو تو کبھی ایسی بے معنیٰ چیز کو زندگی کی بنیاد نہیں بنا سکتا، کسی کی بندگی کے لئے کوئی معقول وجہ ہونی چاہیئے! یہ بُت بے جان پتھر ہیں محض پتھر، ہرگز اس کے مستحق نہیں ہیں کہ ان کی بندگی کی جائے۔ نہ یہ انسان کے خالق ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے لئے ان کا محتاج ہو، نہ یہ انسان کو رزق دینے والے ہیں کہ وہ زندگی کی بقا میں ان کا دست نگر ہو، نہ انسان کا مستقبل ان سے وابستہ ہے کہ وہ اپنے انجام کی خاطر ان کی پوجا کرے۔ پھر آخر کس وجہ سے ان کی بندگی کی جائے؟ علم و عقل سے کام لینے والا جب بھی سوچے گا اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ بندگی کا مستحق صرف وہی ایک خدا ہے جس نے انسان کو وجود کی نعمت بخشی، جو انسان کی پرورش کر رہا ہے، اور جس کے پاس آخر کار انسان کو پلٹ کر جانا ہے۔

بندۂ مومن کی فکر انگیز دعوت

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَھْدِکُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ه یٰقَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ ه مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ه وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ه تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ وَاُشْرِکَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ه لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ

مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ہ (المومن ۳۸-۴۳)

"اور بندۂ مومن نے اپنی قوم سے کہا بھائیو! میرے نقشِ قدم پر چلو، میں تمہیں نیکی کی شاہراہ پر چلاؤں گا۔ بھائیو! یہ دنیا کی زندگی (جلد ختم ہونے والی) متاع ہے، اور آخرت ہی ہے جو ہمیشہ کی قرارگاہ ہے۔ جو بُرا عمل کرے گا وہ اس کا ویسا ہی بدلہ پائے گا۔ اور جو نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، البتہ ہو صاحبِ ایمان تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے۔ وہاں ان کو بے حد و حساب نعمتیں دی جائیں گی۔

اور اے میرے بھائیو! ذرا میری حالت پر غور کرو، میں تو تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور تم مجھے جہنم کی آگ کی طرف بلا رہے ہو! تم مجھے دعوت دے رہے ہو کہ میں خدا کا ناشکرا بنوں، اور اس کے ساتھ شرک کروں جس کے لئے میرے پاس کوئی علم اور دلیل نہیں۔ اور میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس خدا کی طرف جو سب پر غالب ہے اور جو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اس کی پکار دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہم سب کو پلٹنا اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حد سے نکلنے والے دوزخی ہیں۔"

فکر و نظر کی اصلاح

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ہ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ہ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ہ قَالَ هَلْ

يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ٥ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ٥ قَالُوْا بَلْ
وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ٥ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَعْبُدُوْنَ ٥ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ٥ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ
اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ٥ وَالَّذِيْ هُوَ
يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ٥ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ٥ وَالَّذِيْٓ
اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ٥ (الشعراء ۶۹-۸۲)

"اور ان کو ابراہیمؑ کا قصہ سناؤ جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور قوم کے لوگوں سے پوچھا، یہ کیا ہیں جن کو تم پوج رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا یہ کچھ مورتیاں ہیں جن کو ہم پوجتے ہیں، اور جن کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا۔ نہیں، بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ اس پر ابراہیمؑ نے کہا، کیا تم نے کبھی ان پر غور کیا ہے؟ جن کو تم اور تمہارے پچھلے باپ دادا پوجتے رہے ہیں یہ سب میرے تو دشمن ہیں۔ مگر ہاں ایک رب العالمین (وہی بندگی کے لائق ہے) جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے اور وہ جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا، اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میں وہ میری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔"

Marfat.com

ابراہیم ع نے انتہائی حکمت کے ساتھ شرک کی تردید کی اور یہ حقیقت خود ان کی زبان سے واضح فرمائی کہ شرک کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ خود مشرکین کو بھی یہ اعتراف ہے کہ ہم ان معبودوں کی پوجا اس لئے نہیں کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی علم یا دلیل ہے، بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یوں ہی کرتے دیکھا ہے، اور ان کی اندھی تقلید میں ہم بھی ایسا کر رہے ہیں۔ پھر ابراہیم ع نے انتہائی حکیمانہ ترتیب کے ساتھ وہ وجوہ بیان کئے جن کی بنا پر صرف ایک اللہ ہی عبادت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ وہ خالق ہے، وہی ہدایت اور رہنمائی فرماتا ہے، وہی ہماری دنیوی ضرورتیں پوری کرتا ہے، ہر طرح ہماری خبر گیری کرتا ہے، بیماری اور مصیبتوں سے نجات دیتا ہے، موت اور زندگی اسی کے اختیار میں ہے، اور روزِ جزا کا وہی مالک ہے، وہی انسان کی کوتاہیوں کو معاف کر سکتا ہے۔

حکمتِ تبلیغ

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ (النحل ۱۲۵)

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے حکمت کے ساتھ عمدہ نصیحت کے ساتھ۔ اور مباحثہ کیجئے تو ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو۔"

دعوت و تبلیغ کا سلیقہ اور حکمت بتاتے ہوئے قرآن نے تین جامع اور اصولی ہدایتیں دی ہیں:-

- حکمت کے ساتھ دعوت دو۔
- عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔

Marfat.com

○ مباحثہ اچھے طریقے پر کرو۔

حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مفہوم یہ ہے کہ داعی کو اپنی دعوت کے تقدس اور عظمت کا پورا احساس رہے اور وہ اس دولت کو نادانی کے ساتھ یوں ہی نہ بکھیر دے، بلکہ موقع و محل کا بھی پورا پورا لحاظ رکھے۔ اور مخاطب کا بھی۔ ہر طبقہ، ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی فکری رسائی، استعداد صلاحیت، ذہنی کیفیت اور سماجی حیثیت کے مطابق بات کہے۔[1]

عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دینے سے مراد یہ ہے کہ داعی اس سوز خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ نیک جذبات کو ابھارے کہ مخاطب شوق و رغبت کے جذبات سے سرشار ہو جائے۔ اور اسے محض عقلی اطمینان ہی حاصل نہ ہو، بلکہ حق کے ساتھ اس کو جذباتی لگاؤ پیدا ہونے لگے۔[2]

اچھے طریقے پر مباحثہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا سادہ اور دلنشین انداز اختیار کیا جائے کہ مخاطب میں ضد، نفرت، ہٹ دھرمی، تعصب اور حمیت جاہلیت کے جذبات نہ ابھریں، بلکہ وہ واقعی کچھ سوچنے اور سمجھنے پر مجبور ہو،

---

[1] اس کی وضاحت و تفصیل جاننے کے لئے قرآن کے ان حصوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے جن میں پیغمبروں کی دعوت و تبلیغ کی رودادیں بیان کی گئی ہیں۔ [2] اس کی وضاحت کے لئے قرآن کے وہ حصے مطالعہ میں رکھے جائیں جن میں اعمال صالحہ کے بے حد و حساب اجر و انعام اور اعمال سیئہ کی ہولناک سزائیں اور جنت کی غیر فانی نعمتوں اور جہنم کے ابدی عذاب کے تذکرے ہیں اور وہ حصے جن میں پیغمبر اور انکے ساتھیوں پر خدا کے انعام و اکرام اور دین کے مخالفین کی تباہی کی داستانیں بیان کی گئی ہیں۔

Marfat.com

اور اس میں حق کی طلب پیدا ہو۔ اور جہاں یہ کیفیت پیدا ہوتی نظر نہ آئے، داعی کو چاہیئے کہ وہ زبان بند کرلے اور اس مجلس سے اُٹھ کر چلا آئے۔

داعیِ حق کے اوصاف

دین کی قدر و عظمت

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ o لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ۔ (الحجر ۸۷، ۸۸)

"اور ہم نے آپؐ کو سات دُہرائی جانے والی آیتیں اور عظمت والا قرآن عطا فرما دیا ہے۔ تو آپ اس فانی متاع کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے۔ جو ہم نے ان کے مختلف طبقوں کو دے رکھا ہے"

رسول سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ بلاشبہ تم بے سروسامان اور بے کس و مظلوم ہو، لیکن خدا نے تمہارے دلوں کو قرآن جیسی با عظمت دولت سے غنی کر رکھا ہے۔ بھلا اس کے مقابلہ اس دولت اور شان و شوکت کی کیا قیمت جو چند روز کی بہار ہے ——— تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ تو دونوں جہاں کی عزت و سربلندی کا سرمایہ ہے۔ تو تم تو اس ناپائدار دولت کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔

نصب العین کی اہمیت کا احساس

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ۔ (المائدہ ۶۸)

Marfat.com

"اے اہل کتاب! تم کچھ نہیں ہو، جب تک کہ تم توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب نے نازل فرمائی ہیں"

یعنی تمہاری عظمت و رفعت کا راز یہ ہے کہ تم اس مقصد کو پورا کرنے میں جی جان سے لگے رہو جس کیلئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے ـــــ یہ خطاب تو اہل کتاب سے ہے۔ لیکن یہ اصولی ہدایت اس امت کیلئے ہے جس کو عالم کی رہنمائی اور دین کی اقامت کیلئے اٹھایا گیا ہو۔

اصلاح حال کی تڑپ

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۝ (الکھف ٦)

"تو اے رسولؐ! شاید آپ ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان ہلکان کر ڈالیں گے۔ اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے"

حق کی بصیرت

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي۔

(یوسف ١٠٨)

"اے رسولؐ! آپ ان کو صاف صاف بتا دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے اور میں یقین اور بصیرت کی پوری روشنی کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دے رہا ہوں، اور وہ لوگ بھی جو میری پیروی میں یہی کام کر رہے ہیں"

صبر و ثبات

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ (لقمان ١٧)

"نیک کاموں کا حکم دیتے رہنا، اور برے کاموں سے روکتے رہنا، اور آنے والی مصیبت کو صبر و ثبات کے ساتھ برداشت کرنا، بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کام ہیں"

بے لوثی

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ (الفرقان ۵۷)

"ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کا راستہ اپنا لے"

یعنی میری دوڑ دھوپ کے پیچھے کوئی مادی غرض نہیں ،بس تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ خدا کے بندے خدا کی راہ پر آجائیں۔

خدا کی نصرت پر یقین

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (العنکبوت ۶۹)

"جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے انہیں ضرور ہم اپنی راہیں دکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے"

یعنی جو لوگ خدا کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں خدا زندگی کے ہر موڑ پر ان کی رہنمائی فرماتا ہے، اور اپنی توفیق و نصرت سے نوازتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ (محمد ۷)

Marfat.com

"اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو جما دے گا"۔

اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین کی مدد اور اس کو غالب کرنے کی جدّ و جہد ہے۔

داعی حق اور مخالفین

داعی حق کا وجود دنیا کے لئے سرتاسر رحمت ہے۔ حتیٰ کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف اور سچی خیر خواہی کا معاملہ کرتا ہے جو اس کے اور اس کی دعوت کے دشمن ہوتے ہیں۔

کشمکش میں داعی کا حکیمانہ کردار

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ٥ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ٥ (حٰم سجدہ ۳۴ - ۳۵)

"بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ برائی کا جواب ایسے طریقے سے دو جو انتہائی اچھا ہو۔ اور یہ بات انہی لوگوں کو ملا کرتی ہے جو برداشت کرتے ہیں، اور انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیبے والے ہیں"۔

یعنی داعی حق انتہائی عالی ظرف اور وسیع القلب ہوتا ہے۔ وہ اپنے مخالفین کے لئے انتقامی جذبات نہیں پالتا، بلکہ وہ ان کی برائیوں اور زیادتیوں کے جواب میں بھی خیر خواہی اور ہمدردی کا سلوک کرتا ہے۔ اور داعی حق کی یہی روش اس کو مخالفین میں عزت و عظمت بخشتی ہے، اور مقبول و محبوب بناتی ہے۔

Marfat.com

اسلام کا برملا اظہار

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (حٰم سجدہ ۳۳)

"اور اس شخص سے زیادہ بھلی بات کہنے والا اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف دعوت دے اور خود بھی نیک کام کرے، اور برملا کہے کہ میرا تعلق ان لوگوں سے ہے جو خدا کے مسلم اور فرمانبردار ہیں۔"

یعنی دنیا میں بہترین بات کہنے والا وہ داعی حق ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے، جس کی زندگی اعمال صالحہ سے آراستہ اور اپنی دعوت کا مکمل نمونہ ہو، اور جو حالات کی تمام سنگینیوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہوئے فخر و یقین کے ساتھ اپنے اسلام کا برملا اعلان و اظہار کرے۔

ملامت و مخالفت سے بے نیازی

یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ (المائدہ ۵۴)

"جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا انہیں خوف نہ ہوگا۔"

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ○ اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ○ (الحجر ۹۴)

"جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے کھلم کھلا بیان کیجیے، اور مشرکوں کی طرف سے بالکل بے پروا ہو جائیے۔ آپ کی طرف سے ہم ان استہزا کرنے

Marfat.com

والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں"

یعنی آپ مخالفین حق کی ملامت، طعن و تشنیع، استہزا، اور مخالفت سے بے نیاز ہو کر کھلم کھلا حق کی دعوت دیتے رہیئے اور ان کا معاملہ اس کے سپرد کیجیے جو ان کی خبر لینے کے لئے کافی ہے۔

مداہنت سے کامل اجتناب

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ (الشوریٰ ۱۵)

"(اے رسول!) آپ اسی دین حق کی برابر دعوت دیتے رہیئے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے، اسی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیئے۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیئے۔ ان سے کہہ دیجیے کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں، جو اللہ نے نازل فرمائی ہے۔ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، خدا ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ خدا ایک دن ہم سب کو جمع کریگا، اور اسی کی طرف ہم سب کو جانا ہے"

یعنی صاف صاف کہہ دیجیے کہ تمہاری خوشنودی، مروت اور خوف میں ہم ہرگز کوئی ایسی روش اختیار نہیں کر سکتے جو دین کے خلاف ہو۔ ہم سے بے جا رواداری

Marfat.com

کی قطعاً کوئی امید نہ رکھو۔ ہم خدا کی کتاب پر ایمان لائے ہیں اور ہر حال میں اسی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں گے۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ (الفتح ۲۹)

"وہ کافروں پر نہایت سخت ہیں۔"

یعنی وہ اپنے اصولوں میں اتنے سخت اور مضبوط ہیں کہ اہلِ باطل کو ان سے کسی مداہنت یا بے جا رواداری کی امید نہیں ہو سکتی۔

جرأت و بے خوفی

يَآ اَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (الاحزاب ۱)

"اے نبی! اللہ سے ڈریئے، اور کفار و منافقین کا کہا نہ مانیے۔ حقیقت میں علیم و حکیم خدا ہی ہے۔"

نبی کے واسطے سے تمام مسلمانوں کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ صرف خدا ہی کا خوف رکھو، اور اسی کے دین کی پیروی کرو۔ یہ بات ایمان کے قطعاً منافی ہے کہ تم کفار و منافقین سے ڈرنے لگو ـــــــ اور ان کی ہر جا و بے جا ماننے لگو۔ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ تمہارے دل میں صرف خدا کا خوف ہو، اور تم جرأت کے ساتھ صرف خدا ہی کے اطاعت گزار رہو۔

ہر حال میں پورے دین کی دعوت

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ

مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (یونس ۱۵)

"اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، تو جو لوگ ہماری ملاقات کا یقین نہیں رکھتے، کہتے ہیں، اس کے بجائے کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اسی میں کچھ تغیر تبدل کر دیجیے۔ آپ فرما دیجیے کہ میں اپنی طرف سے اس میں ہرگز کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ میں تو خود اس وحی کا پیرو ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔"

ایذا رسانیوں پر صبر

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا۔ (ابراہیم ۱۲)

"اور جو تکلیفیں تم ہم کو دے رہے ہو، ہم ان پر صبر ہی کریں گے۔"

نرم اندازِ بیان

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی۔ (طٰہٰ ۴۴)

"پس اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے۔ یا اس میں خشیت پیدا ہو۔"

ہر حال میں بھلی بات

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ (بنی اسرائیل ۵۳)

"اور (اے رسول!) میرے بندوں سے کہیے کہ ایسی بات کہا کریں جو انتہائی پسندیدہ ہو۔" (بنی اسرائیل ۵۳)

یعنی اگر تمہارے مخالفین اپنی نادانی اور جاہلی حمیت کے جوش میں کچھ ناروا باتیں کرنے بھی لگیں تب بھی ٹھنڈے دل سے جچی تلی اور بھلی بات کہو، اور خوشگوار فضا میں دین حق کی ترجمانی کرتے رہو۔

مذہبی جذبات کا پاس ولحاظ

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (الانعام ۱۰۹)

"یہ لوگ خدا کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بھی جہالت میں حد سے بڑھ جائیں، اور خدا کو گالیاں دینے لگیں۔"

یعنی داعی کو چاہیئے کہ وہ دوسروں کے مذہبی جذبات کا پاس ولحاظ رکھے، اور کبھی جوش دعوت میں ان لوگوں کو برا نہ کہہ بیٹھے جن کو اہل باطل اپنا معبود قرار دیتے ہیں، اور جن سے عقیدت رکھتے ہیں —— ایسی روش کے نتیجہ میں حق کو قبول کرنا تو درکنار، الٹا یہ اندیشہ ہے کہ وہ جہالت کی بنا پر خدا کی شان میں ناشائستہ کلمات کہہ بیٹھیں۔

جبر سے اجتناب

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۚ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۔ (قٓ ۴۵)

"یہ جو کچھ کہتے رہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے۔ اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں، آپ تو ان لوگوں کو قرآن کے ذریعہ سمجھاتے بتاتے رہیں جو میرے ڈراوے سے ڈرتے رہیں۔"

Marfat.com

یعنی قرآن کی دعوت نہ آپ زبردستی منوا سکتے ہیں اور نہ یہ آپ کا کام ہے۔ آپ تو دلسوزی اور انہماک کے ساتھ لوگوں کو یاد دہانی کراتے رہیئے۔ جن کے دلوں میں نرمی ہوگی وہ خود آگے بڑھ کر قبول کرلیں گے۔

دین میں کوئی زبردستی نہیں

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ط قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ ۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥ (البقرہ ۲۵۶)

"دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت کی بات گمراہی سے بالکل الگ نمایاں ہوگئی ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کرکے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ مسلمان جس دین کے پیرو ہیں، اس کی دعوت دینے اور اُسے قائم کرنے کی ذمہ داری ان پر ضرور ڈالی گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ زبردستی اس دین کو کسی کے دل میں اتار دیں دلوں کا پھیرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے، اور اللہ ہدایت کی دولت سے اسی کو نوازتا ہے جو اس کا طالب ہوتا ہے۔ اور کھلے دل و دماغ سے اس کو قبول کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

درگزر کی روش

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ۔ (جاثیہ ۱۴)

"اے رسول! مسلمانوں سے کہہ دیجیئے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ درگزر کی

روشن رکھیں جو اللہ کے دنوں کا یقین نہیں رکھتے۔"

اللہ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں خدا کسی قوم کو انعام و اکرام سے نوازے، اور کسی قوم پر ہولناک عذاب بھیجے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی رحمت اور اس کے عذاب سے بالکل ہی بے فکر ہیں، اور تمہارے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں وہ قابل رحم ہیں۔ ان کے ساتھ درگزر کا معاملہ کیجیے۔

جو درپئے آزار نہ ہوں اُن سے حسنِ تعلق

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ (الممتحنۃ ۸)

"جن لوگوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی، نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، ان کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف سے خدا تمہیں نہیں روکتا۔ یہ حقیقت ہے کہ خدا انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ مخالفین حق تم پر ظلم و زیادتی کرنے لگیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیں، تو تم اس ظلم کے نتیجہ میں سب سے بے تعلق نہ ہو جاؤ بلکہ دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ تم بھلائی اور انصاف ہی کا سلوک کرتے رہو۔ ظلم کا بدلہ دوسرے بے گناہوں کو نہیں بلکہ ظالموں ہی کو ملنا چاہیئے۔

ہجرت

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

(العنکبوت ۵۶)

Marfat.com

"اے میرے مومن بندو! میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی بندگی کرو۔"

مومن کا کام بہر حال یہ ہے کہ وہ خدا کی بندگی کرے۔ اور اگر کسی ملک میں اس کے لئے اس کے مواقع نہ رہیں تو اسے چاہیئے کہ وہاں سے ہجرت کر جائے۔ ہجرت کے معنی ہیں خدا کی خاطر قطع تعلق کرنا۔ مومن کو ہر اس چیز سے بے تعلق ہو جانا چاہیئے جو خدا کی محبت کے منافی ہو۔ خواہ وہ ماں باپ، عزیز و اقارب ہوں یا مال و دولت اور وطن ہو۔

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ (مریم ۴۱-۴۸)

"اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیجیے۔ بلاشبہ وہ ایک

سچے نبی تھے۔ (لوگوں کو اس وقت کا ذکر سنائیے) جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا۔ ابا جان! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کر رہے ہیں، جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہیں؟ ابا جان! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے۔ آپ میرے کہے پر چلیں، میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا۔ ابا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کیجیے۔ شیطان تو رحمان کا بڑا نافرمان ہے۔ ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ (اگر آپ اسی روش پر رہے تو) رحمان کا عذاب آپ کو آپکڑے، اور آپ شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔

باپ نے کہا، ابراہیم! کیا تم میرے معبودوں سے پھر گئے ہو؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔ اور جاؤ ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جاؤ۔

ابراہیمؑ نے کہا، آپ کو میرا سلام ہے۔ میں اپنے پروردگار سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کی بخشش فرما دے۔ بلشبہ میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔

میں آپ لوگوں سے بھی کنارہ کرتا ہوں، اور ان ہستیوں سے بھی جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہو۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر ہرگز نامراد نہ رہوں گا۔

خدا کی راہ میں جہاد

دعوتِ حق کی مخالف طاقتوں سے ٹکر لینے کے لئے مومن جو کوشش بھی کرتا

ہے، وہ جہاد ہے۔ اور اس کا انتہائی مرحلہ یہ ہے کہ اگر ضرورت آپڑے تو خدا کا بندہ محض خدا کی رضا کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے بھی میدانِ جنگ میں کود پڑے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔ (الانفال ۶۰)

"اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقتور اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لئے مہیا رکھو، تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری ہیبت چھائی رہے"

جہاد معیارِ ایمان

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبہ ۲۴)

"اے رسول! کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ٹھپ ہو جانے کا تم کو ڈر ہے اور تمہارے وہ مکانات جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور

Marfat.com

اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سامنے لے آئے۔ اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔"

یعنی خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ اپنے جان و مال، اور دنیوی رشتوں کو عزیز رکھنا خدا کی کھلی ہوئی نافرمانی ہے ـــــــ اور ایسے ڈھیٹ نافرمان ہدایت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔

خدا کی راہ میں نکلنے کی تڑپ

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ۝ (التوبہ ۹۲)

"اور نہ ان (بے سر و سامان) لوگوں پر، الزام کا کوئی موقع ہے، جو خود آپ کے پاس آئے کہ آپ اُن کے لئے سواریاں مہیا فرما دیں۔ اور جب آپؐ نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس غم میں کہ اُن کے پاس جہاد میں شریک ہونے کے لئے خرچ کرنے کو کچھ موجود نہیں ہے۔"

خدا کی نظر میں اصل قدر و قیمت اس سچی تڑپ کی ہے جو داعیانِ حق کو دین کی خدمت اور اقامت کے لئے بے چین رکھے۔ یہ تڑپ رکھنے والے اگر وسائل و ذرائع نہ پا کر میدانِ جہاد میں نہ جا سکیں اور اپنے ایمانی جوہر نہ دکھا سکیں تو یہ معذور

Marfat.com

ہیں ــــــ خدا کے یہاں ان کا شمار انہی مجاہدوں میں ہوگا جو عملاً اپنا جان و مال خدا کی راہ میں قربان کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔ غزوہ تبوک سے واپس آتے ہوئے آپؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا: "مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو کوچ بھی کیا، اور جو وادی بھی طے کی وہ برابر تمہارے ساتھ رہے"۔ صحابہؓ نے تعجب سے پوچھا: "کیا مدینہ ہی میں رہتے ہوئے؟" فرمایا "ہاں، مدینہ میں رہتے ہوئے، کیونکہ ان کو مجبوری نے روک لیا تھا، وہ خود رُکنے والے نہ تھے"۔

جہاد سے رہ جانیوالے مومنین کی سبق آموز داستان

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (التوبہ ۱۱۸)

"اور ان تینوں کو بھی خدا نے معاف کر دیا، جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں، اور انہوں نے جان لیا کہ خدا سے بچنے کیلئے کوئی پناہ گاہ خود خدا ہی کے سوا نہیں ہے، تو خدا اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں۔ بلاشبہ وہ بڑا ہی معاف کرنے والا، انتہائی مہربان ہے"۔

یہ حضرت کعب ابن مالکؓ، مرارہ ابن ربیعؓ، ہلال ابن امیہؓ کا سبق آموز واقعہ ہے۔ یہ تینوں صحابی نہایت سچے اور بڑے ہی مخلص تھے، اور بارہا اپنے ایمان و اخلاص کا ثبوت دے چکے تھے لیکن غزوہ تبوک کے نازک موقع پر ان بزرگوں نے کچھ سستی دکھائی، اور جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔

Marfat.com

حضرت کعب ابن مالک رضؓ نے خود اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضؓ سے بیان کیا۔ "غزوۂ تبوک کی تیاری کے زمانے میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے جنگ میں شریک ہونے کی اپیل کرتے تھے میں اپنے دل میں ارادہ کرتا کہ ضرور جاؤنگا، لیکن واپسی پر سستی کر جاتا یہانتک کہ سارے مسلمان میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ اور میں مدینہ ہی میں بیٹھا ارادہ کرتا رہا۔

پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے تو منافقین نے لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ اپنے عذرات پیش کرنے شروع کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بناوٹی باتیں سُن کر ان کے ظاہری عذر قبول کرتے اور فرماتے خدا تمہیں معاف کرے۔

جب میری باری آئی تو میں نے صاف صاف کہہ دیا۔ خدا کے رسولؐ! مجھے کوئی عذر نہ تھا بس میری سُستی اور غفلت نے مجھے اس سعادت سے محروم رکھا۔ اسی طرح میرے دو اور ساتھیوں نے بھی سچی بات کہہ دی۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حکم دے دیا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے" یہ اعلان ہوتے ہی میرے لئے مدینہ کی زمین بالکل بدل گئی اور میں مدینہ میں بے یار و مددگار بالکل اجنبی بن کر رہ گیا۔ کوئی بھی مجھ سے سلام کلام نہ کرتا۔ ایک دن جب میں بہت زیادہ گھبرا گیا تو اپنے ایک بچپن کے دوست ابوقتادہ رضؓ کے پاس گیا۔ جا کر سلام کیا، لیکن جواب نہ ملا۔ دو بار میں نے پوچھا، ابوقتادہ رضؓ! کیا مجھے خدا اور رسول سے محبت نہیں ہے؟ تو وہ خاموش رہے تیسری بار میں نے پوچھا تو بس اتنا کہا، خدا بہتر جانتا ہے، میرا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

انہی دنوں بازار میں شام کے ایک آدمی نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا، شاہ نے لکھا تھا "ہم نے سنا ہے تمہارے صاحب تم پر بہت ستم توڑ رہے ہیں، تم کوئی ذلیل

Marfat.com

آدمی نہیں ہو، ہمارے پاس آؤ ہم تمہاری قدر کریں گے"۔ میں نے کہا یہ ایک اور مصیبت نازل ہوئی۔

چالیس دن اس حالت پر گزر گئے، تو ایک آدمی رسولؐ خدا کا یہ حکم لے کر پہنچا کہ اپنی بیوی سے الگ رہو ــــــ میں نے بیوی کو میکے بھیجدیا اور کہدیا خدا کے فیصلہ کا انتظار کرتی رہو۔

پچاسویں دن میں فجر کی نماز کے بعد اپنی جان سے بیزار، نہایت مایوس اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک کسی نے پکار کر کہا، مبارک ہو کعبؓ! یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر گیا۔ پھر تو لوگ فوج در فوج مجھے مبارکباد دینے کے لئے آنے لگے۔ میں اٹھا اور سیدھا مسجد نبوی میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں، کہ رسولؐ خدا کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے۔ فرمایا "کعب! مبارک ہو، یہ تیری زندگی کا سب سے بہتر دن ہے"۔ میں نے کہا۔ "حضورؐ! یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟" فرمایا "خدا کی طرف سے"۔ اور سورۂ توبہ کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں"۔

خدا نے ان حضرات کی سستی اور عبرت انگیز تنبیہ کے اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے قرآن میں محفوظ کر دیا تاکہ قیامت تک آنے والے مسلمان اس واقعہ سے سبق لیں اور، اور اس حقیقت کو نگاہ میں رکھیں کہ جب کبھی دین و ملت پر کوئی نازک وقت آئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جس حال میں بھی ہوں میدان میں نکل آئیں اور اپنا سب کچھ داؤں پر لگا کر دین و ملت کی حفاظت کریں۔ ایسے نازک موقع پر اپنے فرض سے معمولی سی غفلت اور سستی برسوں کی دینداری اور ایمانی کارناموں کو تباہ کر سکتی ہے۔

Marfat.com

کتابیات

"قرآنی تعلیمات" کی تیاری میں ان اہم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ مجموعہ تفاسیر فراہی رح۔ ترجمہ از مولانا امین احسن صاحب اصلاحی۔

۲۔ تفہیم القرآن۔ از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب۔

۳۔ ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام آزاد رح (مع باقیات مرتبہ مولانا غلام رسول مہر)

۴۔ تفسیر بیان القرآن۔ از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح۔

۵۔ تفسیر موضح القرآن۔ از مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رح۔

۶۔ ترجمہ قرآن۔ از مولانا فتح محمد خاں جالندھری رح۔

۷۔ انوار التنزیل و اسرار التاویل۔ از مولانا قاضی بیضاوی رح۔

۸۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل۔ از مولانا علاؤالدین البغدادی رح۔ المعروف بالخازن۔

۹۔ تفسیر النسفی۔ از ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود رح۔

۱۰۔ تفسیر و ترجمہ۔ از مولانا شیخ الہند محمود الحسن صاحب رح و مولانا سید شبیر احمد صاحب عثمانی رح۔

۱۱۔ صحیح البخاری از محدث محمد ابن اسماعیل البخاری رح۔

۱۲۔ صحیح المسلم۔ از محدث مسلم ابن الحجاج النیشاپوری رح۔

۱۳۔ جامع الترمذی۔ از محدث محمد ابن عیسیٰ الترمذی رح۔

۱۴۔ سنن ابی داؤد۔ از محدث ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رح

ان کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً بعض کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ خدائے رحمان رحیم سے دعا ہے کہ وہ ان تمام کتابوں کے مرتبین کو جزائے خیر میں شریک فرمائے، اور ہم سب کیلئے "قرآنی تعلیمات" کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

Marfat.com

قرآنی تعلیمات

حصہ دوم

قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنے اور بندگانِ خدا تک قرآن کی دعوت و تعلیم پہنچانے والی ایک مختصر کتاب۔

محمد یوسف اصلاحی

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (مغربی پاکستان)

شاخ: ۱۶-بیت المکرم (پہلی منزل) ڈھاکہ (مشرقی پاکستان)

Marfat.com